(اُردو ترجمہ)

اسرارُ الاولیاء

ملفوظات

زہدالاتقیاء سراج الاولیاء

حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر مسعود اجودھنی چشتی

رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

حضرت خواجہ بدرالدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF

www.syedajmersharif.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی نور قلوب العارفین بنور معرفتہ

وفضل احوال المحبین علی العاملین بکمال فضلہ وحکمتہ

بے عدد ثناء اس خالق کو جس کے فضل کے فیض سے صاحب المکارم' سلطان الاولیاء' قطب العالم' وارث الانبیاء' تاج الاصفیاء' شمس العارفین' فرید الحق والشرع والدین ادام اللہ تقواہٗ کے الفاظ' دربار کے فوائد جو میں نے سنے لکھے اور ان کا نام "اسرار الاولیاء" رکھا۔

بعد ازاں بندۂ درویشاں' خادم الفقراء والمساکین[1] جوان معانی کا جمع کنندہ ہے عرض پرداز ہے کہ جب قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ اسی وقت آنجناب نے فرمایا۔ اے درویش! انوار واسرار کے لئے حوصلہ وسیع چاہیے۔ تاکہ دوست کے اسرار قرار پکڑیں اور مقام بنائیں۔ اگر دوست کا ایک بھید بھی ظاہر کر دیا جائے تو سرّ برباد ہو جائے گا۔ جیسا کہ منصور حلاج کا ہوا تھا۔ کیونکہ یہ دوست کے بھید ہیں۔ پس جو سرّ انسان کو عالم انوار تجلّی سے حاصل ہوا سے ظاہر نہیں کرنا چاہئے۔ یہ عام طور پر مشہور ہے کہ جو بادشاہوں کے بھید ظاہر کر دے وہ دوسرے بھیدوں کے لائق نہیں ہوتا۔

بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش! تمام اسرار الٰہی تعداد میں ستر ہزار ہیں۔ جو ہر روز اولیاء اللہ کے دلوں پر عالم نورانی سے نازل ہوتے ہیں۔ اور نیز اس دل پر جو ان اسرار کا ڈھونڈنے والا ہو۔ لیکن اے درویش! اسرار الٰہی کا پہلا مقام یہ ہے کہ جب عاشق پر اسرار متجلّی ہوتے ہیں اگر ان کا ذرّہ بھر بھی باہر نکلے تو تمام جہان منور ہو جائے۔ پس اس راہ میں صادق ہونا چاہیے۔ تاکہ دوست کے سارے اسرار سے واقف ہو جائے اور ذرّہ بھر بھی ظاہر نہ کرے۔ اگر پہلے ہی مقام میں بھید ظاہر کر دے گا تو بہت ہی کم حوصلہ ہوگا اور سرّ کے لائق نہیں۔

پھر فرمایا۔ اے درویش! "مشائخ طبقات"[2] میں لکھا ہے کہ جب کسی آدمی کو سرّ کی اطلاع دی جائے۔ اور وہ شخص اس کی تاب نہ لا سکے اور ظاہر کر دے تو اس کی وہی سزا ہوتی ہے (جو اس شخص کی ہوتی ہے) کہ جو بادشاہوں کا بھید ظاہر کرتا ہے۔

---

[1] بدرالدین اسحاق [2] کے سلوک

WORK FOR HUMANITY SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

فصل اوّل

سخن در ذکر اَسرارُ الاولیاء

خواجہ منصور اور افشائے سرِّ الٰہی

سوموار کے روز اٹھارھویں ماہ شعبان ۶۳۱ ہجری کو قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ خواجہ منصور ؒ کی ایک ہمشیرہ تھیں۔ جن کی یہ عادت تھی کہ بغداد کے ایک جنگل میں جا کر یادِ الٰہی میں مشغول ہوا کرتیں اور جب واپس آتیں تو فرشتے کو حکم ہوتا جو کہ اَسرارِ الٰہی کے بہشتی شراب کا ایک پیالہ لا کر آپ کے ہاتھ پر رکھتا اور آپ اسے پی لیتیں اور واپس اپنے مکان میں آ جاتیں۔ جب اس حال کی خبر خواجہ منصور ؒ کو ہوئی تو آپ چھپ کر دیکھتے رہے۔ جب آپ باہر نکلیں اور حسبِ عادت روانہ ہوئیں اور پیچھے پیچھے خواجہ منصور ؒ بھی روانہ ہوئے۔ جب رات کے آخری حصے میں یادِ الٰہی سے فارغ ہوئیں اور فرشتہ حسبِ معمول شراب کا پیالہ لایا اور آپ پینے لگیں۔ ابھی تھوڑا سا پیا تھا اور کچھ باقی تھا کہ خواجہ منصور پکارتے ہوئے آئے کہ بہن! میرا حصہ رکھ لینا۔ آپ نے مڑ کر منصور کو دیکھا تو بہت افسوس کیا کہ میرا بھید ظاہر ہو گیا۔ پھر منصور کو کہا۔ اے منصور! تو پی جائے گا لیکن اسے برداشت نہیں کر سکے گا۔

الغرض! خواجہ منصور نے اسے پی لیا۔ جونہی ایک گھونٹ پیا از خود رفتہ ہو گئے۔ اور "انا الحق انا الحق" پکار اٹھے۔ آپ کی ہمشیرہ صاحبہ رونے لگیں اور کہا۔ اے منصور! تنگ حوصلہ! تو نے اپنے تئیں بھی رسوا کیا اور مجھے بھی۔

بعد ازاں جب خواجہ صاحب شہر میں آئے اور "انا الحق" کہا۔ تو سولی پر چڑھائے گئے اس وقت آپ کی ہمشیرہ نے واپس جا کر کہا۔ "اے منصور! کیا میں تجھے نہ کہتی تھی؟ کہ تو اس کو برداشت نہ کر سکے گا۔ چونکہ تو نے بھید ظاہر کر دیا ہے۔ اس لئے اب تو مارا جائے گا"۔

الغرض! خلقت نے یہ کہنا شروع کیا کہ منصور (ؒ) مرد تھا۔ جس نے دوست کی راہ میں جان دے دی اور آپ کی ہمشیرہ صاحبہ نے مسکرا کر فرمایا۔ اے غافلو! اگر میرا بھائی مرد ہوتا تو محبت کی شراب کا ذرہ بھر پی کر از خود رفتہ نہ ہو جاتا۔ وہ مرد ہی نہ تھا جو اس طرح مدہوش ہو گیا۔ پھر اپنی حکایت یوں بیان فرمائی۔ کہ قریباً بیس سال سے ہر رات اسرارِ دوست کا ایک پیالہ مجھے ملتا ہے۔ میں پی لیتی ہوں لیکن کبھی از خود رفتہ نہیں ہوئی۔ بلکہ ہر روز هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ پکارتی ہوں۔ اس وقت شیخ الاسلام آب دیدہ ہو کر زار زار روئے اور بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ اے درویش! راہِ خدا میں ایسے مرد بھی ہیں۔ کہ ایک ساعت میں دوست کے اسرار کے لاکھ لاکھ دریا پی جاتے ہیں لیکن ذرہ بھر اثر ظاہر نہیں ہوتا۔

SYED AJMER SHARIF

بعدازاں فرمایا کہ اے درویش! جو شخص محبت میں ثابت قدم اور سچے وعدے والا نہیں۔ جان لے کہ وہ قیامت کے دن محبتوں میں ضرور شرمندہ ہوگا۔

بعدازاں فرمایا کہ اے درویش! قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تواریخ میں لکھتے ہیں کہ قیامت کے دن مجنوں کو حاضر کرنے کا حکم ہوگا۔ جب اسے لایا جائے گا۔ تو پھر تمام اولیاء کو جو محبت کے مدعی ہوں گے۔ اس کے پاس لایا جائے گا اور حکم ہوگا کہ اگر تم محبت کا دعویٰ کرتے ہو۔ تو ایسا کیوں نہ کیا۔ جیسا کہ مجنوں نے کیا کہ جب تک وہ زندہ رہا۔ لیلیٰ کی دوستی میں غرق رہا اور جب مرا تو بھی اسی کی محبت میں غرق تھا اور جب کہ اس کا حشر ہوا ہے۔ تو بھی اسی کی محبت میں مستغرق ہے۔

بعدازاں فرمایا۔ اے درویش! نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ وہ صاحب نعمت تھے کہ جو کچھ آپ نے سلوک کے بارے میں لکھا ہے۔ کسی نے نہیں لکھا' میں نے ایک مرتبہ جب کہ میں درویشوں کی مجلس میں حاضر تھا۔ سماع میں قوالوں نے یہ دو شعر گائے جن کے سننے سے ہر بار اور ہی حالت اور حیرت طاری ہوتی تھی۔ اگر سو سال تک بھی ایسا وقت طلب کریں تو شاید نہ ہی ملے۔ وہ شعر یہ ہیں

آں عشق کہ بود کم نگردد ۔۔۔ تا با شد ازاں قدم نگردد
عشقے کہ نہ عشق جاودان است ۔۔۔ بازیچۂ شہوت جوان است

بعدازاں فرمایا کہ اے درویش! فقیر اہلِ عشق ہیں اور علماء اہلِ عقل اسی واسطے ان کے مابین تضاد رہتا ہے۔

پھر فرمایا۔ اے درویش! کام سے واقف وہی لوگ ہیں۔ جن میں یہ دونوں باتیں یعنی عشق اور عقل پائی جاتی ہیں۔ راہ سلوک میں درویش کا عشق علماء کی عقل پر غالب ہے۔

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہ ایک درویش بھیا نام میرا دوست تھا۔ جو واصل خدا اور صاحب درد تھا۔ جب وہ رستہ چلتا تو مستوں کی طرح جھوم جھوم کر چلتا۔

عشقِ مجازی سے عشقِ حقیقی تک

پھر فرمایا۔ اے درویش! ایک واصل جوانی کے دنوں میں ایک عورت پر عاشق تھا۔ ایک رات وہ اپنی معشوقہ کے مکان کی دیوار کے پاس کھڑکی کے پیچھے آ کھڑا ہوا۔ اس کی معشوقہ نے کھڑکی سے سر نکالا اور دونوں آپس میں باتیں کرنے لگے شام سے لے کر صبح تک باتیں ہی کرتے رہے جب صبح کی اذان ہوئی تو انہوں نے سمجھا کہ شاید ابھی عشاء کی اذان ہوئی ہے۔ لیکن جب اچھی طرح دیکھا۔ تو صبح کا وقت تھا۔ اتنے میں غیب سے آواز آئی کہ اے جوان! تو نے عورت کے عشق میں شام سے صبح کر دی۔ کبھی یادِ حق کی طرف بھی ایسا کیا ہے۔ جب اس جوان نے یہ آواز سنی۔ تو فوراً توبہ کی اور یادِ حق میں مشغول ہو گیا۔ اس وقت شیخ الاسلام نے آب دیدہ ہو کر فرمایا کہ ان اسرار میں سے ایک یہ ہے کہ وہ واپس چلا گیا۔ (حق کی طرف) پس اے درویش! جسے اس قسم کا ذوق ہو گیا' بھلا وہ کب غیر سے الفت کرتا ہے۔

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہ ایک دفعہ مجنوں نے سنا کہ لیلیٰ صدقہ دے رہی ہے اٹھ کر لکڑی کا پیالہ ہاتھ میں لئے لیلیٰ

WORK FOR HUMANITY SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

کے اِدھر اُدھر پھرنے لگا۔ لیلیٰ نے سب کو کچھ نہ کچھ دیا۔ لیکن مجنوں کو کچھ نہ دیا جب اٹھ کر اندر چلی گئی تو مجنوں مارے خوشی کے رقص کرنے لگا۔ لوگوں نے طعن کی کہ یہ کونسا موقع رقص کا ہے؟ نہ ہی اس نے تجھے کچھ دیا اور نہ ہی تیری طرف توجہ کی۔ مجنوں نے کہا۔ بے شک دیا تو اس نے کچھ نہیں' لیکن اتنا تو دیکھ لیا کہ مجنوں ہے۔ پھر شیخ الاسلام نے آب دیدہ ہو کر فرمایا کہ اے درویش! اس بات کی قدر اس کو معلوم ہوتی ہے۔ جو دریائے محبت میں غرق ہو یا عالم غیب چشمۂ رواں سے اسے روزی نصیب ہو۔ پھر فرمایا۔ اے درویش! جو شخص محبت اور عشق کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ معشوق کا دروازہ اس وقت تک کھٹکھٹاتا رہتا ہے۔ جب تک اس کے قالب میں جان ہے۔ اس واسطے کہ شاید کسی وقت کھل جائے اور کسی مرتبے کو پہنچ جائے۔ پھر فرمایا۔ اے درویش! بنی اسرائیل میں ایک زاہد نے ستر سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ آخر اس وقت کے پیغمبر کو حکم ہوا کہ فلاں زاہد کو کہہ دو کہ طاعت میں بے ہودہ تکلیف نہ اٹھاؤ۔ ہمیں تمہاری عبادت منظور نہیں۔ جب پیغمبر وقت نے یہ پیغام دیا تو زاہد رقص کرنے لگا۔ وجہ پوچھی تو کہا۔ گر میری طاعت قبول نہیں' تاہم شمار میں تو ہوں۔ مجھے یاد تو کیا ہے۔

پھر فرمایا: اے درویش! اس راہ میں صادق اور عاشق وہی ہے کہ عالم اسرار میں سے جو مصیبت وغیرہ اس پر نازل ہو' اس پر صبر کرے اور راضی رہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کلام مجید میں فرمایا ہے۔

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ

پھر شیخ الاسلام نے آب دیدہ ہو کر یہ شعر پڑھے۔ جن سے خاص ہی حالت اور حیرت طاری ہوئی۔

سرّیست مرا دردن جان درعشقت　　گر سرّ رود اے دوست نگویم باکس

....

سرّیست عاشقاں رادر طاقت نہانی　　پوشیدہ دار از خود تا آں جانجل زمانی

بعدازاں فرمایا۔ اے درویش! صاحب سرّ میں ذاتی قوت اس قسم کی ہونی چاہیے کہ جو سرّ حق اس پر نازل ہو۔ اسے محفوظ رکھ سکے۔

اُسرارِ دوست خوبصورت ہیں

پھر فرمایا۔ اے درویش! خواجہ معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ دوست کے اسرار خوبصورت ہیں اور خوبصورت عاشق کے ہی دل میں قرار پکڑتے ہیں۔ اس واسطے کہ جب یحییٰ معاذ رازی قدس اللہ سرہ العزیز سے پوچھا گیا کہ آپ کو کبھی ہنستے یا بات کرتے نہیں دیکھا گیا تو فرمایا کہ کوئی گھڑی ایسی نہیں گزرتی کہ اللہ تعالیٰ کی تجلی کے انوار اور اسرار میرے دل میں نہ ہوں۔ پس جس دل میں دوست کے اسرار وانوار ہوں۔ اسے ہنسی اور باتوں سے کیا واسطہ۔ پس! اے درویش! ہنسی اور بات چیت اسی روز ہوتی ہے۔ جب یہ حکم ہوتا ہے کہ "وصل الحبیب الی الحبیب" یعنی دوست دوست سے جاملا۔ پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہ امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے کیا بات دیکھی جو حق تعالیٰ سے آشنائی کی۔ فرمایا۔ ایک روز میں بیٹھا تھا کہ محبت کا آئینہ میرے ہاتھ میں دیا گیا۔ میں نے اس میں نگاہ کی تو مجھے ایک صورت دکھائی دی جس پر میں شیفتہ ہو گیا۔ فریاد کر اٹھا

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

اور توبہ واستغفار کی اور کہا کہ یہ نعمت مجھے عطا ہو۔ حکم ہوا کہ یہ نعمت تجھے دیتے ہیں۔ لیکن کسی پر ہمارا یہ بھید ظاہر نہ کرنا۔ تاکہ اور بھید کے لائق ہوسکے۔

پھر شیخ الاسلام نے آب دیدہ ہوکر یہ رباعی پڑھی۔ جو جناب قاضی حمید الدین ناگوری کی زبان مبارک سے ایک مجلس میں سنی تھی۔

رباعی

عشق تو مرا اسیرو حیران کردہ است
در کوئے خرابات پریشاں کردہ است
باایں ہمہ رنج و محنت اے دوست ببین
اسرار تو دردنم کہ پنہاں کردہ است

خواجہ حسن خاقانی کی عنایت

بعدازاں فرمایا کہ اے درویش! خواجہ حسن ابوالخیر خاقانی رحمۃ اللہ علیہ راستہ پر چل رہے تھے آپ کی مونچھیں بڑھ گئی تھیں۔ ایک نائی نے کہا کہ لاؤ آپ کی حجامت بنادوں! آپ نے فرمایا۔ میرے پاس پیسہ نہیں۔ نائی نے کہا پھر دے دینا۔ جب نائی نے حجامت بنائی۔ جس درخت کے تلے بیٹھے اوپر کی طرف دیکھ کر عرض کی۔ یاالٰہی! میں کیا درخواست کروں خواجہ صاحب نے یہ بات ابھی کی ہی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ درخت ہلا اور زمین سرخ دیناروں سے پُر ہوگئی اور نائی حیران رہ گیا خواجہ صاحب نے فرمایا کہ جتنا اٹھا سکتے ہو۔ اٹھالو! یہ کہہ کر وہاں سے چل دیئے۔

پھر شیخ الاسلام نے آب دیدہ ہوکر فرمایا کہ اے درویش! مردانِ خدا ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ ہر ایک درماندہ کو نعمت عطا کر کے وہاں سے چل دیتے ہیں۔

بعدازاں فرمایا کہ اے درویش! ایک صاحب حال ہر روز صبح کو اٹھ کر فریاد کیا کرتا تھا۔ تاکہ دوست کا عشق آجائے اور ہستی کا نام ونشان مٹادے۔ ایک روز وہ اپنے عشق کی آگ سے جل ہی گیا اور یگانہ ہوگیا۔ پس اے درویش! جہاں پر محبت آتی ہے۔ دوئی درمیان سے اٹھ جاتی ہے محبت کے معاملہ میں یگانہ ہونا چاہیے۔ تاکہ محبت کے وصال خانہ میں دخل پاسکیں۔ اگر ایسا نہ ہوگا تو ہرگز ہرگز دخل نہیں پایا جائے گا۔

بعدازاں شیخ الاسلام نے آب دیدہ ہوکر یہ مثنوی پڑھی اور فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز سے مجلس میں سنی تھی اور اب تک اس مثنوی کے ذوق میں ہوں۔

تانفس من ز عشق دوست زدم ۔۔۔ خاست از ما بے دوئی جز دوست

زلیخا کی خدا پرستی

بعدازاں غلبات شوق سے یہ حکایت بیان فرمائی کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے زلیخا سے نکاح کیا۔ زلیخا نے

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

حضرت یعقوب علیہ السلام کا دین قبول کیا۔ یادِ حق میں مشغول ہوئی تو ایک روز حضرت یوسف علیہ السلام زلیخا کا پیچھا کرتے تھے۔ آپ پیچھا چھڑاتی تھیں۔ اس وقت یوسف علیہ السلام نے پوچھا کہ ایک دن وہ تھا تو میرا پیچھا کرتی تھی اور میں پیچھا چھڑاتا تھا اور آج میں پیچھا کرتا ہوں اور تو چھڑاتی ہے' اس کی کیا وجہ ہے؟ کہا' اے یوسف اس دن مجھے اللہ تعالیٰ کی آشنائی حاصل نہ تھی۔ اس کی پرستش سے دور تھی' تیرے سوا کسی سے آشنائی نہ تھی۔ میں سمجھتی تھی کہ بس تو ہی تو ہے۔ اس واسطے میں تیرا پیچھا کرتی تھی۔ لیکن اب میں نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا ہے اور اس کی پرستش میں مشغول ہوں۔ مجاہدہ سے مشاہدہ تک پہنچ گئی ہوں اور اس کی دوستی میرے دل میں قرار پکڑ گئی ہے۔ پس اے یوسف! اب تو تُو اور لاکھ تجھ سے بہتر میری نگاہ میں نہیں۔ جب مجھے اللہ تعالیٰ سے الفت ہوگئی۔ اب میں اس کے غیر سے الفت کروں۔ تو میں جھوٹی مدعی بنوں گی۔ نہ کہ اس کی محبت میں صادق۔

بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش! جب موسیٰ علیہ السلام نے رویت کی درخواست کی کہ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ۔ تو حکم ہوا کہ اے موسیٰ یہ کیا گستاخی ہے۔ جو تو نے ہماری بارگاہ میں کی ہے۔ کیونکہ ہم نے وعدہ کرلیا ہے کہ جب تک محمد پیغمبر آخر الزمان ﷺ اور ان کے امتی جو میرے محب ہیں۔ ہمارا دیدار نہ کریں گے۔ کوئی شخص ہمارا دیدار نہیں کر سکے گا۔ پس اے درویش! چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام محبت حق کے شوق سے مالا مال تھے۔ اس بات کو نہ سنا اور دوسری مرتبہ پھر وہی درخواست کی۔ حکم ہوا کہ اے موسیٰ! ہم تجلی تو کریں گے۔ لیکن تو برداشت نہیں کر سکے گا۔ عرض کی' کرسکوں گا۔ حکم ہوا اچھا کوہ طور پر جا کر بندوں کی طرح دوگانہ ادا کرو اور دوزانو ہو کر باادب بیٹھو۔ تاکہ ہم تجلی کریں۔ جب ایسا کیا اور ذرہ بھر نور سے تجلی کی تو پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور آپ تین دن تک بے ہوش پڑے رہے پھر آواز آئی (وَخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا) اے موسیٰ! کیا ہم نہیں کہتے تھے کہ تو نور کی طاقت کو برداشت نہیں کر سکے گا۔ پھر یہ فرمان ہوا۔ اے موسیٰ! تو ہماری ذرہ بھر تجلی سے بے ہوش ہوگیا۔ ہمارا بھید ظاہر کر دیا۔ میرے ایسے بندے بھی ہوں گے جو آخر الزمان میں پیدا ہوں گے۔ اور امت محمدی ﷺ میں ہوں گے۔ جن پر ہر روز ہزار مرتبہ تجلی کروں گا۔ پھر بھی وہ ذرہ بھر تجاوز نہیں کریں گے بلکہ "اَنَا مُشْتَاقٌ اِلَی الْحَبِیْبِ" کی فریاد کریں گے۔

پھر فرمایا۔ عشق کی آگ ایسی ہے جو درویش کے دل کے سوا اور کہیں قرار نہیں پکڑتی اگر صاحب ذکر اپنے سینے سے ایک آہ نکالے تو شرق سے غرب تک جو کچھ ہے سب کو جلا کر ملیا میٹ کر دے۔

حضرت موسیٰ کو حکم الٰہی

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ اے درویش! جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر انوار کی تجلی ہوئی تو عشق سے مشرف ہوئے۔

پھر فرمایا۔ جب نور عشق سے آپ جلنے لگے تو سونے چاندی کی اوٹ کی۔ وہ بھی نہ رہی اور جل گئیں۔ پھر حکم ہوا کہ موسیٰ! اگر لاکھ پردے بھی کرے گا۔ تو بھی نہیں رہیں گے ہاں! اگر بچنا ہے۔ تو کسی گودڑی پوش کا خرقہ مانگ کر اس کا برقع بنا۔ البتہ وہ نہیں جلے گا۔ جب آپ نے اسی طرح کیا تو اس خرقہ کا تار بھی نہ جلا۔

اسرار و انوار الٰہی

بعد ازاں شیخ الاسلام نے آب دیدہ ہو کر فرمایا۔ اے درویش! واضح رہے کہ درویش اور جو کچھ اس کے وجود میں ہے وہ

WORK FOR HUMANITY SYED AJMER SHARIF

www.syedajmersharif.com

سب کچھ تجلی ہی کے نور سے پیدا کیا گیا ہے۔ پس جو حقیقت ہے وہ کس طرح جل سکتی ہے۔ نیز فرمایا کہ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ درویشوں کو عشق کی خاک اور انوار تجلی سے پیدا کیا گیا ہے۔ پھر فرمایا۔ اے درویش! زاد المحبین میں لکھا دیکھا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے علم وقدرت سے اہل عشق کو عالم موجودات میں پیدا کرنا چاہا تو زمین کا ایک ایسا قطعہ تھا جس کی طرف شوق واشتیاق انوار تجلی اور اسرار عشق کی نگاہ سے دیکھا۔ وہ قطعہ جلنے لگا۔ ابتداء ہی میں عالم سکر میں پڑ کر فریاد کرنے لگا۔ "اَنَــا الْمُشْتَاقُ فِی الْقَاءِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ"۔ دونوں جہان کے پروردگار کے دیدار کا مشتاق ہوں۔ پھر اس زمین سے اہل عشق پیدا کیے گئے اسی لئے درویشوں کو ولولۂ عشق ابتداء سے لے کر انتہاء تک رہتا ہے اور دریائے محبت میں غرق رہتے ہیں۔

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ ایک واصلِ حق مناجات میں کہا کرتا تھا۔ اے پروردگار! اگر تو قیامت کے دن مجھے جلائے گا یا دوزخ میں بھیجے گا تو مجھے تیرے جلال اور عزت کی قسم! کہ دوزخ کے دروازے پر سینے سے ایک ایسی آہ نکالوں گا جو دوزخ کی ساری آگ کو نگل جائے گی۔ ناچیز کر دے گی۔ اس سے پوچھا گیا کہ اے خواجہ! یہ تو کیسی بات کہتا ہے؟ دوزخ کی آگ کس طرح نگلی جاسکتی ہے؟ فرمایا! اس واسطے کہ اگر آتش محبت کے بالمقابل دوزخ کی سی لاکھوں آگیں جلائی جائیں تو جب صاحب عشق اپنے سینے کی آہ نکالے گا تو سب کو نابود کر دے گا۔ اسی واسطے محبت کی آگ سے بڑھ کر تیز آگ اور کوئی نہیں۔

بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش! درویش کے سینے میں اس قسم کی آگ رکھی گئی ہے کہ خدانخواستہ اگر ایک شعلہ اس کا نکل جائے۔ تو عرش سے تحت الثریٰ تک سب کچھ جلا کر راکھ کر دے۔

پھر شیخ الاسلام نے آب دیدہ ہو کر یہ مصرعہ پڑھا۔ مصرعہ

در سینہ عاشقاں ہمہ درد نہند

آپ بار بار اس مصرعہ کو پڑھتے' بے ہوش ہو جاتے۔ جب ہوش میں آتے تو فرماتے کہ تین وقت میں رحمت نازل ہوتی ہے۔ اول سماع کے وقت اہل سماع پر رحمت نازل ہوتی ہے۔ دوسرے درویشوں کے ماجرائے (تذکرے) کے وقت۔ تیسرے جب کہ عاشق انوار تجلی کے عالم میں مستغرق ہوتے ہیں۔

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہ اے درویش! ایک مرتبہ میں' خواجہ قطب الدین بختیار اوشی اور خواجہ حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ سماع کی ایک مجلس میں تھے۔ ایک رات دن رقص کرتے رہے لیکن نماز کے وقت نماز ادا کر لیتے۔ اسی اثناء میں انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر اڑنا شروع کر دیا' وہاں بھی رقص ہی کرتے رہے۔ جس قصیدے سے وجد ہوا وہ یہ ہے۔

ابیات

من آں نیم کہ ز عشق تو پائے پس آرم	اگر بہ تیغ کشندم در تو نگزارم
مپرس از شب ہجراں چگونہ میگزرد	مبادا ہیچ کے را قوی است دشوارم
من از جمال تو اے سرو باغ نادیدم	ہوس نشد کہ گہے دل رود بنگرارم
اگر دہند بفردا بہشت باہمہ چیز	بحبۂ نخرم من کہ مست دیدارم

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش! ایک مرتبہ میں ایک صاحب حالت درویش کے پاس گیا۔ جو عام شوق واشتیاق میں تھا۔ درد اور حال کی وجہ سے ہر بار سر سجدے میں رکھتا اور پھر اٹھ کر کھڑا ہوتا اور یہ شعر پڑھتا۔

جان وہم از برائے جانانِ من   گر بود صد ہزار جان در تن

میں گنتا گیا' تقریباً ہزار مرتبہ اس نے ایسا کیا۔ ہر مرتبہ بے ہوش ہو جاتا اور سر سجدے میں رکھتا تھا۔ جب شیخ الاسلام نے یہ فوائد ختم کیے تو اندر چلے گئے۔ میں اور لوگ واپس چلے آئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

فصل دوم

عابدوں اور درویشوں کی حقیقت

جب قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا تو درویش کمال الدین۔ حاکم اجودھن اور چند اور درویش حاضر خدمت تھے' جو خانہ کعبہ کی زیارت سے آرہے تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ متعبد ان لوگوں کو کہا جاتا ہے کہ جن کا ظاہر و باطن حق سے آراستہ ہو اور کسی قسم کا ریا' حسد' بغض اور کھوٹ ان کے ظاہر و باطن میں نہ ہو جو طاعت کریں خالص اللہ تعالیٰ کی خاطر کریں' نہ کہ خلقت کو دکھانے کے لئے۔ کیونکہ جو متعبد ظاہر میں عبادت کرے اور باطن اس کا خراب ہو۔ اس کی ہر ایک عبادت لپیٹ کر اس کے منہ پر ماری جاتی ہے۔ بلکہ راہ سلوک میں تو اس بات کا بھی ڈر ہے کہ کہیں اس کے ایمان میں خلل نہ آجائے۔ نعوذ باللہ منہا۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! بعض متعبد ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کا ظاہر آراستہ ہوتا ہے اور ظاہر میں خلقت کو دکھانے کے لئے بہت عبادت کرتے ہیں لیکن باطن میں اس یار کی طرف نہیں ہوتے۔

عابدوں کی چار قسمیں

بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش! متعبدوں کی چار قسمیں ہیں:

اوّل وہ جن کا ظاہر طاعت سے آراستہ ہوتا ہے لیکن باطن خراب ہوتا ہے۔

دوسرے وہ جن کا ظاہر خراب لیکن باطن آراستہ ہوتا ہے۔

تیسرے وہ جن کا ظاہر و باطن دونوں خراب۔

چوتھے وہ جن کا ظاہر و باطن دونوں آراستہ ہوتے ہیں۔

بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش سنو! جن کا ظاہر طاعت سے آراستہ ہے لیکن باطن خراب ہے وہ ایسے لوگ ہیں' جو لوگوں کے دکھاوے کی خاطر بہت عبادت کرتے ہیں اور وہ انہیں عزیز جانتے ہیں' اور ان کا دل دنیا میں مشغول ہوتا ہے۔

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

بنی اسرائیل کا عابد

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ بنی اسرائیل میں ایک زاہد نے پانچ سو سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جب وہ مر گیا تو اسے خواب میں دیکھا گیا کہ آگ کے طوق اس کے گلے میں ڈالے ہوئے ہیں اور آگ کی بیڑیاں اس کے پاؤں میں پہنائی ہوئی ہیں اور اس کے گرداگرد تمام آگ ہی آگ جل رہی ہے اور فرشتے گرزیں مارتے ہیں اور وہ توبہ توبہ پکار رہا ہے۔ اس سے پوچھا گیا کہ تو زاہد تھا اور پانچ سو سال تو نے عبادت بھی کی پھر تیری یہ حالت کیوں ہے؟ اس نے کہا' اے مسلمانو! جو عبادت میں کرتا تھا۔ سب دکھلاوے کی تھی۔ محض خلقت کو دکھانے کی خاطر کیا کرتا تھا۔ باطن میں دنیا میں مشغول تھا۔ اس لئے وہ ساری طاعت میرے منہ پر ماری گئی اور حکم ہوا کہ زاہد سخت عذاب کے لائق ہے' اسے عذاب کرو۔

شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اے درویش! دوسرا گروہ وہ جن کا باطن آراستہ اور ظاہر خراب ہوتا ہے۔ وہ مجانین یعنی دیوانے ہیں جو باطن میں حق تعالیٰ میں مشغول ہوتے ہیں اور ظاہر میں ان کے پاس کوئی سروسامان نہیں ہوتا۔

پھر فرمایا۔ اے درویش! دیوانے لوگ حق تعالیٰ کی یاد میں اس طرح مشغول ہوتے ہیں کہ کسی کو ان کے حال کی خبر نہیں ہوتی۔ اس لئے ان کا ظاہر خراب رہتا ہے۔

افشائے سرِّ درویش

پھر فرمایا۔ اے درویش! ایک مرتبہ میں نے ایسے دیوانے کو دیکھا جو ساٹھ سال سے جنون کی حالت میں تھا اور اس طرح یادِ حق میں مشغول تھا کہ نور چمکتا تھا۔ مگر اسے اس نور کی روشنی کی خبر نہ تھی' چنانچہ ایک رات اسے خلوت میں میں نے تلاوت میں مشغول دیکھا۔ اس وقت اس سے ایسا نور نکل رہا تھا جس کی روشنی عرش سے لے کر حجاب عظمت تک جاتی تھی میں آگے بڑھا تا کہ اس نعمت سے مجھے بھی کچھ مل جائے۔ جونہی میرے پاؤں کی آہٹ سنی مڑ کر دیکھا اور کہا۔ اے درویش! چونکہ تو نے ہمارا بھید پالیا ہے اب بہتر یہی ہے کہ اسے فاش نہ کرے۔ یہ کہا اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہا۔ اے پروردگار! چونکہ میرا بھید تو نے ظاہر کر دیا ہے اب میرے لئے یہاں رہنے کی جگہ نہیں۔ ابھی پورے طور پر کہنے نہ پایا تھا کہ جان خدا کے حوالے کی۔

بعد ازاں فرمایا۔ اے درویش! جن لوگوں کا ظاہر و باطن خراب ہے وہ عوام الناس ہیں۔ جنہیں طاعت وغیرہ کی کچھ خبر نہیں لیکن جن کا ظاہر و باطن آراستہ ہے وہ مشائخ ہیں اگر اتفاق سے ان سے کچھ طاعت ریا کے طور پر ظاہر ہو جائے تو اپنے تئیں اس وقت تک مجاہدہ میں رکھتے ہیں جب تک کہ اس ریا سے بری نہ ہو جائیں۔

پھر فرمایا کہ مشائخ وہ لوگ ہیں جن کو جس وقت حالت ہوتی ہے اگر اس وقت تلوار کے لاکھوں وار کئے جائیں یا ذرہ ذرہ کر دیئے جائیں تو انہیں مطلق خبر نہیں ہوتی۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ کوئی شخص کسی درویش کے پاس آیا اور آداب بجالا کر التماس کی کہ جس وقت آپ کو حق تعالیٰ کی محبت میں حالت پیدا ہو اس وقت مجھے بھی یاد کرنا۔ درویش نے مسکرا کر کہا' صاحب! اس وقت اور اس حالت پر صد افسوس جب کہ میں حالت میں ہوں اور تو مجھے یاد آئے۔ تا کہ میں خدا کو چھوڑ کر تیری یاد میں ہوں۔

WORLD OF HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

پھر فرمایا کہ کلام اللہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:
اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔
یعنی دنیا میں جو کچھ کر رہے ہیں قیامت کے دن یہی اعضاء گواہی دیں گے۔

درویشی کیا ہے......؟

پھر فرمایا کہ اے درویش! درویشوں نے دنیا ہی میں بحالت زندگی اپنے تیئں مردہ بنایا ہے اور اپنے تیئں تمام چیزوں سے باز رکھا ہے۔ ہاتھوں کو چھوٹا کر لیا ہے تاکہ نہ لینے کے قابل جو چیز ہے وہ نہ لیں اور زبان کو گونگا بنا لیا ہے تاکہ نہ کہنے والی بات نہ کہی جائے۔ پاؤں کو لنگڑا کر لیا ہے تاکہ جہاں پر جانا مناسب نہیں وہاں نہ جائیں پس جو لوگ اس قسم کے ہیں وہ واقعی مقام قرب کو پہنچ چکے ہیں اور انشاءاللہ قیامت کے عذاب سے نجات پائیں گے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ بغداد میں ایک درویش کو دیکھا جو از حد یادِ الٰہی میں مشغول اور صاحب نعمت تھا۔ ایک دفعہ وہ جمعہ کی نماز پڑھ کر جو باہر نکلا تو اس کی نگاہ ایک عورت پر پڑی۔ فوراً دونوں ہاتھوں سے آنکھوں کو ڈھانپ لیا اور یاغفور یاغفور! کہنے لگا۔
الغرض! جب گھر آیا تو دعا کی کہ پروردگار! جن آنکھوں نے تجھے دیکھا ہو انہیں دوسرے کو نہ دیکھنے دے۔ ابھی یہ بات پورے طور پر کہنے بھی نہ پایا تھا کہ دونوں آنکھوں سے اندھا ہو گیا اور اس بات کے شکرانے میں دو رکعت نماز ادا کر کے بیٹھ گیا۔
جب شیخ الاسلام اس بات پر پہنچے تو آب دیدہ ہو کر فرمایا کہ دوست کے بغیر کسی اور کو دیکھنا سخت کوتاہ نظری ہے۔ بعد ازاں یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا۔

چشمے کہ در رخ تو بنیندہ ودار ۔۔۔۔ جز در جمالِ تو کہ دگر سو نظر کند

بعد ازاں چند روز نہ گزرنے پائے تھے کہ اس درویش نے ایسی بات سنی جو سننے کے قابل نہ تھی تو اس نے دونوں انگلیوں کو کانوں میں دے کر کہا۔ اے پروردگار! وہ کان جو تیرے نام کے سوا اور کچھ سنے۔ بہرا ہو جائے تو بہتر ہے فوراً دونوں کانوں سے بہرا ہو گیا۔

بعد ازاں اٹھ کر تازہ وضو کیا اور دوگانہ ادا کیا اور فرمایا' اب امید ہے کہ میں دنیا سے ایمان سلامت لے جاؤں گا کیونکہ مجھ سے یہ دونوں چیزیں لے لی گئی ہیں۔ پھر یہ شعر پڑھا۔

گوشے کہ جز بنام تو اے دوست بشنو ۔۔۔۔ کز بادچوں برنخنے گوش بر کند'

جب شیخ الاسلام نے یہ حکایت ختم کی تو زار زار روئے اور یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا۔

چہ نیکو بود وقت مردن اگر ۔۔۔۔ سلامت برم رخت ایماں بگور

آپ بار بار یہ شعر پڑھتے اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہتے اے پروردگار! میری خواہش یہ ہے کہ جہان سے ایمان سلامت لے جاؤں!

پھر فرمایا: اے درویش! اگر لوگ ایمان سلامت لے جائیں تو سمجھو کہ انہوں نے کچھ کام کیا ہے۔

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF

www.syedajmersharif.com

پھر فرمایا کہ امام احمد حنبل ؒ کو سوائے جان کنی کے وقت کے کبھی ہنستے نہ دیکھا گیا تھا وہ بھی اس طرح کہ اس وقت ابلیس لعین آپ کے پاس کھڑا ہوا افسوس کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اے امام احمد حنبل ؒ! تو نے اپنا ایمان میرے ہاتھ سے بہت عمدہ طور سے بچایا اس واسطے امام صاحب اس بات پر ہنسے اور فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۔ بارے ایمان تو سلامت لے چلا ہوں۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! ایک مرتبہ میں اور میرے بھائی مولانا بہاؤ الدین زکریا ایک ہی جگہ بیٹھے تھے اور سلوک کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی تو کچھ دیر بعد میرے بھائی مولانا بہاؤ الدین زکریا اٹھ کر ہائے ہائے کر کے رونے لگے اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا: میں نے پوچھا یہ کیا حالت ہے؟ فرمایا اٹھ کر دیکھو! جب میں نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ بغداد کے دروازے سے شیخ سعد الدین حمویہ ؒ کا جنازہ نکال کر جامع مسجد کے پاس نماز جنازہ ادا کر رہے ہیں۔

ایک ولی اللہ کی کرامت

پھر فرمایا۔ اے درویش! ایک مرتبہ میں لاہور کی حد میں بطور مسافر وارد تھا۔ وہاں پر ایک درویش صاحب اسرار و کشف کھیتی باڑی پر گزارہ کیا کرتا تھا اور کوئی کارکن اس سے زمین کا محصول وغیرہ نہ لیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ وہاں کا حاکم کوئی بے مہر شخص مقرر ہو کر آیا جس نے اس سے محصول مانگا اور کہا کہ تو اتنے سال سے مفت پیداوار کھا رہا ہے۔ یا محصول ادا کر یا کوئی کرامت دکھا۔ درویش نے کہا میں مسکین آدمی ہوں مجھے کرامت سے کیا واسطہ؟ مگر اس حاکم نے ایک نہ مانی اور اسی بات پر اڑا رہا۔ آخر درویش نے تنگ آ کر تھوڑی دیر سوچ کر کہا۔ اچھا تو کیا کرامت دیکھنا چاہتا ہے؟ اس نے کہا اگر تجھ میں کرامت ہے تو پانی پر چل۔ درویش پانی پر پاؤں رکھ کر پار ہو گیا جیسے کوئی خشکی پر چلتا ہے۔ پار جا کر کشتی مانگی تا کہ واپس آ جائے لوگوں نے کہا اسی طرح واپس کیوں نہیں آ جاتے؟ کہا اس واسطے کہ نفس میں غرور نہ آ جائے۔

حضرت علی کا مردے سے سوال

بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش جس روز عبد الرحمٰن ابن ملجم بد بخت نے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی ہلاکت کے ارادے سے آں جناب کا پیچھا کیا۔ تو آں جناب ایک گاؤں سے گزر کر پانی کے کنارے آئے اور گورستان کی طرف منہ کر کے جو وہاں سے قریب ہی تھا۔ ایک کے نام آواز دی کہ اے فلاں ابن فلاں! قبر سے آواز آئی۔ لبیک یا علی ؓ! پوچھا گھاٹ پایاب کس طرف ہے؟ کہا۔ جہاں آپ کھڑے ہیں! آپ قدم رکھ کر پار ہوئے۔ ابن ملجم نے آ کر پوچھا کہ آپ کو مردے کا نام اور اس کے باپ کا نام تو معلوم ہو گیا۔ لیکن یہ معلوم نہ ہوا کہ پانی پایاب کہاں ہے؟ فرمایا: جانتا تو تھا لیکن اس واسطے پوچھا کہ نفس بے باک نہ ہو جائے اور شوخ نہ ہو جائے۔

کامل درویش کون ہیں؟

پھر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اے درویش! جب کوئی دوست' دوست کے اسرار سے مالا مال ہوتا ہے۔ اس وقت اگر اس کی زبان سے کوئی بات نکل بھی جائے تو کوئی عیب کی بات نہیں کیونکہ جب جگہ ہی نہ رہے تو پھر وہ اسے کہاں رکھے یہ تو کاملوں کی حالت ہے۔ لیکن وہ شخص جو ابتداہی میں اپنے اسرار غلبات شوق کی وجہ سے ظاہر کر دے وہ البتہ خام کاری کرتا ہے کیونکہ جہاں

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

تک نگہداشت کی حد ہے وہاں تک تو اسے محفوظ رکھنا چاہیے۔ لیکن ہاں! جب زیادہ ہو جائیں اور کچھ ظاہر کر دے تو بعض اہل سلوک اسے معاف کرتے ہیں۔ اگر کرے تو جائز ہے۔

پھر فرمایا کہ مومنوں کے دل پاکیزہ زمین کی طرح ہیں اگر محبت کا بیج اس میں بویا جائے تو اس سے طرح طرح کی نعمتیں پیدا ہوں گی۔ پس اس سے تو اوروں کو بھی حصہ دے سکتا ہے اور تیرے لئے کافی ہوتا ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ جب تک تو سانپ کی طرح کینچلی نہ اتارے گا کبھی محبت حق کا دعویٰ تجھ سے صادق نہیں آئے گا۔

پھر فرمایا کہ کامل حال درویش وہ ہیں جنہیں کسی اور کی حاجت نہیں بلکہ اسرار نعمت سے جو ان میں ہیں آنے والوں کو حصہ دیتے ہیں اور ان کا مدعا پورا کر کے لوٹاتے ہیں۔ لیکن کوئی درویشی کا دعویٰ کرے اور بادشاہوں اور امراء کے پاس روپے پیسے کی خاطر آئے تاکہ اپنی ضروریات مہیا کر سکے تو سمجھ لو اسے نعمت حاصل نہیں۔ اگر اسے کچھ حاصل ہوتا تو کبھی مخلوق کے دروازے پر نہ جاتا اور کسی سے توقع نہ رکھتا۔ جہاں پر درویشی کا قدم آتا ہے وہاں پر کسی کا گزر نہیں ہوتا۔ اس واسطے کہ درویشوں پر خود نعمت کا دروازہ کھلا ہوتا ہے اور سلطنت کا خزانہ درویشوں کے سپرد ہوتا ہے تاکہ جیسے چاہیں درویشوں کی معاش کی خاطر خرچ کریں پس انہیں دوسرے کی احتیاج ہی کیا ہے۔

پھر فرمایا کہ جب درویشوں کو حالت ہوتی ہے تو عرش سے لے کر فرش تک کی ساری چیزیں ان کی آنکھوں کے سامنے ہوتی ہیں اور ہر چیز جوق جوق سے نازل ہوتی ہے اس میں وہ بھی پہنچے ہوئے ہیں۔ پھر فرمایا کہ جس طرح اولیاء میں احوال ہوتے ہیں اسی طرح انبیاء میں بھی تھے۔

پھر فرمایا کہ قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تواریخ میں لکھتے ہیں کہ درویش کے احوال، محبت حق کی زیادتی کے سبب شوق میں ہیں۔ جب درویشوں پر اللہ تعالیٰ کی محبت غالب ہوتی ہے تو تجلی دوست کے نور میں اس قدر محو ہوتے ہیں کہ کسی مخلوق کو یاد نہیں کرتے۔ پھر یہ شعر پڑھ کر بے ہوش ہو گئے۔

ہر لحظہ کہ درشوقِ خیال تو شوم غرق   جز روئے تو در پیش نظر جلوہ گرے نیست

بعد ازاں زبان مبارک سے فرمایا کہ خواجہ امام محمد طاہر غزالی اپنی تواریخ میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت رسالت پناہ ﷺ کو حالت ہوئی تو مدینے کے باہر ایک باغ میں تشریف لائے۔ جس میں ایک کنواں تھا اس میں اپنے پاؤں مبارک لٹکا کر بیٹھ گئے اور عالم احوال میں متحیر تھے۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے ہمراہ تھے انہیں فرمایا کہ صحابہ میں سے اگر کوئی آئے تو بغیر میری اجازت اندر نہ آنے دینا۔ جب امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اور امیر المومنین حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہما آئے اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اطلاع کی فرمایا۔ آنے دو! جب اندر آئے تو حکم ہوا کہ میری دائیں طرف اسی طرح بیٹھ جاؤ! پھر امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ اور امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ آئے اطلاع ہونے پر اندر آنے کی اجازت ملی اور حکم ہوا کہ بائیں طرف اسی طرح بیٹھ جاؤ دیر تک بیٹھے رہے اور رسول خدا ﷺ اپنے احوال میں بیٹھے رہے پھر فرمایا کہ اے یارو! جس طرح زندگی میں ہم بیٹھے ہیں اسی طرح وفات کے بعد بھی ایک ہی جگہ ہوں گے۔ اور اسی طرح ہمارا حشر ہوگا اور بہشت میں بھی ایک ہی جگہ ہوں گے۔ صحابہ کرام اٹھ کر آداب بجا لائے اور شکریہ ادا کیا۔ (رضی اللہ عنہم)

WORLD FOR HUMANITY SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

بعد ازاں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت بہشت میری نظر میں ہے۔ اس میں مجھے ایک محل دکھائی دے رہا ہے جو یاقوت کے ایک ہی دانے سے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور اس کے ساتھ چار اور محل بھی ہیں۔ جب میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کے ہیں تو حکم ہوا کہ ایک آپ کے لیے اور چار آپ کے یاروں کے لیے تو میں مارے خوشی کے پھولا نہ سمایا اور پھر یہ بات تمہیں کہی کہ ہم ہر وقت اکٹھے ہی رہیں گے۔

بعد ازاں شیخ الاسلام نے فرمایا کہ احوال ایسے ہی ہوتے ہیں جبکہ کوئی صاحب سرّ کسی چیز میں محو ہوتا ہے تو اسی حالت میں مستغرق ہوتا ہے۔

پھر فرمایا کہ جب میں اسرارِ دوست کے کسی سرّ میں یعنی احوال میں مستغرق ہوتا اس وقت ضرور دوست کی کوئی نہ کوئی بات مجھ سے منکشف ہو جاتی۔ جب یہ بات میرے بھائی بہاؤالدین زکریا ؒ نے سنی تو ناپسند فرمائی۔ فوراً میری طرف دیکھا کہ اے درویش! یہ کیا نادانی کر رہے ہو؟ کہ اسرارِ حق ظاہر کر رہے ہو اور یہ بات اہل اسرار کے لیے ٹھیک نہیں۔ میں نے لکھا کہ بھائی جان! کام گفتگو سے گزر گیا اور میرا سینہ اسرارِ دوست سے پُر ہو گیا تھا۔ جس میں ذرہ بھر جگہ خالی نہیں رہی تھی کہ اس میں سما سکے۔ اب چونکہ گنجائش نہیں رہی اس لیے عالم انوار سے جو اسرارِ دوست متجلی ہوتے ہیں وہ ظاہر ہو جاتے ہیں اور بہتات کی وجہ سے گرے جاتے ہیں۔ پس اے بھائی! میں تو بہتیرا چاہتا ہوں کہ محفوظ رکھوں اور ذرہ بھر بھی ظاہر نہ کروں۔ لیکن مجھ سے ہو نہیں سکتا۔ اب کہو کہ کس طرح کروں؟ جب یہ خط آپ کی خدمت میں پہنچا تو سر جھکا لیا اور فرمایا کہ ہمارے یار نے اپنا کام انجام تک پہنچا لیا ہے۔ یہ حکایت ختم کرتے ہی شیخ الاسلام ؒ نعرہ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ دو دن رات یہی حالت رہی۔ مصلّے پر پڑے رہے۔ اپنے آپ کی بالکل خبر نہ تھی۔ بعد ازاں جب ہوش میں آئے تو کھڑے ہو کر آسمان کی طرف رخ کیا اور یہ شعر پڑھے۔

رباعی

آنانکہ درہوائے تو شیدا نشستہ اند	از جملہ کس بریدہ و تنہا نشستہ اند
خودرا فدائے نام تو اے دوست گفتہ اند	اے عاشقان کہ بر تو شیدا نشستہ اند
در عالم تفکر بر دل نہادہ اند	گاہے فتادہ و گہ برپا نشستہ اند

بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش! ایک مرتبہ کوئی شخص ملتان سے آیا اور اس نے کہا کہ میں شیخ بہاؤالدین زکریا ؒ کی خدمت میں تھا۔ ایک مرتبہ جب آپ کو حالت ہوئی تو اپنی خانقاہ سے نکلے اور (سواری پر) سوار ہو کر ملتان بھر میں پھرے اور ڈھنڈی پٹوادی کہ جو شخص آج بہاؤالدین کا چہرہ دیکھ لے گا میں ضامن ہوں کہ قیامت کے دن اسے دوزخ میں نہیں لے جایا جائے گا۔ جوق در جوق مسلمان آ کر آپ کا دیدار کرتے اور آپ قسم کھا کر فرماتے کہ قیامت کے دن تم دوزخ میں نہیں جاؤ گے کیونکہ مجھے کہا گیا ہے کہ اے بہاؤالدین جو آج تیرا دیدار کرے گا قیامت کے دن ہم اسے دوزخ میں نہیں بھیجیں گے جونہی اس شخص نے یہ حکایت ختم کی مجھ پر حالت طاری ہوئی اور کہا اے درویش! اگر بہاؤالدین نے یہ بات کہی ہے کہ جو شخص آج میرا دیدار کرے گا اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں نہیں بھیجے گا۔ اب میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ دنیا میں جس مسلمان نے میری بیعت کی

SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

ہوگی یا مجھ سے مصافحہ کیا ہوگا یا میرے فرزندوں کا ہاتھ پکڑا ہوگا یا میرے مریدوں کی بیعت کی ہوگی یا میرے خانوادہ میں بیعت کی ہوگی' وہ ہرگز ہرگز دوزخ میں نہیں جائے گا۔

اس واسطے کہ میرے پیر قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے ایک دفعہ فرمایا کہ اے فرید! حق تعالیٰ نے تجھے یہ درجہ عنایت فرمایا ہے کہ جو شخص تیرا یا تیرے فرزندوں یا تیرے مریدوں کا مرید ہوگا۔ وہ دوزخ میں نہیں جائے گا۔ وہ بالضرور بہشت میں جائے گا۔ نیز مجھے بھی ہزار مرتبہ یہ آواز آچکی ہے کہ فریدا جودھنی نیک بخت بندہ ہے جب شیخ الاسلام ﷺ نے یہ حکایت ختم کی تو عالم تحیر میں کھڑے ہوگئے۔ میں پاس تھا سات دن رات تک اسی عالم تحیرّ میں مشغول رہے۔ کھانے پینے کی حاجت نہ ہوئی۔ جب عالم صحو (ہوش۔ بیداری) میں آئے تو طاعت میں مشغول ہوئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

فصل سوم

رزق اور عطائے رزق

جب قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا' اس وقت رزق کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش! شریعت اور طریقت میں صادق بندہ وہ ہے جو روزی سے دل نہ لگائے بلکہ فراخ دلی سے اپنے مولا کی طاعت میں مشغول رہے اور درحقیقت جان لے کہ جو کچھ میرے مقدر میں ہے مجھے مل کر رہے گا۔ اس سے کچھ ذرہ بھر بھی کم نہ ہوگا۔ پس اے درویش! اگر سالہا سال تو مارا مارا پھرے تو جو رزق تیری قسمت میں لکھا جا چکا ہے وہ بغیر تیری کوشش اور طلب کے تجھے مل جائے گا اور اگر تو زیادہ چاہے تو ایک ذرّہ بھر بھی نہیں لے گا۔ اے درویش! فقر کی راہ میں ثابت قدم وہ ہے جو روزی سے دل نہ لگائے کہ آج تو میں نے کھا لیا ہے۔ کل کیا کھاؤں گا۔ ایسے شخصوں کو اصحاب طریقت بددین اور بددیانت کہتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ اہل سلوک لکھتے ہیں کہ جس طرح موت انسان کو ڈھونڈتی رہتی ہے اور اس کے کندھے پر لکھی ہے اسی طرح رزق بھی لکھا ہوا ہے اور وہ انسان کو ڈھونڈھتا ہے۔ جہاں کہیں آدمی جاتا ہے' رزق اس کے ہمراہ جاتا ہے۔ اگر بیٹھتا ہے تو رزق بھی اس کے پاس ہی بیٹھتا ہے۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! بے غم رہ کیونکہ تیرا رزق تیرے کندھے پر لکھا ہے تو فراخ دلی سے اللہ تعالیٰ کے کام میں مشغول ہو کیونکہ جو تیرا مقسوم ہے وہ ضرور بالضرور تجھے مل کر رہے گا۔

پھر فرمایا کہ تو مولیٰ کا طالب بن تاکہ جو کچھ مولیٰ کے ملک میں ہے۔ وہ تیری طلب کرے۔ اس واسطے کہ آثار اولیاء میں لکھا دیکھا ہے کہ جب کوئی مسلمان دنیا طلب کرتا ہے۔ تو ہرگز اس کے پاس نہیں بھٹکتی اور اس سے اس طرح بھاگتی ہے جیسے مسلمان مردار سے اور جو شخص مولا کی طلب میں ہوتا ہے اور دنیا کی طرف توجہ نہیں کرتا تو دنیا ہزار آرزو سے اس کے پیچھے پڑتی ہے

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

اور وہ اسے آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ بلکہ اس سے اس طرح بھاگتا ہے جیسے مسلمان مردار سے۔

صدقہ اور سخاوت کی فضیلت

پھر فرمایا کہ رسول خدا ﷺ نے جو فرمایا کہ الدنیا مزرعة الاخرة یعنی دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ تو اس سے مطلب یہ ہے کہ اس میں صدقہ' زکوٰۃ اور سخاوت کرے اور آئندہ کے لیے کچھ بوئے۔ تاکہ پھل اٹھا سکے۔ کیونکہ دنیا میں صدقے اور سخاوت سے بڑھ کر کوئی کام نہیں۔ جس نے اپنا کام نکالا ہے سخاوت اور صدقے سے نکالا ہے۔

جو مقدر میں ہے ضرور ملے گا

پھر فرمایا کہ جتنے متوکل ہیں انہیں رزق وغیرہ کا نہ غم ہے نہ اندیشہ اس واسطے کہ جو کچھ مقسوم میں ہے' وہ مل کر ہی رہے گا۔ پھر اندیشہ کرنے کا فائدہ ہی کیا۔

پھر فرمایا کہ اہل سلوک میں جسے دیکھتے ہیں کہ رزق کے لیے اندوہگین ہے درویشوں کو حکم کرتے ہیں کہ اس کی گردن پکڑ کر خانقاہ سے نکال دو کیونکہ وہ بد اعتقاد درویش ہے اور اس میں صدق نہیں۔

پھر فرمایا کہ میں نے ایک بزرگ کی زبانی سنا ہے کہ یہ بھی ایک کبیرہ گناہ ہے کہ انسان رزق کے لیے غمگین ہو کہ آج تو کھا لیا کل شاید ملے گا یا نہیں۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! اگر سو سال بھی مارا مارا پھرے اور مقسوم سے بڑھ کر رزق طلب کرے تو مقدر سے زیادہ ذرہ بھر بھی تجھے نہیں ملے گا۔

پھر فرمایا کہ ایک شخص کئی سال تک روزگار کے لیے مارا مارا پھرا' ایک شہر سے دوسرے میں جاتا اور ایک مقام سے دوسرے مقام میں۔ لیکن جو اس کی روزی تھی اس سے ذرہ بھر بھی زیادہ نہ ہوئی۔ چنانچہ جب وہ شخص واپس آیا تو پہلے کی نسبت بھی بری حالت تھی۔ لوگوں نے پوچھا کیا حالت ہے؟ کہا مسلمانو! میں تو اس واسطے گیا تھا کہ رزق زیادہ ہو جائے گا لیکن جو کچھ میری قسمت میں لکھا ہے اس سے ذرہ بھر بھی زیادہ نہیں ہوا۔ پھر شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے آب دیدہ ہو کر یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا

گر کشی صد ھزار بادی چست ــــ نخوری پیش از آنکہ روزی تست

جونہی شیخ الاسلام نے یہ شعر پڑھا۔ ایک عزیز نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو مجھے یاد ہے' عرض کروں؟ فرمایا: پڑھو! اس نے یہ شعر پڑھے۔

بہ شغل جہاں رنج بروں چہ سود ــــ کہ روزی بکوشش بناید فزود
بدنبال روزی چہ باید دوید ــــ تو بنشیں کہ روزی خود آید پدید

پھر فرمایا کہ اے درویش! اگر رزق کی زیادتی کے لیے سو سال سے بھی کوشش کرتا ہے تو ذرہ بھر بھی زیادہ نہ ہوگا۔ پس ہر حال اور کام میں صادق ہونا چاہیے۔ بعض نادان جو یہ کہتے ہیں کہ ہم اس شہر سے باہر جاتے ہیں۔ شاید رزق زیادہ ہو جائے۔ شاید رزق زیادہ ہو جائے۔ پھر بھی کبیرہ گناہ ہے اور ان کی بے صدقی ہے جو اس قسم کا خیال کرتے ہیں۔ یہ برا خیال ان کو پریشان

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

رکھتا ہے پس اے درویش! جہاں تو جائے گا پروردگار تو وہی ہے۔ وہ تو نہیں بدل جائے گا جو کچھ اس نے لکھا رکھا ہے وہ تجھے پہنچا دے گا۔

پھر اسی موقعہ کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک دفعہ ایک شخص نے روزگار سے تنگ آ کر شہر کو چھوڑنا چاہا۔ جب ایک بزرگ سے وداع ہونے کو گیا تو اس نے پوچھا کہاں اور کیوں؟ جاتے ہو کہا اس شہر کو چھوڑتا ہوں۔ شاید روزگار میں بہتری ہو جائے۔ اس بزرگ نے کہا اچھا! اس شہر کے خدا کو میرا اسلام کہنا۔ وہ حیران رہ گیا اور پوچھا کہ کیا وہاں کا خدا کوئی اور ہے؟ خدا تو ایک ہی ہے۔ اس بزرگ نے کہا اے نادان! جب تو اتنا جانتا ہے کہ خدا ہر جگہ ایک ہے تو کیا اتنا بھی نہیں جانتا کہ اس شہر میں اور اس شہر میں تیرا مقدر ایک ہی ہے۔ جا! فراخ دلی سے طاعت الٰہی میں مشغول ہو پھر دیکھ کہ تجھے کیا کیا نعمتیں ملتی ہیں۔

پھر فرمایا کہ اے درویش ایک مرتبہ ایک واصل کے ہاں بارہ روز تک فاقہ رہا۔ آخر بچوں نے تنگ آ کر کہا یا تو ہمارے لیے خوراک لاؤ یا ہمیں مار ہی ڈالو! تا کہ عذاب سے جان چھوٹے۔ اس نے کہا اچھا! آج صبر کرو کل میں مزدوری کرنے جاؤں گا۔ چنانچہ دوسرے روز علی الصبح وضو کر کے جنگل میں جا کر عبادت الٰہی میں مشغول ہوا۔ جب عصر کے وقت واپس آیا اور بچوں نے آ کر دامن پکڑا کہ کچھ لائے ہو؟ اس نے پیچھا چھڑانے کی خاطر کہہ دیا کہ جس شخص کے ہاں مزدوری کرنے گیا تھا۔ اس نے کہا ہے کہ کل دو دن کی اکٹھی مزدوری دوں گا۔ بچوں نے واویلا مچایا۔ کہ او نامہربان باپ! ہم تو مارے بھوک کے مرے جاتے ہیں اور تو ہمارے کھانے کا بندوبست نہیں کرتا۔ درویش نے اس روز بھی وعدہ کیا اور جنگل میں جا کر نماز میں مشغول ہو گیا۔ جب عصر کا وقت ہوا تو فرشتوں کو حکم ہوا کہ دو سیر آٹا ایک برتن میں کچھ شہد اور دو ہزار اشرفیاں بہشت سے لا کر اس درویش کے گھر پہنچا کر اس کے بچوں کو کہہ دو کہ جس کے ہاں دو روز تمہارا باپ مزدوری کرتا رہا ہے اس نے دو روز کی مزدوری بھیجی ہے اور یہ بھی کہلا بھیجا ہے کہ اگر تو ہماری خدمت میں کوتاہی نہ کرے گا تو ہم بھی اس میں ذرا کمی نہ کریں گے۔ جب وہ درویش گھر آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ باورچی خانہ گرم ہے اور گھر میں خوشی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ بچے خوشی خوشی آ کر لپٹ گئے اور سارا حال عرض کیا۔ درویش نے نعرہ مار کر کہا۔ اللہ تعالیٰ سوگنا مہربانی کرتا ہے۔ بشرطیکہ ہم اس کے کام میں پکے ہوں۔

پھر فرمایا اے درویش! جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت فراخ دلی سے کرتا ہے اور معہودہ رزق کے لیے کسی قسم کا اندیشہ نہیں کرتا تو اسے اس طرح رزق پہنچتا ہے جیسا اس بزرگ وار کو پہنچا۔

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہ حقیقی عشق ایک ایسا موتی ہے جس کی قیمت کا اندازہ کوئی جوہری یا قدرشناس نہیں کر سکتا۔

پھر فرمایا کہ اس قسم کی بے بہا نعمت کسی مقرب فرشتے کو نہیں ملی۔ یہ صرف آدمی کو ملی ہے۔ جیسا کہ خود فرمایا ہے۔ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ جس وقت عشق پیدا کیا گیا۔ تو اسے حکم ہوا کہ اے عشق! تو جا کر اندوہناک آدمیوں کے دل میں قرار پکڑ۔ کیونکہ وہی جگہ تیرے رہنے کے قابل ہے۔ بعد ازاں شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے غلبات شوق میں یہ رباعی زبان مبارک سے فرمائی۔

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

رباعی

گفتم صنما مگر تو جانان منی   اکنوں کہ نگہ ہے کنم تو جان منی
مرتد گردم اگر زمن برگزری   اے جانجہاں تو کفرو ایمان منی

تخلیق عشق

بعدازاں فرمایا کہ اے درویش! جس روز حق تعالیٰ نے عشق کو پیدا کیا۔ تو شوق کے لاکھوں سلسلے اور ریشے پیدا ہو گئے۔ پھر مومنوں کی روحوں کو بلایا گیا اور فرشتوں کو حکم ہوا کہ عشق کو ہزار ناز اور کرشمے سے ان روحوں کے سامنے لاؤ۔ پھر جو روحیں عشق و محبت کے لائق تھیں وہ آگے بڑھیں اور انہوں نے محبت کے ریشے اور عشق کی زنجیر کو ہاتھ مارا اور قبۂ اوّل میں محبت کے دریا میں غرق ہوئیں جن کا نام ونشان تک مٹ گیا وہ انبیاء' اولیاء اور عاشقوں کی روحیں تھی۔ بعض روحیں دیکھ کر مستغرق ہوئیں وہ اہل مجاز کی روحیں تھیں جو شخص پہلے عشق مجازی میں مبتلا ہوتا ہے جب عشق حقیقی کی طرف آتا ہے تو اسے حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔ پھر شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے آب دیدہ ہوکر یہ رباعی زبان مبارک سے فرمائی۔

رباعی

چنداں ناز است زعشق تو برسرمن   یا در غلطم کہ عاشقی تو برمن
یا در سراین غلط شود ایں سرمن   یاخیمہ زند وصل تو اندر برمن

وہاں پر ایک عزیز حاضر خدمت تھا۔ اس نے آداب بجالا کر عرض کی کہ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تواریخ کا ایک شعر مجھے یاد ہے اگر حکم ہو تو عرض کروں۔ فرمایا کہو اس نے کہا۔

اے دوست ترا بخویشتن دوست برام   از رشک تو بادیدہ خود دوست نہ ام

پھر شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عاشقوں کا ولولہ اور زمزمہ جو ابتدا سے انتہا تک ہے۔ وہ اسی روز سے ہے۔ جس روز سے عشق کی صورت پر مفتون (شیدا۔ فریفتہ) ہوئے تھے۔ پس اے درویش! تجھے قدر ہی معلوم نہیں کہ تیرے دل کے اندر ایسی خوبصورت نعمت مقام کیے ہوئے ہے اور روح کو جو تمام اعضا کی بادشاہ ہے۔ پیدائش میں اس دل کو دی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں پر عشق ہے۔ وہاں پر دل بھی ہے۔ اس بات کی قدر وہی جانتا ہے کہ جس کے دل میں اسرار دوست اور انوار عشق کا مقام ہو اور اس کے قرب میں عشق کی جگہ ہو۔

رزق کی اقسام

پھر اسی موقعہ پر فرمایا کہ مشائخ طبقات نے جو رزق کو چار قسم کا لکھا ہے۔ (۱) رزق مقسوم (۲) رزق مذموم (۳) رزق مملوک اور (۴) رزق موعود۔ (۱) رزق مقسوم وہ ہے جو قسمت کے اندر لوح محفوظ میں لکھا جا چکا ہے۔ وہ ضرور بالضرور ملے گا۔ (۲) رزق مذموم وہ ہے کہ جو کچھ کھانے پینے کی چیز ملے اس پر صبر نہ کرے۔ یعنی جبکہ خود اللہ تعالیٰ رزق کا ضامن ہے۔ جیسا کہ

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

قرآن مجید میں وعدہ فرمایا ہے: وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُهَا تو پھر صبر نہ کر سکے۔ کیا معنی؟ (۳) رزق مملوک وہ ہے جو نقدی اور اسباب وغیرہ جمع کیا جائے یا تجارت کی جائے۔ البتہ اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نیکی حاصل ہوتی ہے۔ جس سے قوت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن اے درویش! اس راہ کے سالکوں نے کہا ہے کہ تجارت وہ شخص کرتا ہے جسے حق تعالیٰ کے فضل و کرم کا انکار نہ ہو۔ مگر درویش کے لیے یہی مناسب ہے کہ جو نقدی یا اسباب اسے ملے سب راہ خدا میں صرف کرے۔ اور ذرّہ بھر بھی اپنے لیے محفوظ نہ رکھے۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! (۴) موعود رزق وہ ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے نیک لوگوں اور عابدوں سے کیا ہے اور خود کلام مجید میں فرمایا ہے: وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ یعنی نیک لوگوں کو رزق کے اندیشے سے فارغ کر دیا جائے۔ کیونکہ ان سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ بے مانگے ان کو رزق پہنچے گا اور جو ان کی ضروریات ہیں مہیا کی جائیں گی۔

بے شک اللہ ہی رزّاق ہے

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ میں سیوستان میں بطور مسافر وارد تھا۔ میرے ہمراہ چند اور درویش بھی تھے۔ اس شہر کے باہر غار میں ایک درویش از حد یادِ الٰہی میں مشغول رہتا تھا۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو تلاوت سے فارغ ہو کر دیر تک یادِ الٰہی میں مشغول رہا اور پھر یہ حکایت شروع کی کہ اے عزیزو! میں بیس سال تک سیر کرتا رہا۔ ایک مرتبہ ایک بزرگ کے پاس پہنچا جو پہاڑ میں جنگل کے اندر رہتا تھا۔ جہاں پر پرندکا بھی گزر نہ تھا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ یہ جنگل میں رہتا ہے۔ اسے خوراک کہاں سے ملتی ہوگی۔ جونہی میرے دل میں خیال گزرا اس نے کہا کہ اے درویش! کیا تو خوراک کے لیے تعجب کرتا ہے؟ شاید تو خدا کو رازق نہیں مانتا جو فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰہَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ۔ یعنی اے میرے بندو! خواہ تم جنگل میں ہو یا آبادی میں جو تمہارے مقدر میں ہے وہ ضرور تمہیں ملے گا۔ پھر کہا کہ بیٹھ جا اور قدرت کا تماشہ دیکھ! جب اس بزرگ نے یہ کہا تو میں کانپ اٹھا۔ فرمایا یہ پتھر جو میرے سامنے پڑا ہے اسے اٹھا کر توڑ ڈال! میں نے توڑا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس پتھر کے اندر ایک کیڑا ہے جس کے منہ میں سبز پتا ہے۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! جو کیڑے کو پتھر میں روزی پہنچاتا ہے کیا وہ میرا مقدر مجھے نہ دے گا؟ پھر وہ رات میں نے وہیں گزاری۔ افطار کے وقت ایک آدمی دو روٹیاں اور تھوڑا سا حلوا لے کر آیا اور آداب بجالا کر اس درویش کے سامنے رکھ کر واپس چلا گیا۔ جب وہ بزرگ تلاوت سے فارغ ہوا تو مجھے بلایا کہ آ کر کھا لو اور کہا کہ تو تو کہتا تھا کہ تم کہاں سے کھاتے ہو۔ دیکھو! اللہ تعالیٰ اس طرح روزی پہنچاتا ہے۔ جب دن چڑھا تو میں آداب بجالا کر واپس چلا آیا پس اے درویش! جو بات اس بزرگ نے مجھے کہی۔ وہ میں نے بغور سنی اور اس مقام میں آ کر ساکن ہو گیا۔ آج تیس سال کا عرصہ ہونے کو آیا ہے کہ مجھے عالم غیب سے روزی ملتی ہے اور جو آتا ہے اسے بھی (رزق) مل جاتا ہے۔

پھر شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ جب شام کی نماز کا وقت ہوا تو میں نے اور مسافروں نے اس کے ہمراہ نماز ادا کی تھوڑی دیر

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF

بعد ایک شخص سر پر دستر خوان اٹھائے آپہنچا اور اس بزرگ کے آگے رکھ دیا ہم نے کھانا سیر ہو کر کھایا لیکن اس میں سے ذرہ بھر بھی کم نہ ہوا۔ پھر اس بزرگ نے پاؤں زمین پر مارا جس سے پانی کا چشمہ نمودار ہوا۔ جب پانی پی لیا تو دستر خوان غائب ہو گیا۔ جب دن ہوا تو وداع ہوتے وقت میں نے اس بزرگ سے مصافحہ کرنا چاہا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس کا ہاتھ ہی کٹا ہوا ہے۔ مجھے تعجب ہوا کہ اس میں کیا حکمت ہے؟ یہ خیال آتے ہی اس بزرگ نے کہا کہ اے عزیز! میں ایک روز نماز سے پہلے تازہ وضو کرنے کے لیے باہر نکلا۔ تو ایک دینار پڑا پایا۔ میرے نفس نے چاہا کہ اسے اٹھا لے۔ کیونکہ یہ بھی عالم غیب ہی سے پہنچا ہوا رزق ہے۔ جب اٹھانا چاہا تو غیب سے آواز آئی کہ اے جھوٹے مدعی! کیا توکل اور ہمارا عہد یہی تھا؟ جو تم نے ہم سے کیا تھا۔ کہ ایک پیسے کو بھی دیکھ کر اسے اٹھانا چاہا۔ شاید تو ہمیں درمیان سے بھول گیا جونہی میں نے یہ آواز سنی چھری پاس تھی۔ اس ہاتھ کو کاٹ کر باہر پھینک دیا۔ پس اے درویش! جو ہاتھ اللہ تعالیٰ کی رضا کے بغیر کوئی چیز پکڑے تو وہ کٹا ہوا ہی بہتر ہے۔ پس اے عزیز! بیس سال سے میں اس شرمندگی کے مارے آسمان کی طرف نگاہ نہیں کرتا اور یہی کہتا ہوں کہ ہائے! میں نے یہ کیا کیا۔

بعد ازاں شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مرد خدا وہی تھے جو ذرہ بھر بھی راہ خدا سے باہر نہیں ہوئے اور رزق کی خاطر کبھی مشوش (پریشان۔ مضطرب) نہیں ہوئے۔

توکل کی حقیقت

پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ چند فقیر خانہ کعبہ کی زیارت کے لیے باہر نکلے اور توکل کے طور پر کہا کہ ہم اپنا دلی راز کسی کو نہیں بتائیں گے اور نہ ہی ہم کسی سے کچھ مانگیں گے۔

الغرض! جب جنگل میں پہنچے۔ جہاں پر آدم زاد کا پتہ تک نہ تھا تو وہاں پر ایک چشمہ دیکھا۔ جہاں انہوں نے وضو کیا اور دوگانہ ادا کیا۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام جَو کی چند روٹیاں لے کر تشریف لائے۔ سب آپ کی طرف رجوع ہو گئے اور خوشی کرنے لگے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ایک تو خضر علیہ السلام کی زیارت ہو گئی اور دوسرے ہم بھوکے تھے۔ کھانے کو کچھ مل گیا۔ جونہی یہ خیال ان کے دل میں گزرا آواز آئی کہ اے بدعہد مدعیو! کیا تم نے ہم سے یہی عہد کیا تھا۔ اتنے میں آسمان سے ایک تلوار نمودار ہوئی جس سے سب کے سرتن سے جدا ہو گئے۔

شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے درویش! جو شخص عہد کو توڑتا ہے اور توکل میں ثابت قدم نہیں ہوتا۔ اس کی یہی سزا ہوتی ہے۔ پھر آب دیدہ ہو کر یہ شعر پڑھا۔ جو آپ نے حوض شمسی کے کنارے قاضی حمیدالدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے سنا تھا

ہر کہ با دوست عہد کردو شکست ‏ ‏ ‏ عاقبت کشتہ شد جو بد عہد آں

آغازِ عشق

پھر فرمایا کہ اے درویش! عشق کا آغاز آدم صفی اللہ علیہ السلام سے ہوا ہے جب آپ کو دنیا میں پیدا کیا گیا تو آپ کو عشق کا جمال کرایا گیا۔ آپ دیکھتے ہی عاشق ہو گئے۔ پس اے درویش! یہ سب جنبش عشق کی وجہ سے تھی۔ بہشت کے نگار خانہ پر لات مار کر دیوانوں کی طرح وہاں سے نکل آئے اور دنیا کے خرابے میں آ کر قرار لیا۔ لیکن آپ سے لغزش وقوع میں آئی تھی۔ اس لیے

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF

www.syedajmersharif.com

فرشتوں کو حکم ہوا کہ اے فرشتو! میں آدم کے لیے غمخوار پیدا کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ اس سے الفت کرے نہیں تو یہ برداشت نہیں کر سکے گا اور ہلاک ہو جائے گا۔ فرشتوں نے سر سجدے میں رکھ دیئے اور عرض کی کہ جو کچھ تو جانتا ہے وہ ہمیں معلوم نہیں تو حاکم ہے جس طرح تیرا حکم ہو۔ حکم ہوا کہ اے فرشتو! دیکھو کہ ہم وہ مونس کس طرح پیدا کرتے ہیں۔ آدم علیہ السلام تنہا بیٹھے تھے کہ آپ کے پہلو سے حوا پیدا کیں۔ حوا سلام کر کے آپ کے پہلو میں بیٹھ گئیں۔ آپ نے اس کی صورت دیکھ کر پوچھا کہ تو کون ہے؟ کہا میں تیرا جوڑا۔ جس سے تجھے قرار حاصل ہوگا۔

پھر شیخ الاسلام (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ اے درویش! حقیقی عاشق کا شور و غوغا اسی وقت تک ہوتا ہے کہ جب تک وہ اپنے مقصود کو نہیں پہنچتا جب معشوق کا وصال حاصل ہو جاتا ہے تو سب شور و غوغا جاتا رہتا ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش! مجھے شیخ بہاؤالدین بخاری کا جو ایک واصل حق ہو گزرا ہے ایک قطعہ یاد ہے جو اس نے از روئے شوق کہا تھا۔

قطعہ

من اوّل روز چوں ورتو بدیدم شیفتہ گشتم	ندانستم کہ تو بودی یا کہ بود ست ایں کہ من دیدم
چناں در روئے آں جاناں شدم من شیفتہ واللہ	کہ من از خود شدم بیرون ترا در جان وتن دیدم

پھر اسی موقعہ پر شوق اور اشتیاق کے غلبہ میں فرمایا کہ میں نے ایک دفعہ قاضی حمید الدین ناگوری (رحمۃ اللہ علیہ) کی زبانی یہ رباعی سنی تھی۔

رباعی

بلاست عشق منم کز بلا بہ پرہیزم	چوں عشق خفتہ بود شور من بر انگیزم
اگرچہ عشق خوش است و وفا آمد خوش	مرا خوش است بہر دو بہم بر آمیزم
مرا رفیقاں گویند کز بلا بہ پرہیز	بلا دل است من از دل چگونہ پرہیزم

توکل اور رزقِ مقسوم

پھر شیخ الاسلام (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ اے درویش! توکل صرف رزق مقسوم میں ہو سکتا ہے۔ اس واسطے کہ تجھے معلوم ہے کہ جو تیرے مقدر میں ہے وہ تجھے مل کر ہی رہے گا۔ لیکن دوسرے رزقوں میں نہیں۔ جو مملوک ہے اس میں خود توکل ہی نہیں لیکن جو رزق موعود ہے اس میں بھی توکل نہیں کیونکہ جس رزق کا وعدہ کیا گیا ہے وہ ضرور مل کر رہے گا۔ لیکن رزق مقسوم میں اگر توکل کرے تو جائز ہے۔ کیونکہ یہ سمجھے کہ جو میری قسمت میں ہے وہ مل کر ہی رہے گا۔

پھر فرمایا۔ اے درویش! کہ باقی اقسام کے رزق میں متقدمین کو بھی توکل میسر نہیں ہوا۔ کیونکہ کسی نے بیس سال توکل کیا اور کسی نے دس سال اور سارے جہان سے مبرا ہو گزرے ہیں۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! خواجہ ابراہیم ادھم (رحمۃ اللہ علیہ) پچاس سال تک متوکل رہے اور خلقت سے گوشہ گیری اختیار کی اور اسی

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

پچاس سال کے عرصے میں کسی کو اپنے پاس نہیں آنے دیا۔ اگر کوئی کچھ لاتا بھی تو دروازے سے ہی واپس کر دیتے اور فرماتے کہ میں خدا کا بندہ ہوں۔ جو میری روزی ہے۔ وہ مجھے مل جائے گی۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! شیخ قطب الدین بختیار اوشی بیس سال تک خواجہ معین الدین سنجری ؒ کی خدمت میں رہے۔ میں نے اس عرصے میں کبھی نہ دیکھا کہ کسی کو آپ نے اپنے پاس آنے دیا ہو۔ لیکن ہاں! جب آپ کے لنگر میں کچھ نہ ہوتا تو خادم آن کر کھڑا ہو جاتا۔ خواجہ معین الدین ؒ مصلیٰ اٹھا کر فرماتے کہ جتنا آج اور کل کے لیے کافی ہو۔ اٹھا لو! سارا سال یہی طریق رہا۔ اگر کوئی مسافر آ جاتا تو جو کچھ وہ مانگتا اسے دے دیتے۔ وداع کرتے وقت مصلّے کے نیچے ہاتھ ڈالتے' جو کچھ ہاتھ میں آ جاتا وہ اسے دیا جاتا۔

پھر فرمایا کہ جو شخص حق تعالیٰ کی دوستی اور محبت کا دم بھرے اور اپنے تئیں درویش کہلائے اور توکل میں متوکل ہو اور پھر رب تعالیٰ کو چھوڑ کر بندوں سے کسی چیز کی توقع کرے سمجھ لو کہ وہ درویش نہیں پھر خواجہ صاحب نے یہ دو شعر زبان مبارک سے فرمائے۔

ہر کہ دعوےٰ کند بدرویشی ——— خط بیزاری از جہاں بد ہد
بالحقیقت بدانکہ مرتد ہست ——— رفت بد نام کش نشان ند ہد

جب شیخ الاسلام ؒ نے یہ حکایت ختم کی تو آپ اٹھ کر اندر تشریف لے گئے اور میں اور خلقت واپس چلے آئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ ۔

فصل چہارم

توبہ کی حقیقت

جب قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا بہت سے لوگ جماعت خانہ میں بیٹھے تھے اور توبہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ اتنے میں شیخ بدر الدین غزنوی اور شیخ جمال الدین ہانسوی آئے اور ایک دوسرے سے مصافحہ کر کے بیٹھ گئے۔

توبہ کی اقسام

پھر شیخ الاسلام ؒ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ توبہ کی چھ قسمیں ہیں۔ اول دل اور زبان سے توبہ کرنا۔ دوسری آنکھ کی۔ تیسری کان کی۔ چوتھی ہاتھ کی۔ پانچویں پاؤں کی۔ چھٹی نفس کی پھر ہر ایک کی شرح بیان فرمائی۔ کہ اول جب توبہ کی دل سے تصدیق نہ کرے اور زبان سے اقرار نہ کرے توبہ درست ہی نہیں ہو سکتی۔ اس واسطے کہ جب تک دل دنیا کی دوستی کھوٹ' حسد' دکھ' فحش' ریا اور برائی وغیرہ سے پاک نہ ہو جائے اور ان معاملات سے سچے دل سے توبہ نہ کرے اس کی توبہ' توبہ شمار نہیں ہوتی۔ مثلاً ایک شخص گناہ کر رہا ہے اور اسی وقت توبہ بھی کرتا ہے اور اس کی توبہ' توبہ شمار نہ ہو گی۔ اپنی نفسانی خواہش کے لیے گناہ کرتا ہے اور

WORK FOR HUMANITY SYED AJMER SHARIF

بات توبہ کی کرتا ہے یہ بھلا کب درست ہوسکتی ہے جب تک کہ پہلے اپنے دل کو اس معاملے سے بالکل صاف نہ کرے۔ تو یہ درست ہی نہیں ہوتی۔ اس واسطے کہ کلام اللہ میں فرمان ہے کہ اے ایمان والو! ضروری توبہ کرو۔ یعنی ایسی توبہ جو دل سے بھی ہو اور زبان سے بھی۔ اس توبہ نصوحی سے مراد دل کی توبہ ہے۔ جب توبہ کرو تو اللہ تعالیٰ کی طرف واپس آ جاؤ۔ جب دل ان دنیاوی خرابیوں سے صاف ہو جائے گا تو توبہ شمار ہوگی اور تو متقی کے برابر ہو جائے گا۔ جیسا کہ کہا گیا ہے۔ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَاذَنْبَ لَهٗ یعنی جو شخص گناہ سے توبہ کرے۔ وہ ایسے شخص کی طرح ہے جس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ پس اس صورت میں توبہ کرنے والا اور متقی دونوں برابر ہیں۔

پھر فرمایا کہ توبہ دل کی ہوتی ہے۔ زبان سے خواہ لاکھوں مرتبہ توبہ کی جائے۔ جب تک دل سے تصدیق نہ کی جائے بھی درست نہیں ہوتی۔ جب زبان سے اقرار کرے تو دل سے تصدیق بھی کرنی چاہیے۔

پھر فرمایا کہ بعض تائب دل سے تو توبہ کرتے ہیں لیکن دل اسی بدی کی طرف مائل رہتا ہے۔ بیمار صبح سے شام تک توبہ توبہ پکارتے ہیں۔ جب اس بیماری سے خلاصی ہو جاتی ہے تو پھر بے خودی اور غفلت میں پڑ جاتے ہیں اور توبہ کو بھولے سے بھی یاد نہیں کرتے پھر شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے آب دیدہ ہو کر یہ رباعی پڑھی۔

رباعی

بر دل اثر گناہ بر لب توبہ ——— در صحت خوش دلی و در تپ توبہ
ہر روز شکستن است و ہر شب توبہ ——— زیں توبہ نا درست یا رب توبہ

پھر فرمایا کہ مرنے سے پہلے توبہ کرنی چاہیے۔ پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ خواجہ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ کی توبہ کا باعث کونسی بات ہوئی؟ فرمایا ایک روز میں شراب خانے میں بیٹھا تھا۔ غیب سے آواز آئی کہ اے بشر حافی! موت سے پہلے توبہ کرلے۔ جب یہ آواز سنی تو توبہ کرلی اور پھر ان گناہوں کے نزدیک بھی نہ بھٹکا۔ جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ درجہ عنایت فرمایا۔

پھر فرمایا کہ جب انسان اپنے تینوں دلوں کو دنیاوی خرابیوں وغیرہ سے پاک کرلے اور بالکل توبہ کرے۔ یعنی اس کے دل سے لوگوں کے دماغ کو خوشبو حاصل ہو تو سمجھ لو کہ اس کی توبہ، توبہ نصوحی ہے۔ قلوب ثلاثہ کی تعریف حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یوں بیان فرمائی:

قلوب ثلاثہ کی وضاحت

القلوب ثلاثة قلب سليم و قلب منيب وقلب شهيد اما قلب السليم فهو الذى ليس فيه سواء معرفة الله تعالى واما القلب المنيب فهو الذى تاب من كل شىء الى الله تعالى واما القلب الشهيد فهو الذى شاهد الله فى كل شىء

"دل تین ہیں۔ ایک سلیم، دوسرا منیب، تیسرا شہید، سلیم وہ جس میں اللہ تعالیٰ کی معرفت کے سوا اور کچھ نہ ہو منیب وہ

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

جو ہر چیز سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ آیا ہو اور شہید وہ جس نے ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کیا ہو"۔

پھر فرمایا کہ جب انسان کے دل میں یہ تین چیزیں پیدا ہو جاتی ہیں اور ان پر قرار ہو جاتا ہے تو واقعی جان لو کہ وہ سلیم منیب اور شہید ہو گیا ہے پس اس کی توبہ 'توبۃ نصوحی ہے اور اگر ابھی دنیاوی اشغال شہوات اور مالوفات سے آلودہ ہے۔ تو دل مردہ ہے۔ اگر ان سب سے صاف ہو گیا ہے تو ازل سے ابد تک زندہ رہے گا۔

حجاب مابین عبد و معبود

پھر فرمایا کہ مولیٰ اور بندے کے درمیان جو حجاب ہوتا ہے۔ وہ بھی اسی آلائش کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جب آلائش دور ہو جائے اور توبہ کے ذریعے اپنے تئیں پاک کرے۔ تو وہ حجاب اٹھ جاتا ہے یہی دل آلائش مشغولی ہے۔ پس تو اپنے دل کو شہوات اور خواہشات سے پاک کر۔ تا کہ حجاب بیچ سے اٹھ جائے۔ اور تو مشاہدہ اور مکاشفہ کی لذت اور مقام کے درجے کو پہنچ جائے۔

بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش تو نے دل کی توبہ کا حال سن لیا اور اب زبان کی توبہ کا حال سن! زبان کی توبہ یہ ہے کہ تو توبہ کے بعد زبان کو ہر ناشائستہ کلام سے دور رکھے اور بے ہودہ بات نہ کرے اور نہ کہنے والی باتوں سے توبہ کرے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ تازہ وضو کر کے دوگانہ ادا کرے اور پھر قبلہ رخ بیٹھ کر یہ دعا کرے کہ پروردگار! میری اس زبان کو برا کہنے سے توبہ عنایت کر اور اپنے ذکر کے سوا کسی اور بات کے کہنے پر اسے جاری نہ کر اور جن باتوں میں تیری رضا نہیں ان کے بیان کرنے سے باز رکھ۔

پھر فرمایا کہ جب صبح ہوتی ہے تو ساتوں اعضا زبان حال سے کہتے ہیں کہ اے زبان! اگر تو اپنے تئیں محفوظ نہ رکھے گی تو ہم ہلاک ہو جائیں گے۔

پھر فرمایا کہ خواجہ حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ایک غیر شائستہ بات کہی تھی۔ سو اپنی زبان کو اسی قدر دانتوں تلے دبایا کہ خون نکل آیا اور بعد ازاں عہد کر لیا کہ جب تک زندہ رہوں گا کسی سے گفتگو نہ کروں گا۔ پس ایک بے ہودہ بات کے عوض بیس سال کسی سے ہم کلام نہ ہوئے۔

پھر فرمایا کہ ایک روز ایک واصل خدا مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ایک شخص کے آنے کی بابت پوچھا کہ آیا فلاں شخص آ گیا ہے؟ بعد ازاں اپنے دل میں سوچا کہ میں نے (ذکرِ حق کی بجائے) یہ بات کی ہے۔ اس کے عوض (یعنی کفارہ میں) تمیں سال تک لوگوں سے گفتگو بالکل بند رکھی۔ پھر شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے آب دیدہ ہو کر یہ شعر پڑھا۔

گر کام زبان دشمن جان   گر جان بکار آید ہو شدار زبان

پھر فرمایا کہ میں نے قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنا ہے کہ ایک دفعہ میں نے ایک درویش واصل حق کو دیکھا جو اللہ تعالیٰ کی بندگی میں مشغول تھا۔ میں دس سال اس کے پاس رہا لیکن اس عرصے میں اس کی زبان سے کوئی ایسی بات نہ سنی جو کہنے کے قابل نہ ہو۔ مگر ایک بات سنی وہ یہ کہ اس نے ایک عزیز کو کہا کہ اے درویش! اگر تو آخرت میں اپنے تئیں سلامت لے جانا چاہتا ہے تو ناشائستہ گفتگو سے اپنی جان کو بچا۔ یہ کہہ کر فوراً اپنی زبان کو دانتوں تلے اس قدر زور سے دبایا کہ خون ٹپک پڑا اور کہا کہ یہ بات تجھے کہنی مناسب نہ تھی۔ اس کے عوض بیس سال تک کسی سے کلام نہ کی۔

SYED AJMER SHARIF

www.syedajmersharif.com

پھر شیخ الاسلام ؒ نے فرمایا کہ اے درویش! جس روز اللہ تعالیٰ نے زبان کو آدم علیہ السلام کے منہ میں رکھنا چاہا تو زبان کو فرمایا۔ اے زبان دیکھ! تیری پیدائش سے میرا خاص مدعا یہ ہے کہ تو میرے نام کے سوا اور کوئی نام نہ لے۔ اور میرے کلام کے سوا اور کوئی کلام نہ پڑھے اور اگر ان کے علاوہ تو نے کچھ اور کہا تو یاد رکھ! تو بھی اور باقی کے اعضا بھی مصیبت میں گرفتار ہوں گے پس اے درویش! زبان خاص کر ذکر اور قرآنی تلاوت کے لیے بنائی گئی ہے۔

پھر مشائخ طبقات لکھتے ہیں کہ انسان کے ہر عضو میں شہوت اور خواہش ہے جو حجاب اور آفت کا موجب ہوتی ہے۔ جب تک ان شہوات اور خواہشات سے توبہ نہ کرے اور تمام اعضاء کو پاک نہ کرے ہرگز کسی مرتبے پر نہیں پہنچتا۔

پھر فرمایا کہ جو اعضاء بیان کیے گئے ہیں۔ ان میں سے اول نفس ہے جس میں شہوت رکھی گئی ہے۔ دوسرے آنکھ اس میں دیکھنے کی خواہش رکھی گئی ہے۔ تیسرے کان جس میں سننے کی خواہش رکھی گئی ہے۔ اسی طرح ناک میں سونگھنے اور چھینکنے کی اور ہاتھ میں پکڑنے اور چھونے کی اور زبان میں تعریف کرنے کی اور آٹھواں دل ہے جس میں درد ہی درد ہے پس حق تعالیٰ کے طالب کو چاہیے کہ ان سے توبہ کرے تا کہ اللہ تعالیٰ اسے سن لے جو فرماتا ہے کہ میں اپنی حکمت سے خلقت کے مابین اسے معزز کروں گا جو دنیاوی محبت سے دل کو محفوظ رکھتا ہے اور جو اپنے نفس کو دید بازی سے محفوظ رکھ سکے گا۔ اسے ترک گناہ سے معزز بناؤں گا اور جو میرے سوا سب کو بھول جائے گا اسے قیامت کے دن معزز بناؤں گا۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! سب سے بڑھ کر سعادت یہ ہے کہ انسان اپنے نفس پر حکمران ہو تا کہ نفس شہوت رانی نہ کر سکے۔ اس کام کے لیے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنی چاہیے یہی درویش کے کام کا خلاصہ اور درویشی کا جوہر ہے۔

زبان وقلب کی موافقت

پھر فرمایا کہ جب عالم نورانی سے تجلی الٰہی کے اسرار اور انوار نازل ہوتے ہیں تو پہلے دل پر نازل ہوتے ہیں اور جب زبان اور دل آپس میں موافق ہو جاتے ہیں تو پھر عشق کے انوار وہاں مکان (قیام) کرتے ہیں۔ اگر دل اور زبان ایک دوسرے کے موافق نہیں تو محبت کے انوار وہاں سے واپس چلے آتے ہیں اور ایسے دل پر جاتے ہیں جو زبان سے موافق ہوتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ کسی واصل سے پوچھا گیا کہ عشق حقیقی میں ثابت قدم کون ہے؟ فرمایا جس کا دل اور جس کی زبان آپس میں موافق ہوں اس واسطے کہ پہلے عشق حقیقی دل پر ظاہر ہوتا ہے۔ پھر زبان پر جب دل اور زبان عشق سے آپس میں مل گئے تو وہ محبت حق ہو گئی۔ زبان تمام اعضاء کی بادشاہ ہے۔ جب زبان سلامت ہے تو سمجھو کہ سارے اعضا سلامت ہیں۔ اس واسطے مشہور ہے کہ جب بادشاہ دین کے کام میں خلل ڈالے تو تمام رعایا خلل انداز ہوتی ہے اور جب بادشاہ سلامت ہو تو ساری سلطنت کے سارے کام بخوبی سرانجام پاتے ہیں۔ پس اے درویش! کان، آنکھ، نفس وغیرہ ساتوں اعضا زبان کے تابع ہیں۔ جب زبان سلامت ہے تو سارے اعضاء سلامت ہیں۔ پھر فرمایا کہ دوسری آنکھ کی توبہ ہے۔ اس توبہ کی شرط یہ ہے کہ غسل کرے اور دوگانہ نماز ادا کر کے روبقبلہ بیٹھے اور دونوں ہاتھ دعا کے لیے اٹھا کر یہ کہے کہ اے پروردگار! میں ان تمام چیزوں کے دیکھنے سے جو دیکھنے کے قابل نہیں توبہ کرتا ہوں۔ آئندہ میں کسی نادیکھنے والی چیز کو نہ دیکھوں گا۔ صرف ان چیزوں کو دیکھوں گا جن کا دیکھنا جائز ہے اور بعد

WORK FOR HUMANITY SYED AJMER SHARIF

ازاں آنکھ کو ممنوعات کے دیکھنے سے بچائے رکھے۔ یہ آنکھ کی توبہ ہے کیونکہ یہی ایسی چیز ہے جس سے حضور کی نعمت بھی حاصل ہوسکتی ہے اور آنکھ ہی ایسی چیز ہے جس سے لوگ مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں۔ پس اے درویش! عشق کا پہلا مرتبہ آنکھ میں ہے۔ لوگوں کو چاہیے کہ جس کام میں مشاہدہ کی نعمت ہے اس کی کوشش کریں اور حق تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ دیکھیں۔

پھر فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے نا قابل دید ایک شے کو دیکھا تو تین سو سال تک روتے رہے۔ حکم ہوا کہ داؤد! کس واسطے روتے ہو؟ عرض کیا کہ کیا کہوں؟ اس آنکھ نے مجھے مصیبت میں پھنسایا ہے۔ چونکہ آنکھ کا قصور ہے۔ اس لیے آنکھ ہی کو اس کی سزا ملنی چاہیے کیونکہ اسی نے ممنوعہ چیز کو دیکھا ہے۔

پھر فرمایا کہ حضرت شعیب علیہ السلام اس قدر روئے کہ نابینا ہوگئے۔ جب وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ دو سبب ہیں۔ ایک یہ کہ اس نے ایک ممنوعہ چیز کو دیکھا۔ دوسرے یہ کہ جس آنکھ نے دوست کا جمال دیکھا ہو حیف ہے کہ پھر وہ کسی اور کو دیکھے۔ اگر وہ دیکھے تو اس کا اندھا ہونا ہی بہتر ہے تاکہ قیامت کے دن جب اٹھے تو جمال دوست ہی میں آنکھ کھولے بعد ازاں ساٹھ سال تک زندہ رہے۔ لیکن کسی نے آنکھ کھولے ہوئے نہ دیکھا۔

پھر شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ شعر میں نے خواجہ قطب الدین بختیار اوشی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے سنا تھا

دیدۂ کو جمال دوست بدید   تابود زندہ مبتلا باشد

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں صادق وہ ہے جب اس کی آنکھ میں مشاہدہ حق کا سرمہ لگ جائے تو آنکھ بند کرلے اور غیر کی طرف نہ دیکھے صرف قیامت کے دن تجلی حق کو دیکھے۔ وہ اس وقت جبکہ دوست اس کی منت کرے کہ اب آنکھ کھول' تب کھولے۔

آنکھ کی توبہ

بعد ازاں فرمایا کہ آنکھ کی توبہ تین قسم کی ہے۔ اول ممنوعہ اشیاء کے دیکھنے سے' دوسرے اگر کوئی مسلمان بھائی کی غیبت کرے اور کچھ دیکھ لے تو اس سے توبہ کرے کہ میں نے کیوں دیکھا۔ آنکھ دیکھ لے تو کسی کے آگے اسے بیان نہ کرے۔

پھر فرمایا اے درویش! کان کی توبہ یہ ہے کہ تمام نا قابل شنید باتوں سے توبہ کرے اور کوئی ممنوعہ شے نہ سنے۔ پھر اس کی توبہ' توبہ شمار ہوتی ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ انسان کو جو شنوائی دی گئی تو اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر سنے اور جہاں کلام اللہ پڑھا جارہا ہو کان دھر کر سنے۔ نہ اس واسطے دی گئی ہے کہ جہاں برائی تمسخر اور سرود (موسیقی) وغیرہ ہورہا ہو سنے۔ اس واسطے کہ خبر میں ہے کہ جو اس قسم کی آوازیں سنے گا قیامت کے دن سیسہ پگھلا کر اس کے کانوں میں ڈالا جائے گا۔

کان کی توبہ

پھر فرمایا کہ عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ راستہ چل رہے تھے کہ آہ و بقا کی آواز کان میں آئی۔ فوراً دونوں انگلیوں سے کان بند کرکے گھر پہنچے تو حکم ہوا کہ کچھ سیسہ پگھلا کر لاؤ جب لایا گیا تو فرمایا کہ میرے کانوں میں ڈال دو کیونکہ میں نے نا قابل شنید چیز سنی ہے۔ قیامت کے دن کے عذاب سے تو خلاصی ہوگی۔ آج ہی اس کا کفارہ کرلیتا ہوں۔ پس اے درویش! درویشوں نے

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

اپنے تئیں خلقت کی صحبت سے دور رکھا ہے اور تنہائی اختیار کی ہے۔ تاکہ ناقابل شنید باتیں نہ سنیں یہی کان کی توبہ ہے چوتھی توبہ ہاتھ کی ہے یعنی کوئی چیز ایسی نہ چھوئی جائے جس کا پکڑنا منع ہے۔ ایسی تمام باتوں سے توبہ کرے۔

ہاتھ کی توبہ

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہ خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز نے ایک درویش کو بدخشاں میں دیکھا۔ جو بزرگان دین سے تھا اور جس کا نام شیخ برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ تھا اور اس کا ایک ہاتھ کٹا ہوا تھا اور تیس سال سے کٹیا میں معتکف تھا۔ اس سے ہاتھ کٹنے کی وجہ پوچھی تو کہا کہ ایک مرتبہ میں ایک مجلس میں حاضر تھا صاحب مجلس کی اجازت کے بغیر میں نے گیہوں کے ایک دانے کو دو ٹکڑے کر کے رکھ دیا۔ غیب سے آواز آئی کہ اے درویش! یہ کیا حرکت تو نے کی ہے؟ کہ مالک کی اجازت کے بغیر گیہوں کا دانہ دو ٹکڑے کر ڈالا۔ جونہی میں نے یہ بات سنی ہاتھ کاٹ کر باہر پھینک دیا۔ تاکہ پھر نا پکڑنے کے قابل چیز نہ پکڑ سکوں پھر شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے آب دیدہ ہو کر فرمایا کہ مردانِ خدا ایسا ہی کر کے کسی مرتبے کو پہنچتے ہیں۔

پاؤں کی توبہ

بعد ازاں فرمایا کہ پانچویں توبہ پاؤں کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ جن مقامات پر جانا مناسب نہیں ہے۔ وہاں نہ جائے اور خواہش سے پاؤں باہر نہ رکھے۔ تاکہ اس کی توبہ توبہ شمار ہو۔

پھر فرمایا کہ خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ سفر کرتے کرتے ایک جنگل میں غار کے اندر ایک درویش صاحب نعمت اور از حد بزرگ دیکھا جس کا ایک پاؤں کٹا ہوا تھا۔ سلام کے بعد جب وجہ پوچھی تو کہا کہ ایک روز میں وضو کرنے کے لیے غار سے باہر نکلا، تو میری نگاہ ایک عورت پر پڑی مجھے خواہش ہوئی اور غار سے باہر قدم رکھا۔ کہ اسے پکڑلوں تو وہ عورت غائب ہوگئی۔ فوراً چھری لے کر پاؤں کاٹ کر باہر پھینک دیا۔ پس اے درویش! آج چالیس سال کا عرصہ ہونے کو آیا ہے کہ ایک ہی پاؤں پر کھڑا ہوں اور شرمندگی کے مارے حیران ہوں کہ قیامت کے دن یہ منہ کس طرح دکھاؤں گا اور کیا جواب دوں گا۔

ایک مرتبہ خواجہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ سے کسی درویش نے پوچھا کہ آیا عاشق کو ہر وقت حضوری رہتی ہے یا کبھی کبھی؟ فرمایا' ہر وقت اس واسطے کہ عاشق خواہ کھڑا ہو تو بھی مشاہدہ حق کے حضور میں ہے' بیٹھا ہے تو بھی مشاہدہ میں غرق ہے۔ اگر سویا ہوا ہے تو بھی مشاہدہ حق کے خیال میں مستغرق ہے۔ پس عاشق کو مشاہدہ دوست میں ہر وقت حضوری حاصل ہے۔

پھر فرمایا کہ عاشق کے لیے حضور اور غیبت یکساں ہے۔ جس طرح حضور ہے اسی طرح غیبت' پھر فرمایا کہ میں نے یہ شعر شیخ بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنا تھا ؎

حضور و غیبت' عاشق چو ہر دو یکسان ست   ہغیب مست حجابش حضور و نیز ہمانست

نفس کی توبہ

بعد ازاں فرمایا کہ چھٹی توبہ نفس کی ہے۔ پس چاہیے کہ نفس کو تمام خواہشات' ماکولات اور شہوات سے باز رکھا جائے اور ان سب سے توبہ کی جائے اور نفس کی خواہش کے مطابق کام نہ کیا جائے قرآن شریف میں ہے کہ

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى.

یعنی جو شخص اپنے پروردگار سے ڈرے اور خواہشات سے نفس کو روکے۔ تو اس کا مقام بہشت میں ہوگا۔

خواہشِ نفس پر قابو

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ ہارون الرشید زبیدہ سے جھگڑ پڑا۔ اس نے کہا جادوزخی! ہارون نے فوراً قسم کھائی کہ جب تک مجھے کوئی بہشتی نہ کہے گا تب تک تیرے اور میرے درمیان قسم ہے۔

الغرض! یہ کہہ کر بعد میں وہ پشیمان ہوا کہ میں نے ایسا کیوں کہا۔ سب علماء کو بلایا لیکن کسی نے یہ نہ کہا کہ تو بہشتی ہے۔ اس مجلس میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے، انہوں نے اٹھ کر پوچھا کہ کیا تم کبھی اپنی نفسانی خواہش سے بھی ٹلے ہو؟ کہا ہاں! فلاں مجلس میں۔ امام نے فتویٰ دیدیا کہ تو اس آیت کے مطابق بہشتی ہے۔ آیت

اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى.

یعنی جو شخص اللہ کے خوف کے سبب خواہش نفسانی سے باز رہتا ہے۔ اس کی جگہ بہشت میں ہوگی۔

بعد ازاں شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے درویش! توبہ تین قسم کی ہوتی ہے حال، ماضی اور مستقبل۔

حال: یہ کہ کیے ہوئے گناہ سے ندامت حاصل ہو۔

ماضی: یہ کہ دشمنوں کو راضی کرے۔ اگر کسی کی کوئی چیز چھین لی ہے تو واپس کیے بغیر توبہ کرے۔ تو توبہ قبول نہیں ہوتی۔ بلکہ اس سے دوگنی چیز دے کر اسے خوش کرے۔ پھر توبہ قبول ہوتی ہے۔ اگر کسی کو برا بھلا کہا ہو تو اس سے معافی مانگے اگر وہ شخص جسے برا بھلا کہا ہو مر جائے تو غلام آزاد کرے۔ ایسا کرنے سے گویا اس نے مردہ کو زندہ کیا۔ اگر کسی کی منکوحہ یا کنیز سے زنا کرے تو اس سے معافی نہ مانگے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے اور توبہ کرے اگر شراب پینے سے توبہ کرے تو لوگوں کو شربت اور ٹھنڈا پانی پلائے خلاصہ یہ کہ توبہ کرتے وقت گناہ کی بابت معذرت کرے۔

مستقبل: یہ ہے کہ آئندہ گناہ نہ کرنے کی ٹھان لے۔

جب شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ یہ فوائد بیان کر چکے تو اٹھ کر اندر چلے گئے اور میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ۔

فصل پنجم

بزرگانِ دین کی خدمت وادب

قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا تو شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش! جس نے سعادت حاصل کی خدمت سے کی۔ کیونکہ دین و دنیا کی نعمت مشائخ اور پیروں کی خدمت کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

WORK FOR HUMANITY SYED AJMER SHARIF

www.syedajmersharif.com

بعد ازاں فرمایا کہ جو شخص سات دن مشائخ اور پیروں کی خدمت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے اعمال نامے میں سات سو سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے اور جو قدم اٹھاتا ہے ہر قدم کے بدلے حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

شیخ جلال الدین تبریزی ؒ کا اندازِ خدمت

پھر فرمایا کہ شیخ جلال الدین تبریزی ؒ نے اپنے پیر کی وفات کے بعد شیخ بہاؤ الدین ؒ کی ایسی خدمت کی کہ کوئی خادم ایسی خدمت بجا نہیں لا سکتا۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ کو بغداد میں مَیں نے دیکھا تو آپ سر پہ چولہا اٹھائے ہوئے تھے اور اس پر دیگچی میں کچھ گرم کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ فرمایا حج کو۔ مجھے یہ دیکھ کر تعجب آیا' لوگوں سے پوچھا کہ آپ کتنے سال سے یہ خدمت بجا لا رہے ہیں۔ کہا! پچیس سال سے اس درویش کو اسی طرح خدمت بجالاتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔

خواجہ عبداللہ خفیف ؒ کا اندازِ خدمت

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ عبداللہ خفیف سے پوچھا گیا کہ یہ دولت کہاں سے پائی؟ فرمایا۔ ایک درویش کی خدمت کرنے سے کہ جو کچھ وہ درویش فرماتا تھا' میں سر آنکھوں سے بجالاتا تھا۔ چنانچہ ایک روز مجھے اس درویش نے فرمایا کہ فلاں درویش کو میرا سلام پہنچانا اور عرض کرنا کہ کل میرے پیر کا عرس ہے' کھانا موجود ہوگا۔ قدم رنجہ فرمایئے گا اور اس مقام کو بابرکت کیجیے گا۔ تاکہ کھانا آپ کے روبرو تقسیم ہو۔ جہاں پر وہ درویش رہتا تھا راستے میں شیر کا ڈر تھا۔ اس درویش نے مجھے یہ کام آزمائش کے لیے فرمایا تھا۔

الغرض! حکم کے بموجب روانہ ہوا تو ایک مقام پر شیر بالمقابل ہوا جب میں اس کے پاس پہنچا تو کہا کہ اے شیر! میں اپنے پیر کے حکم کے بموجب فلاں درویش کے پاس جاتا ہوں۔ مجھے راستہ دے دو۔ یہ سنتے ہی شیر نے راستہ دے دیا اور آداب بجالا کر چلا گیا میں گزر کر اس درویش کے پاس پہنچا اور پیغام پہنچایا اس نے قبول کیا کہ میں آؤں گا میں آداب بجالا کر واپس حاضر خدمت ہوا تو میرے پیر نے مجھے گلے لگایا اور فرمایا کہ واقعی خدمت کا حق یہی تھا جو تو بجالایا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف منہ کیا اور فرمایا کہ جاؤ! تجھے دین اور دنیا (مالا مال کر دیا) وہاں سے لوٹ کر میں کٹیا میں آ گیا۔ پس جو نعمت مجھ میں دیکھتے ہو وہ سب اس درویش کی عطا کردہ ہے۔

خواجہ بایزید بسطامی ؒ کی وجہِ عظمت

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ بایزید بسطامی ؒ سے پوچھا گیا کہ یہ دولت کہاں سے پائی؟ فرمایا دو باتوں سے ایک اپنی ماں کی خدمت سے اور دوسرے اپنے پیر کی خدمت کرنے سے۔ ماں والا واقعہ تو یوں ہے کہ ایک دفعہ جاڑے کے موسم میں رات کو میری والدہ صاحبہ نے پانی مانگا۔ میں نے اٹھ کر کوزہ بھرا اور ہاتھ پر رکھ کر حاضر خدمت ہوا۔ لیکن والدہ صاحبہ سو گئیں۔ جب تیسرا حصہ رات گزر گئی اور والدہ بیدار ہوئیں تو پانی میرے ہاتھ سے لیا اور آسمان کی طرف منہ کر کے دعا کی اور پیر والا واقعہ یوں ہے کہ بیس سال میں نے خدمت کی اس عرصے میں مجھے دن رات برابر تھے۔ چنانچہ ایک رات میں قرآن مجید کی تلاوت میں

WORK ... SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

مشغول تھا اور میرے سوا اس وقت کوئی مرید حاضر خدمت نہ تھا۔ شیخ صاحب نے آواز دی کہ اے عزیز! قرآن شریف لاؤ میں لے گیا تو مجھ سے لے کر دعا کی۔

پھر شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے درویش! جب تک تو درویشوں کی خدمت نہ کرے گا کبھی بھی (بلند) مقام پر نہ پہنچے گا۔

پھر فرمایا کہ شیخ معین الدین سنجری رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر کے خواب کے کپڑے بیس سال سر پر اٹھائے رہے اور حج کو ہمراہ لے گئے۔ تب یہ نعمت پائی جو تمام اہل جہان کے نصیب میں ہوئی۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! میں نے ایک بزرگ سے سنا ہے کہ ایک روز صدق سے اپنے پیر کی خدمت کرنا بے صدق کی ہزار سالہ عبادت سے بہتر ہے۔

میزبانی کے آداب

پھر فرمایا کہ اے درویش! پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ساقی القوم اخرھم یعنی جو لوگوں کو پانی پلائے۔ اسے سب سے بعد پینا چاہیے۔ اسی طرح کھانا کھلائیں۔ واجب ہے کہ خادم پہلے نہ کھانا کھائے۔ پھر فرمایا کہ میزبان کو واجب ہے کہ خود مہمان کے ہاتھ دھلائے اس میں حکمت یہ ہے کہ پہلے اپنے ہاتھ دھو کر پاک کرے۔ تاکہ دوسرے کے ہاتھ دھلانے کے قابل ہو جائے۔ لیکن پانی پلاتے وقت پہلے خود نہ پیے بلکہ پہلے اوروں کو پلائے اور بعد میں آپ پیے۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! ایک شخص خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہاتھ دھلانے کے لیے پانی لایا اور بیٹھ گیا۔ خواجہ صاحب اٹھ کھڑے ہوئے۔ وجہ پوچھی تو فرمایا کہ چونکہ تم بیٹھ گئے ہو۔ اب مجھے واجب ہے کہ میں اٹھ کھڑا ہوں۔ مطلب یہ کہ ہاتھ دھلانے والے کو واجب نہیں کہ وہ بیٹھے۔ کیونکہ خلاف ادب ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بطور مہمان وارد ہوئے تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ دھلائے۔

پھر فرمایا: ایک دفعہ میں بطور مسافر بغداد میں وارد ہوا تو دجلہ کے کنارے نماز میں ایک بزرگ کو دیکھا جو نہایت باعظمت اور صاحب نعمت تھا۔ لیکن از حد کمزور اس وقت کٹیا کے اندر نماز میں مشغول تھا۔ جب فارغ ہوا تو میں نے سلام کہا۔ فوراً فرمایا علیک السلام۔ اے فرید! میں حیران رہ گیا کہ اسے میرا نام کون بتا گیا۔ فوراً فرمایا کہ جو تجھے یہاں لایا۔ وہی نام بتا گیا۔ پھر مجھے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ! میں بیٹھ گیا کچھ عرصہ میں خدمت میں رہا۔ افطار کے وقت دو آدمی دستر خوان لاتے اور اس کے سامنے رکھ کر چلے جاتے ایک دفعہ چند صوفی بھی آ گئے ہم سب نے مل کر کھانا کھایا۔ مگر اس درویش نے خود ہاتھ دھلائے میں نے عرض کی کہ اتنے آدمیوں کے ہوتے ہوئے بھی آپ نے ہاتھ دھلائے۔ فرمایا یہ قاعدے کی بات ہے کہ مہمانوں کے ہاتھ میزبانوں کو خود دھلانے چاہئیں۔

کلیم اور حبیب میں فرق

بعد ازاں حکایت بیان فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ کوہ طور پر آئے۔ فرمان ہوا

SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

کہ نعلین اتار کر آؤ تاکہ پہاڑ کی گرد تمہارے پاؤں پر پڑے اور تم بخشے جاؤ۔ لیکن جب رسول اللہ ﷺ معراج کی رات عرش کے نزدیک پہنچے تو حکم ہوا کہ یا محمد (ﷺ) نعلین سمیت آیئے گا۔ تاکہ نعلین مبارک کی گرد عرش پر پڑنے سے اسے جنبش سے قرار آئے۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! جب حضرت موسیٰ علیہ السلام قبر سے اٹھیں گے تو مستوں کی طرح چلیں گے اور عرش کے کنگرے پر ہاتھ مار کر فریاد کریں گے کہ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ ۔حکم ہوگا۔ چپ رہ اے موسیٰ! (علیہ السلام) چپ رہ آج حساب کا دن ہے۔ محاسبہ کے بعد میرا دیدار ہوگا۔ لیکن جب رسول کریم ﷺ اور آنجناب ﷺ کے اُمتی آئیں گے تو ان میں بعض ایسے بھی عاشق ہوں گے جن کے لیے فرشتوں کو حکم ہوگا کہ انہیں زنجیروں سے جکڑ کر بہشت میں لے جاؤ۔ لیکن وہ زنجیروں کو توڑ کر فریاد کرتے ہوئے عرش تلے آ جائینگے۔ پھر ویسا ہی حکم ہوگا۔ پھر توڑ کر آ جائیں گے۔ غرضیکہ ستر ستر ہزار زنجیر توڑیں گے پھر حکم ہوگا کہ دیدار کا وعدہ بہشت میں ہے۔ وہاں چلو۔ پھر انہیں قرار حاصل ہوگا۔

بعد ازاں فرمایا کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ وضو کر رہے تھے۔ دست مبارک میں انگشتری تھی۔ اسے پھرا رہے تھے۔ فرمان ہوا کہ اے محمد ﷺ! ہم نے تجھے اس مشغولیت کے لیے نہیں پیدا کیا۔ بعد ازاں آنحضرت ﷺ زندگی بھر ایسی باتوں میں مشغول نہ ہوئے۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! جس روز حضرت یوسف علیہ السلام کو عزیز مصر نے جیل میں بھیجا اور آپ نے بادشاہ کے ساقی کو تعبیر بتلائی تھی کہ بادشاہ کا ساقی بنے گا اور دوسرے کو بتلائی تھی کہ تجھے کوے اور چیلیں کھائیں گی۔ اس روز حضرت یوسف علیہ السلام نے ساقی کو کہا تھا کہ بادشاہ کو میری بابت یاد دلانا۔ اسی وقت حضرت جبرائیل آئے اور فرمان لائے کہ اے یوسف! (علیہ السلام) تو نے ہمیں فراموش کر دیا کہ ہماری خبر دوسرے کو کہتا ہے۔ آپ نو سال اور جیل میں رہے۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! حضرت سلیمان علیہ السلام باوجود اس قدر سلطنت کے جب کبھی دعوت کرتے یا مجلس جمع کرتے تو کھانے سے پیشتر آب دیدہ ہوتے اور لوٹا خود ہاتھ میں لیتے اور طشتری غلام، پھر مہمانوں کے ہاتھ خود دھلاتے اور خود پانی اس وقت پیتے۔ جب سارے مہمان پی چکتے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی پشیمانی

الغرض! باوجود اس قدر سلطنت اور جاہ وحشم کے خود زنبیل بنا کر بیچتے اور ان کے داموں سے روٹی کھاتے۔ ایک روز دل میں خیال آیا کہ اے پروردگار! تو نے مجھے اس قدر وسیع سلطنت عنایت کی لیکن اس میں میرے نصیب کچھ بھی نہیں۔ میں زنبیل بنا کر گزارہ کرتا ہوں جب یہ خیال دل میں گزرا تو اس روز جب زنبیل بنا کر بازار گئے تو کسی نے نہ خریدی۔ واپس چلے آئے اسی طرح سات روز تک گئے لیکن زنبیل فروخت نہ ہوئی۔ آپ حیران رہ گئے کہ یہ معاملہ کیا ہے۔ اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر کہا: اے سلیمان (علیہ السلام)! اب زنبیل کی قیمت سے کھانا کیوں نہیں کھاتے؟ ذرا اوپر کی طرف دیکھو! جب اوپر نگاہ کی تو ساری زنبیلوں کو آسمان کے گوشے میں لٹکا ہوا پایا۔ حکم ہوا کہ اے سلیمان (علیہ السلام)! یہ سب ہم نے ہی خریدی تھیں۔ یہ صرف بہانہ تھا کہ خلقت خریدتی ہے۔ آپ اس کہنے سے پشیمان ہوئے اور توبہ کی۔

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

پھر فرمایا کہ اے درویش! انسان کو یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ میں کچھ کرتا ہوں جو کچھ ظاہر و باطن میں حرکات وسکنات اس سے ظہور میں آتی ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھنا چاہیے یہ سب اسی کی مرضی سے ظہور میں آرہی ہیں۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! امام اعظم ؒ کی عادت تھی کہ جو شخص آپ کے ہاں بطور مہمان وارد ہوتا خود اس کے ہاتھ دھلاتے اور فرماتے کہ یہ رسول اللہ ﷺ اور دوسرے پیغمبروں کی سنت ہے۔ امام مالک ؒ خود مہمانوں کے ہاتھ دھلایا کرتے اور اپنے ہاتھ سے پانی پلایا کرتے۔ پس اے درویش! جہاں تک تجھ سے ہو سکے رسول اللہ ﷺ اور اماموں کی پیروی کر۔ تاکہ تو ان سے شرمندہ نہ ہووے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ امیر المومنین ابوبکر صدیق ؓ نے صحابہ کرام کو بلایا اور کھانے کے وقت خود کھڑے ہو کر لوٹا لے کر سب کے ہاتھ دھلائے۔

جب شیخ الاسلام ؒ نے یہ فوائد ختم کیے تو دولت خانے میں تشریف لے گئے اور میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ ۔

فصل ششم

تلاوتِ قرآن کی فضیلت و برکات

شیخ برہان الدین ہانسوی ؒ، شیخ بدرالدین غزنوی ؒ اور اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش! قرآن شریف کی تلاوت تمام عبادتوں سے افضل ہے اور دنیا اور آخرت میں اس سے درجہ ملتا ہے۔ پس چونکہ قرآن شریف پڑھنے سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں اس لیے آدمیوں کو چاہیے کہ ایسی نعمت سے غافل نہ ہوں۔ اور اپنے تئیں محروم نہ رکھیں۔

پھر فرمایا کہ قرآن شریف پڑھنے سے بہت سے فائدے ہیں اول آنکھ کی روشنی بڑھتی ہے یعنی دکھتی نہیں۔ دوسرے ہر حرف کے بدلے ہزار سالہ عبادت کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور اسی قدر بدیاں اس کے نامۂ اعمال سے کاٹی جاتی ہے۔

حق تعالیٰ سے ہم کلامی

پھر فرمایا کہ جو شخص دوست سے کلام کرنا چاہے۔ وہ کلام اللہ میں مشغول ہو۔ پھر فرمایا کہ نیک بخت بندہ وہ ہے جو دوست سے ہم کلام ہو۔ دوست سے ہم کلامی کی سعادت قرآن شریف کی تلاوت سے حاصل ہوتی ہے۔ اور ہر روز ستر مرتبہ ہر انسان کے دل میں یہ ندا ہوتی ہے کہ اگر تجھے ہماری آرزو ہے تو سارے کام چھوڑ کر قرآن شریف کی تلاوت کر۔

پھر فرمایا کہ لوگوں کو اکثر حضور اور مشاہدہ کی نعمت تلاوت قرآن کے وقت حاصل ہوتی ہے۔ اس واسطے کہ جو سر عالم میں ہے۔ وہ قرآن شریف پڑھتے وقت انسان پر منکشف ہوتا ہے اور ہر حرف اور معانی میں جب غور کرتا ہے تو اس پر قلم کا سر منکشف

WORK FOR HUMANITY SYED AJMER SHARIF

www.syedajmersharif.com

ہوتا ہے اور اگر آیت مشاہدہ یا آیت رحمت پر پہنچتا ہے تو مشاہدہ کے دریا میں مستغرق ہوتا ہے اور لاکھوں نعمتیں حاصل کرتا ہے اور جب عذاب کی آیت پر پہنچ کر غور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے اس طرح پگھلتا ہے جیسے کٹھالی میں سونا۔

پھر فرمایا کہ شیخ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز قرآن شریف کی تلاوت کرتے وقت کسی وعید کی آیت پر پہنچتے تو سینے پر ہاتھ مار کر بے ہوش ہو جاتے۔ جب ہوش میں آتے تو پھر قرآن شریف پڑھنے میں مشغول ہو جاتے۔ اس طرح دن بھر میں تقریباً چھ ہزار مرتبہ بے ہوش ہوتے اور جب کسی آیت مشاہدہ پر پہنچتے تو مسکرا کر اٹھ بیٹھتے اور عالم مشاہدہ میں متحیر ہو جاتے اور ایک دن رات اسی عالم مشاہدہ میں اس طرح متحیر رہتے کہ اپنے آپ کی مطلق خبر نہ ہوتی۔

حافظِ قرآن کا مقام و مرتبہ

پھر فرمایا کہ کلام مجید کا حافظ فوت ہو جاتا ہے تو اس کی جان نوری قندیل میں ڈال کر عرش کے پاس لے جاتے ہیں اور ہر روز اس پر ہزار مرتبہ انوار تجلّی کرتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ قیامت کے دن کلام مجید کے حافظ کو فرمان ہوگا کہ بہشت میں جاؤ اور اس پر الگ تجلی ہوگی چنانچہ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن بہشت میں تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ اجمعین اور تمام اولیاء رحمۃ اللہ علیہم اجمعین پر ایک مرتبہ تجلّی ہوگی اور امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر الگ ایک مرتبہ تجلی ہوگی۔ یہ آپ کی فضیلت ہے۔

پھر فرمایا کہ قیامت کے دن جب عاشقوں کو مقام تجلّی میں لایا جائے گا تو حکم ہوگا۔ آنکھیں کھولو! ہر ایک عاشق کو سامنے لا کر الگ الگ ان پر تجلی ہوگی اور سات سات ہزار سال تک بے ہوش پڑے رہیں گے جب ہوش میں آئیں گے تو پھر "ھل من مزید" کی فریاد کریں گے۔ اس طرح سات ہزار مرتبہ تجلّی ہوگی۔ پھر اپنے مقام میں واپس آئیں گے۔ جب شیخ الاسلام ادام اللہ برکاتہٗ اس بات پر پہنچے تو نعرہ مار کر بے ہوش ہو گئے اور حالت بے ہوشی میں یہ رباعی زبان مبارک سے پڑھی۔

رباعی

از بہر رُخ مبتلائے باشم ۔۔۔ اندر غم عشق در بلائے باشم
واز یاد جمال تو چناں مدہوشم ۔۔۔ کز خود خبرے نیست کجائے باشم

پھر فرمایا کہ اے درویش! ایک مرتبہ میں نے شیخ الاسلام اجل شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی بغداد میں یہ حکایت سنی کہ جب شیخ الاسلام سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ بخارا میں تھے۔ ایک مرتبہ سفر کے ارادے سے جو باہر نکلے تو اثنائے سفر میں ایک ایسے شہر سے گزر ہوا کہ جس میں تمام مسلمان آباد تھے اور وہاں کے مرد عورت سے لے کر بچوں تک سب کے سب قرآن شریف کی تلاوت میں مشغول پائے۔ جو تلاوت میں شام سے صبح کیا کرتے تھے۔ انہیں ہم نے کسی وقت قرآن شریف کی تلاوت سے غافل نہ پایا۔ اس شہر کے باہر ایک غار کے اندر درویش دیکھا۔ جو شیخ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں سے تھا۔ اسے بھی اسی طرح تلاوت میں مشغول پایا۔ جب اس درویش سے مصافحہ کیا تو اس نے کہا بیٹھ جاؤ! ہم بیٹھ گئے تو آپ قرآن شریف کی تلاوت میں مشغول ہو گئے۔ جب وہ وعید کی آیت پر پہنچتے۔ تو نعرہ مار کر بے ہوش ہو جاتے اور ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپتے

WORK FOR HUMANITY SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

جب پھر اٹھتے تو اسی طرح پھر تلاوت میں مشغول ہو جاتے اور جب رحمت یا خوشخبری کی آیت پر پہنچتے تو زار زار روتے اور کہتے کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں ہے جو نیک عمل کرتے ہیں۔ مجھے تو ذرہ بھر نیک عمل حاصل نہیں کہ میں یہ سن کر خوش ہوں۔ جب یہ کہتے تو پھر رکتے اور لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر کہتے کہ اے عزیزو! اگر تمہیں معلوم ہوتا کہ ہر آیت اور ہر حرف میں یہی فرمان ہوا ہے۔ تو تمہارا چمڑا ہیبت کے مارے اکھڑ جاتا اور یکبارگی گھل جاتا اور خاکستر ہو جاتا۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! ایک مرتبہ کوئی واصل حافظ کلام اللہ فوت ہو گیا۔ تو اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا کہ آپ سے اللہ تعالیٰ نے کیسا سلوک کیا؟ فرمایا وہی جو اپنے خاصوں سے کیا۔

پھر پوچھا گیا کہ آپ کو قبر میں چھوڑ دیا گیا یا اوپر لے جایا گیا؟ فرمایا کہ قالب کو بھی عرش کے نیچے لے گئے اور قرآن شریف کے حافظوں کے پاس مقام دیا اور وہیں رہتا ہوں۔

تلاوتِ قرآن وسیلۂ بخشش

پھر فرمایا کہ اے درویش! سلطان معزالدین محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو وفات کے بعد دیکھ کر پوچھا کہ آپ کی کیا حالت ہے؟ فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بخش دیا۔ پوچھا کس عمل کی خاطر؟ فرمایا ایک رات میں تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور پاس کے گھر سے قرآن شریف پڑھنے کی آواز آ رہی تھی۔ میں سن کر تخت سے نیچے آ کر دوزانو بیٹھ۔ ہمہ تن گوش ہو کر سننے لگا۔ راحت حاصل ہوئی۔ جب میں دنیا فانی سے کوچ کر گیا تو مجھے اس قرآن سننے کے عوض بخش دیا۔

پھر فرمایا کہ قرآن مجید پڑھتے وقت کئی آدمی بخشے جاتے ہیں۔ اول وہ شخص جس نے قرآن مجید پڑھنے والے کو قرآن مجید پڑھایا ہو۔ دوسرا پڑھنے والا۔ تیسرے پاس پڑوس کے سننے والے۔ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے مسکرا کر یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ میں خواجہ اجل شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ چار اور درویش حاضر خدمت ہوئے۔ ان میں سے ایک درویش کا ارادہ یہ تھا کہ خواجہ صاحب کو قتل کر دے۔ خواجہ صاحب نے اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے درویش! کیا درویش بھی درویشوں کے مارنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ اس نے آداب بجالا کر عرض کی کہ نہیں میرا ارادہ تو نہیں۔ پھر فرمایا کہ جو تیری نیت ہے اسے بدل ڈال جونہی خواجہ صاحب نے یہ فرمایا اس درویش نے اٹھ کر سر قدموں پر رکھ دیا اور عرض کی کہ بے شک میں نے آپ کی ہلاکت کا ارادہ کیا تھا لیکن آپ مرد خدا تھے۔ معلوم کر گئے۔ اب میں توبہ کرتا ہوں۔

پھر شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انسان کو قرآن شریف کی تلاوت میں مشغول رہنا چاہیے اس واسطے کہ عاشق و معشوق میں باہمی الفت گفتگو سے بڑھتی ہے۔ پس راہ سلوک میں اس سے بڑھ کر اور کوئی بات نہیں۔ کیونکہ اہل سلوک کے مطابق اس مشاہدے کا سا اور کوئی مشاہدہ نہیں۔ کیا تجھے وہ راحت معلوم ہے جبکہ دوست' دوست سے گفتگو کرتا ہے۔ اے درویش! اللہ تعالیٰ کی باتیں بھی کلام اللہ ہے۔ پس جسے یہ ذوق معلوم ہو گیا اگر وہ بعد ازاں کسی اور بات میں مشغول ہو۔ تو وہ جھوٹا مدعی ہے اور محبت میں صادق نہیں۔

پھر فرمایا کہ جب انسان قرآن شریف پڑھے۔ تو اس کے معنوں وغیرہ کا خیال رکھے اور اس وقت کسی مخلوق کا خیال تک دل

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

میں نہ لائے۔ پس جب اس طرح سے قرآن شریف پڑھا جائے۔ تو ایک فرشتہ مع ایک لاکھ حوروں کے آ کر پڑھنے والے کے سامنے بیٹھ جاتا ہے۔ وہ فرشتہ مع حوروں کے محفل کو اس طرح مزین کرتا ہے کہ آنکھیں دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتیں پھر وہ فرشتہ فرط محبت سے اپنا منہ پڑھنے والے کے منہ پر رکھتا ہے اور جب تک وہ شخص زندہ رہتا ہے وہ فرشتہ مع حوروں کے اس کے ہمراہ رہتا ہے اور قاری قرآن کے فوت ہونے کے بعد مع حوروں کے بہشت میں جائے گا۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ جب قرآن شریف پڑھنے میں مشغول ہوتے تو بید کے پتوں کی طرح کانپتے اور جب کسی آیت کے شروع میں پہنچتے تو منتظروں کی طرح اٹھ کھڑے ہوتے اور پھر بیٹھتے۔ جب قرآن شریف پڑھتے تو سات دن رات مشغول رہتے۔

پھر فرمایا کہ جس طرح انسان تنہائی میں کلام اللہ کا ذوق حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح قیامت کے دن تنہائی میں اس پر تجلی ہوگی۔

پھر فرمایا کہ غزنی میں محمد مقری نام ایک درویش نہایت صالح اور صاحب نعمت مرد تھا۔ جس کو ساتوں قرائتیں یاد تھیں۔ اس کی کرامت یہ تھی کہ جو شخص ایک سورۃ اس سے پڑھ لیتا۔ اللہ تعالیٰ سارا قرآن شریف اسے نصیب کرتا۔ چنانچہ میں نے بھی اس سے ایک سورۃ پڑھی۔ جس کی برکت سے سارا قرآن شریف حفظ ہو گیا۔ اس کا ایک بھائی دمشق میں رہتا تھا۔ کوئی ایک شخص دمشق سے بغداد آیا تو اس نے اپنے بھائی کا حال پوچھا۔ اس نے کہا سلامت ہے حالانکہ وہ وفات پا چکا تھا۔ اس آنے والے نے دمشق کے حالات بیان کرنے شروع کیے کہ بارشیں بہت ہوئی ہیں جن سے کئی گھر برباد ہو گئے۔ ایک مرتبہ آگ بھی لگی جس سے بہت سے گھر برباد ہو گئے جب اس نے یہ حکایت ختم کی تو خواجہ محمد مقری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شاید میرا بھائی زندہ نہیں رہا۔ اس نے کہا ہاں! وہ اس سے پہلے ہی فوت ہو چکا ہے۔

سورۂ فاتحہ اور بعض دیگر سورتوں کی فضیلت و فوائد

پھر فرمایا کہ اے درویش! انسان کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کی زیارت اور امامان دین میں سے کسی کی زیارت کے لیے قرآن مجید کی تلاوت اور سورہ فاتحہ کے ختم میں مشغول ہونا چاہیے۔ تا کہ کلام اللہ اور ان کی روح کی برکت سے اس کے دینی اور دنیاوی کام بخوبی سرانجام ہوں اور اسے عزت اور مرتبہ حاصل ہو اور صاحب قرب اور اسرار تجلی ہو جائے۔ پس اے درویش! جو شخص سورۃ فاتحہ کو بیمار کی شفا یا کسی مہم کے لیے اکتالیس مرتبہ اعوذ اور تسمیہ اور رحیم کے میم کو الحمد کے لام کے ساتھ ملا کر پڑھے۔ فوراً صاحب درد کو شفا ہوگی۔ کیونکہ سورۃ فاتحہ کا ختم ہی اس کا اکتالیس مرتبہ پڑھنا ہے۔ اے درویش! تجھے واضح رہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ سورۃ فاتحہ تمام بیماریوں کی شفا ہے پھر فرمایا کہ سورۂ بقر کا ختم ہر روز ایک بار پڑھنا ہے جو شخص صبح کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان تین روز تک سورۃ بقر کسی نیت سے پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی نیت پوری کرے گا۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ قطب الدین بختیار اوشی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ سے کچھ حاجت تھی۔ اس سورۃ کا پڑھنا اختیار کیا۔ ابھی ایک روز بھی پورے طور پر پڑھنے نہ پائے تھے کہ حاجت پوری ہو گئی۔

پھر فرمایا کہ دینی اور دنیاوی حاجتوں کے لیے ہر روز دو مرتبہ سورہ آل عمران پڑھنی چاہیے۔

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

پھر فرمایا کہ اے بدرالدین درویش! جو کچھ میں بیان کر رہا ہوں سب تیری ترغیب کے لیے ہے تاکہ تجھے تیرے حال کی کمالیت حاصل ہو۔ جو ہم سے علاقہ رکھتے ہیں۔ اس واسطے کہ پیر مرید کو سنوارنے والا ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ جو شخص سورۃ النساء ہر روز سات مرتبہ پڑھے وہ دینی اور دنیاوی عذابوں سے بے کھٹکے ہو جائے گا۔ جو شخص سورۃ مائدہ ہر روز سات مرتبہ پڑھے۔ اس کے شہر میں بارش کی کبھی قلت نہ ہوگی۔ سورہ انعام کا ختم ستر مرتبہ پڑھنا چاہیے یا ایک روایت کے مطابق اکتالیس مرتبہ پس جو شخص برائے حاجت اس کا ختم کرے اس کی حاجت برآئے گی۔

پھر فرمایا کہ سورہ اعراف توبہ کے قبول ہونے کی خاطر اس طرح پڑھنی چاہیے کہ پہلے ستر مرتبہ استغفار پھر دو رکعت نماز اس طرح کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ ایک مرتبہ اور قل یا ایھا الکافرون سو مرتبہ اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ ایک مرتبہ اور اخلاص سو مرتبہ پڑھے اور قیدی کی رہائی کے لیے سورہ انفال چار مرتبہ پڑھا کرے۔ پس جو شخص ہر روز اس سورہ کو پڑھا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے دنیا کی قید اور قید خانے سے خلاصی عطا فرمائے گا۔ نیز آخرت میں بھی اسے محفوظ رکھے گا۔

بعد ازاں فرمایا کہ جہان میں عاقبت بخیر ہونے اور کاموں پر فتح مندی حاصل کرنے کے لیے سورہ توبہ چالیس مرتبہ پڑھنی چاہیے۔ پس جو شخص پڑھے گا وہ فتح مند ہوگا۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! سورہ ہود کا ختم دس مرتبہ پڑھنا چاہیے۔ یہ ختم کافروں پر مظفر و منصور ہونے کے لیے پڑھا جاتا ہے۔ سورہ ابراہیم دس مرتبہ بخشے جانے' عزیز ہونے' قرآن شریف پڑھنے اور حفظ کرنے کے وقت پڑھی جاتی ہے۔ جو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے حافظ قرآن بنائے گا۔

پھر فرمایا کہ رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص سورہ یوسف پڑھے۔ اسے ضرور بالضرور قرآن شریف حفظ ہو جائے گا۔ دشمنانِ دین کے خوف و ڈر سے بے کھٹکے ہونے کے لیے سات مرتبہ سورہ رعد پڑھا کرے۔ مرگی والے اور جنون والے کی صحت کے لیے سورہ حج ستر مرتبہ پڑھ کر دم کرے۔ تو فوراً صحت یاب ہوگا۔ جو شخص سورہ نحل ہر روز دس مرتبہ پڑھے۔ اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگے گا پائے گا۔ سورہ بنی اسرائیل کا ختم دس مرتبہ پڑھنا چاہیے۔ ہر ایک مہم کے لیے سورہ کہف ہر جمعہ کو چالیس مرتبہ پڑھنی چاہیے۔ سورہ مریم ہر روز بلاناغہ بیس مرتبہ فراخی نعمت اور فراخی کام کے لیے پڑھنی چاہیے۔ سورہ طٰہٰ جمعرات کو تین مرتبہ پڑھنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ بغیر زبان اور تالو کے اس سورہ کو پڑھتا ہے۔ جو یہ سورہ جمعرات کو پڑھے گویا وہ اللہ تعالیٰ سے باتیں کر رہا ہے۔

فرمایا کہ دشمنوں کی مقہوری کے لیے سورہ انبیاء ۷۲ مرتبہ پڑھنی چاہیے۔ دین و دنیا کی خلاصی کے لیے سورہ قد افلح المؤمنون سات مرتبہ پڑھنی چاہیے۔ قسم قسم کی بلاؤں کے دفعیہ کے لیے سورہ نور سات مرتبہ پڑھنی چاہیے۔

پھر فرمایا کہ سورہ فرقان کا ختم سات مرتبہ ہے اور سورہ والشمس کا ۷۲ مرتبہ یہ دشمنان دین کے دفعیہ کے لیے پڑھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکر کرنے کے لیے سورہ نمل کا ختم پڑھنا چاہیے اور سورہ قصص دس مرتبہ اگر پڑھی جائے تو اس قدر ثواب حاصل ہوتا ہے۔ جتنا کہ انبیاء کو ہوا سورہ عنکبوت دس مرتبہ وسوسہ شیطانی کے دفعیے کے لیے پڑھنی چاہیے۔ دفعیہ دشمن کی نیت سے الزوم اکیس مرتبہ پڑھنی چاہیے اور دین اور دنیاوی سعادت حاصل کرنے کے لیے ستر مرتبہ سورہ لقمان پڑھنی چاہیے۔ شہادت کا درجہ پانے کے لیے اکیس مرتبہ سورہ السجدہ پڑھنی چاہیے۔ مہمات کے سرانجام ہونے کے لیے ۷۲ مرتبہ سورہ الم نشرح پڑھنی چاہیے۔

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے اکتالیس مرتبہ سورہ السباء پڑھنی چاہیے۔ سورہ فاطر السمٰوٰت بلاؤں سے محفوظ رہنے کے لیے اور بزرگوں کو اس کا ثواب پہنچانے کے لیے ستر مرتبہ پڑھنی چاہیے۔ سورہ یٰسین کا ختم ہر ایک مہم کے لیے کافی ہے اور بے کھٹکے ہونے کے لیے اکیس مرتبہ سورہ والصافات پڑھنی چاہیے۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شیطان کے دفعیے کے لیے جمعرات کو پانچ مرتبہ سورہ تنزیل الکتاب پڑھنی چاہیے۔ طاعون کے دفعیے کے لیے دو مرتبہ سورہ سجدہ پڑھنی چاہیے۔ مصیبتوں کے دور کرنے کے لیے اور سعادت حاصل کرنے کے لیے سات مرتبہ سورہ حٰمٓ عٓسٓقٓ پڑھنی چاہیے۔ حفظ الایمان کے لیے اکیس مرتبہ سورہ زخرف پڑھنی چاہیے۔ سعادت حاصل کرنے کے لیے بہتر مرتبہ سورہ دخان پڑھنی چاہیے۔ اَسرار الٰہی کے ظہور کے لیے سورہ محمد اکتالیس مرتبہ پڑھنی چاہیے۔ جب شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ اس مقام پر پہنچے تو فرمایا کہ اے درویش! جو عقلمند ہے وہ قرآن شریف کی تلاوت سے غافل نہیں ہے۔ اس واسطے کہ کوئی فرمان ایسا نہیں جس میں تجلی کے اَسرار و اَنوار نہ ہوں۔ پس اے درویش! جس چیز میں نعمت ظاہر ہوتی ہے انسان کو کیوں اس سے اپنے تئیں محروم رکھنا چاہیے۔

بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش! باقی سورتوں کے ختموں کی نسبت انشاء اللہ تعالیٰ پھر کبھی ذکر کیا جائے گا۔ جب یہ بات ختم کی تو اٹھ کر اندر تشریف لے گئے اور میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ ۔

فصل ہفتم

فضیلت سورۂ اخلاص

جب قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا تو سورہ اخلاص وغیرہ کی فضیلت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ اس وقت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند مولانا ناصح الدین، جمال الدین انصاری، شمس دبیر اور چند اور صوفی حاضر خدمت تھے۔ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو شخص قرآن مجید کے ختم کا ثواب حاصل کرنا چاہے اسے چاہیے کہ ہر رات پچیس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ اے درویش! سورہ اخلاص میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت بیان ہوئی ہے۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اس کی صفت ہے۔ پس جو شخص درست اعتقاد سے پڑھے گویا اللہ تعالیٰ کی تمام صفات بیان کر دیں۔ اگرچہ وہ بے صفت ہے اور اس کی کوئی صفت نہیں ہو سکتی پھر فرمایا کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ یاروں کو فرمایا کہ جب تک حسب ذیل پانچ کام رات کو نہ کر لو نہ سوؤ۔ اول جب تک قرآن شریف ختم نہ کرو نہ سوؤ، دوسرے غزا (جہاد) نہ کرو، تیسرے جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش نہ کرو۔ چوتھے جب تک حج نہ کرو۔ پانچویں جب تک اللہ کو خوش نہ کرو۔ یار حیران رہ گئے کہ یہ پانچوں کام ایک رات میں کس طرح ہو سکتے ہیں۔ پس فرمایا جو شخص رات کو قرآن شریف ختم نہ کر سکے وہ پچیس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے تو گویا اس نے قرآن شریف ختم کیا اسی طرح اگر کوئی شخص رات کو غزا (جہاد) کرنا چاہے تو دس مرتبہ کلمہ سبحان اللہ کہے اور

SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

جو رسول اللہ ﷺ کو خوش کرنا چاہے وہ سو مرتبہ درود پڑھے اور جو حج کرنا چاہے وہ سو مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَکِیْمُ الْکَرِیْمُ پڑھے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا چاہے وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بکثرت پڑھے۔

سورۂ اخلاص کے دم کی برکت

پھر فرمایا کہ اے درویش! ایک روز میں ایک بیمار کے پاس گیا اور اس پر سورہ اخلاص پڑھ کر دم کی تو فوراً صحت یاب ہو گیا۔

بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش! ایک مرتبہ میں اور خواجہ قطب الدین بختیار ؒ مسافر تھے۔ اوپر کے علاقے میں ہم دونوں دریا کے سوتے (دریا کا پانی جو الگ ہو کر بہتا ہے) کے کنارے پہنچے۔ تو وہاں پر پار ہونے کے لیے کشتی موجود نہ تھی اور وہ نہایت خوف ناک تھا۔ شیخ الاسلام ؒ نے مسکرا کر فرمایا۔ اے فرید! اب تو آ گئے ہیں یہاں سے عبور کرنا چاہیے۔ میں نے عرض کی زہے سعادت لیکن دل میں خیال آیا کہ بغیر کشتی پار کس طرح ہوں گے؟ ابھی میرے دل میں یہ خیال پورے طور پر گزرنے نہ پایا تھا کہ خواجہ قطب الدین راستہ میں کھڑے ہو گئے اور پھر پار ہو گئے پار پہنچ کر میں نے حال پوچھا تو فرمایا کہ جب ہم دریا کے کنارے پہنچے تھے تو تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر پانی پر دم کی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پانی پھٹ گیا اور راستہ مل گیا اور ہم پار ہو گئے۔

سورۂ اخلاص ثلثِ قرآن ہے

پھر فرمایا کہ اے درویش! رسول خدا ﷺ نے سورہ اخلاص کو قرآن شریف کا ثلث (تیسرا حصہ) فرمایا ہے۔

پھر فرمایا کہ اس سورہ کا ختم تین مرتبہ پڑھنا ہے۔ قرآن شریف ختم کرنے کے بعد سورہ اخلاص جو تین مرتبہ پڑھی جاتی ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ اگر قرآن شریف ختم کرتے وقت کہیں کمی رہ گئی تو وہ پوری ہو جائے۔ پھر فرمایا کہ قرآن شریف ختم کرنے کے بعد چند آیتیں سورہ بقر کی پڑھی جاتی ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ سب سے اچھا آدمی کون ہے؟ تو فرمایا کہ "الحال المرتحل" حال اسی شخص کو کہتے ہیں جو آیا ہو اور مرتحل اسے جو منزل سے روانہ ہو۔ یہ اس بات کی طرف سے ہے کہ جب قرآن شریف ختم کرتا ہے تو گویا منزل پر پہنچ جاتا ہے اور جب ساتھ ہی چند آیتیں سورہ بقر کی پڑھتا ہے تو گویا پھر نئی منزل شروع کرتا ہے۔ پس سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو قرآن شریف ختم کرتے ہی پھر شروع کر دے۔ اس کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے "الحال المرتحل" فرمایا۔

خواجہ تمیم انصاری کی رہائی

پھر فرمایا کہ اے درویش! میں نے ایک مرتبہ اپنے استاد مولانا بہاؤ الدین بخاری ؒ کی زبان مبارک سے سنا تھا کہ ایک دفعہ خواجہ تمیم انصاری ؒ کو حبشیوں نے گرفتار کر لیا۔ جن کے سردار نے آپ کو ہلاک کرنا چاہا۔ اس واسطے اس نے آپ کو سات سال تک قید میں رکھا جس روز قتل کا وعدہ تھا اس رات خواجہ صاحب نے اپنے پیر خواجہ ابو سعید ابوالخیر ؒ کو خواب میں دیکھا جو فرماتے ہیں۔ کہ کل جب حبشیوں کے سردار کے پاس جاؤ گے تو تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر اس پر دم کرنا۔ خواجہ صاحب اس خواب کی ہیبت سے جاگ اٹھے۔ جب سردار کے روبرو لائے گئے تو تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر سردار کی طرف پھونکی۔ سردار آپ کو دیکھتے ہی قدموں پر گر پڑا کہ پہلے مجھے خلاصی عنایت فرماویں۔ پھر میں آپ کو رہا کروں گا وجہ پوچھی تو اس نے کہا آپ

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

کے دونوں پہلوؤں میں دو اژدہا کھڑے ہیں۔ جو مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے تیری جان بخشی۔ خواجہ صاحب کو رہائی نصیب ہوئی۔ وہ دونوں اژدہا خواجہ صاحب کے پہلوؤں میں گم ہو گئے۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! ایک مرتبہ شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ اور میں ایک ہی جگہ تھے۔ مولانا علاؤالدین صوفی پاس سے گزرے شیخ صاحب کی نظر آپ پر پڑی تو بلایا اور اپنے کپڑے عنایت کر کے پانچ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر دم کی۔ اللہ تعالیٰ نے جس کی برکت سے مولانا علاؤالدین کو بہت سی نعمت عطا فرمائی۔ یہ سب کچھ شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے تھی۔

خواجہ حسن بصری کی پاسبانی

پھر فرمایا کہ اے درویش! ایک روز خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حجاج بن یوسف کے ہاتھ سے بھاگ نکلے۔ آپ آگے آگے تھے اور اس کے آدمی تعاقب میں تھے جب خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ کے قریب پہنچے تو پوچھا کہ آپ کی کیا حالت ہے فرمایا۔ حجاج بن یوسف کے آدمی میرا پیچھا کر رہے ہیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا اندر آ جاؤ۔ جونہی آپ اندر آئے خواجہ صاحب یادِالٰہی میں مشغول ہو گئے حجاج کے آدمیوں نے خواجہ حبیب سے پوچھا کہ حسن کہاں ہے؟ کہا یہ دیکھو! نماز ادا کر رہا ہے، جب اندر گئے تو قدرت الٰہی سے خواجہ حسن کو نہ دیکھ سکے۔ پھر خواجہ حبیب کے پاس آئے اور کہا کہ برحق ہے کہ تم کو حجاج بن یوسف مارتا ہے۔ ایسے ہی جھوٹ بولا کرتے ہو۔

الغرض جب وہ چلے گئے تو خواجہ حبیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے خواجہ! اگر میں سچ نہ کہتا تو آپ گرفتار ہو جاتے۔ خواجہ حسن بصری نے کہا کہ آپ تو مجھے گرفتار کروانے لگے تھے۔ آپ نے تو دکھا ہی دیا تھا۔ خواجہ حبیب نے کہا اگر میں سچ نہ کہتا تو آپ بھی گرفتار ہوتے اور میں بھی۔

بعد ازاں خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ جب میں اندر گیا تو کیا آپ نے کچھ پڑھا تھا؟ فرمایا دس مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ کر تیری طرف پھونکی تھی وہی تیرے اور ان کے مابین حائل ہو گئی۔

بعد ازاں شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے آب دیدہ ہو کر فرمایا کہ ایک مرتبہ میں خلوت میں یادِالٰہی میں مشغول تھا۔ جب میں سورہ اخلاص پر پہنچا تو مجھ پر عالم تجلّی سے اسرار اور انوار نازل ہوئے۔ چنانچہ ان انوار سے عشق و محبت کے صحرا میں جا پڑا۔ جب وہاں سے نکلا تو اللہ تعالیٰ کے عشق و محبت کے دریا میں غرق ہوا۔ اسی طرح سات دن رات یہی حالت رہی۔ پھر عالم صحو میں آیا۔

سورۂ اخلاص اور فتح خیبر

نیز اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہ ایک روز امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ خیبر کی لڑائی میں عاجز رہ گئے۔ بہتیرا فتح کرنا چاہا۔ لیکن نہ کر سکے۔ آخر عاجز ہو کر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عریضہ لکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب لکھا کہ شاید آپ سورہ اخلاص کو بھول گئے ہیں۔ اس جواب کے پہنچتے ہی آنجناب رضی اللہ عنہ نے سورہ اخلاص پڑھنی شروع کی۔ ایک روز پڑھی تو دوسرے روز ہی خیبر کا قلعہ فتح ہو گیا اور دروازہ اس کا جڑ سے اکھاڑ کر چالیس قدم دور پھینک دیا۔ جب شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ یہ بات سنا چکے تو نماز کی اذان ہوئی آپ اٹھ کر اندر چلے گئے میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

فصل ہشتم

خرقہ وفقر کی حقیقت

جب قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا تو چند صوفیائے کرام حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ گودڑی اور صوف انبیاء کا لباس ہے پس اے درویش! یہ لباس اس شخص کے لیے جائز ہے جس کا ظاہر و باطن بری صفات سے خالی ہو۔ اس لیے کہ صوفی وہ شخص ہے جس میں دنیاوی یا بشری کسی قسم کی آلائش یا کدورت نہ ہو۔

خرقہ پہننا سنتِ انبیاء ہے

پھر فرمایا کہ اے درویش! پیغمبر خدا ﷺ سے روایت کی گئی ہے کہ گودڑی اور صوف کا پہننا انبیاء کی سنت ہے۔ جس وقت انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمہم اللہ میں سے کسی کو کوئی ضرورت یا حالت پیش آتی تو فوراً گودڑی کندھوں پر ڈال صوف کو سامنے رکھ بارگاہ الٰہی میں مناجات کرتے اور گودڑی‘ صوف کو شفیع بناتے۔ تو حق تعالیٰ فوراً اس مہم کو سرانجام کرتا۔

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہ اے درویش! یہ خوب نقل ہے کہ خرقہ پہننا انبیاء علیہم السلام اور ان کے تابعین کی سنت ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ بغداد میں مسجد کیف کے اندر خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اور صوفی جمع ہوئے۔ خرقے کے بارے میں سوال کیا گیا کہ اس کی اصل کہاں سے ہے۔ کس نے پہلے شروع کیا سب سوچنے لگے جب کوئی جواب نہ دے سکا تو حضرت خواجہ عبداللہ سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بعض مشائخ کی روایت کے مطابق خرقہ کی ابتداء ابراہیم خلیل اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! جس روز حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ڈھینگلی (منجنیق) میں رکھا گیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بہشتی خرقہ لا کر پہنایا۔ بعد ازاں وہی خرقہ علی الترتیب حضرت اسحٰق‘ حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہ السلام کو پہنایا گیا۔ لیکن بعض یوں روایت کرتے ہیں کہ جب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے آپ کو کنویں میں ڈالا تو جبرائیل علیہ السلام نے تعویذ لا کر آپ کے گلے میں ڈالا۔ مگر محقق کہتے ہیں کہ وہ خرقہ تھا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا۔ پس جو شخص بے خرقہ‘ بے مقراض‘ بے صحبت اور بے ارادت خود کو مرید بناتا ہے وہ گمراہ ہوتا ہے۔ نہ کہ مرید۔

پھر فرمایا کہ جو خرقے اور مقراض کا منکر ہے وہ مشائخ طبقات کے نزدیک زندیق ہے نہ کہ صدیق۔ اے درویش! ہمارے خواجگان کے نزدیک خرقہ کی اصل اللہ تعالیٰ سے ہے اور وہ اس طرح کہ جب معراج کی رات آنحضرت ﷺ کو خرقہ عطا ہوا تو ساتھ ہی فرمان ہوا کہ اپنے اصحاب میں سے اس کو یہ خرقہ عطا کرنا اور خلیفہ بنانا جو اس کا جواب یہ دے وہ سوال مع جواب آنحضرت ﷺ کو بتا دیا۔ آپ نے صحابہ کرام سے سوال کیا لیکن تین تو جواب نہ دے سکے۔ آخر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جواب میں عرض کی کہ اگر مجھے خرقہ عطا ہو تو میں لوگوں کی عیب پوشی کروں گا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے وہ خرقہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عطا فرمایا اور آپ سے پھر اس خرقے کا رواج ہوا۔

WORLD FOR HUMANITY SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

بعدازاں فرمایا کہ اے درویش! ایک دفعہ میں بغداد میں بطور مسافر وارد تھا اور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر تھا۔ اور دوسرے بزرگ مثلاً شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ شیخ بہاؤالدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ' شیخ اوحدالدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ بہاؤالدین سیوستانی رحمۃ اللہ علیہ حاضر خدمت تھے۔ خرقے پہننے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی اتنے میں شیخ بہاؤالدین کے فرزند نے آکر خرقہ کے لیے التماس کی۔ شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آج معاف رکھو کل آنا اور خرقہ آپ کو دیا جائے گا۔

مستحقِ خرقہ کون......؟

الغرض! اسی رات شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ دو آدمیوں کو فرشتے گلے میں آگ کی زنجیریں ڈالے اوپر کی طرف لے جا رہے ہیں آپ نے فرشتوں کا دامن پکڑ کر پوچھا کہ یہ کون ہے؟ کہا یہ پیر ہے اور وہ مرید۔ اس پیر نے اس مرید کو خرقہ دیا تھا۔ جس نے خرقے کا حق ادا نہیں کیا بلکہ دنیا کے اندر گلی کوچوں اور بازاروں میں پھرتا تھا اور بادشاہوں اور امراء کی صحبت میں جایا کرتا تھا۔ ہمیں حکم ہوا کہ اس تاریک ضمیر پیر اور اس گمراہ مرید کو آگ کی زنجیروں میں جکڑ لو اور دوزخ میں لے جاؤ جونہی یہ خواب شیخ صاحب کے فرزند نے دیکھا تو فوراً بیدار ہوئے اور شیخ صاحب کے پاس آئے شیخ صاحب نے مسکرا کر فرمایا کہ خرقہ پوشوں کا حال دیکھ لیا ہے۔ پس اے فرزند! خرقہ وہ شخص پہنتا ہے جو دونوں جہان سے قطع تعلق کرے اور اپنے پیروں اور مشائخ کے طریقہ پر کاربند ہو۔ تو ابھی ستر پردوں میں ہے۔ خرقہ پہننے کا وقت ابھی تیرے لیے نہیں آیا۔ واپس چلا جا ورنہ تیری بھی وہی حالت ہوگی۔ جو خواب میں اس پیر اور مرید کی دیکھ چکا ہے۔ پھر فرمایا کہ اے درویش! جب تک انسان اپنے تئیں دنیاوی غل اور آلائش سے صاف نہ کرے۔ اسے خرقہ نہیں پہننا چاہیے اور نہ ہی پیر کو چاہیے کہ بغیر صاف کئے اسے خرقہ دے کیونکہ خرقہ انبیاءؑ اولیاء کا لباس ہے۔ اس واسطے کہ جو شخص دنیاوی آلائشوں سے ملوث ہوگا وہ خرقے کی حق ادائی نہیں کر سکے گا اور جب حق ادائی نہ کر سکے گا تو ضروری ہے کہ گمراہی میں پڑے گا اور پیر مع مرید گمراہ ہوگا۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! خرقہ پہن لینا تو آسان اور سہل ہے لیکن اس کی حق ادائی مشکل کام ہے اگر صرف خرقہ پہن لینے ہی سے لوگوں کو نجات حاصل ہوتی۔ تو سارے خرقہ پہن لیتے۔ لیکن اسے پہن کر کام کرنا پڑتا ہے۔ اگر تو خرقہ پہن کر متقدمین کی حق ادائی کرے گا۔ تو فبہا ورنہ گمراہی میں پڑے گا جس سے پھر تو نکل نہیں سکے گا۔

پھر فرمایا کہ اگر دنیا میں خرقہ پہنا اور خرقہ پوشوں کے سے اعمال کیے۔ تو بہتر ورنہ یہی خرقہ قیامت کے دن مدعی بن کر پوچھے گا کہ تو نے مجھے پہنا تو سہی۔ لیکن میری حق ادائی کیوں نہ کی۔ اس وقت فرشتوں کو حکم ہوگا کہ تیرے گلے میں آگ کا خرقہ پہنائیں اور دوزخ میں لے جائیں۔

پھر فرمایا کہ تو اگر خرقہ پہننا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی خاطر پہن نہ کہ خلقت کے دکھانے کے لیے تاکہ وہ تیری عزت کریں اگر تو ایسا کرے گا تو قیامت کے دن بے بس اور مجبور ہو جائے گا اور گرفتار کیا جائے گا۔

پھر فرمایا کہ اس راہ میں پیر میں ذاتی قوت ہونی چاہیے تاکہ اگر کوئی مرید ہونے کی خاطر حاضر خدمت ہو تو نور معرفت سے اس کے قلوب ثلاثہ کو دیکھے اور دنیاوی غل وغش (کدورت' کینہ' کھوٹا پن) سے صاف کر کے کچھ مدت اپنے پاس رکھ کر مجاہدہ کا

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

حکم کرے بعد ازاں جب اس میں حرص و ہوا کی کوئی کدورت باقی نہ رہ جائے تو پھر اگر خرقہ دے تو جائز ہے لیکن اگر پیر میں اس قسم کی قوت نہ ہو اور کسی کو خرقہ اور کلاہ دے دے تو خود بھی گمراہی میں پڑے گا اور اسے بھی گمراہی میں ڈالے گا۔

بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش! خرقہ اور کلاہ اس کو دینا جائز ہے جس نے اپنے تئیں مجاہدے اور محبت اولیاء میں پاک کر لیا ہو۔

پھر فرمایا کہ جب میرے بھائی مولانا بہاؤالدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنا کام عشق اور محبت میں تکمیل کو پہنچا لیا تو شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں آئے تین روز رہے۔ چوتھے روز آپ کو خرقہ، عصا، نعلین اور مصلا عنایت کر کے فرمایا کہ جاؤ! ملتان کی ولایت آپ کو دی تمام حاضرین کو غیرت آئی اور کہنے لگے کہ ہندوستانی کو تین دن میں ولایت دے دی اور ہم اتنے سالوں سے بے فائدہ خدمت کرتے رہے ہیں جب یہ بات شیخ شہاب الدین نور اللہ مرقدہ نے سنی تو فرمایا کہ درویش واقعی ایسے ہیں۔ لیکن بہاؤالدین پہلے اپنا کام کر کے آیا تھا اور خشک لکڑی لایا تھا۔ اس لیے جب وہ آیا تو دو تین روز میں ایک ہی پھونک سے ان میں آگ لگ گئی مگر تم تمام گیلی لکڑیاں لائے تھے تمہارے لیے بہت عرصہ درکار ہے کہ پھونک اثر کر سکے۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! خرقہ وہ شخص پہنے جو آنکھ کو اندھی بنا لے تا کہ کسی مخلوق کا کوئی عیب نہ دیکھے بعد ازاں فرمایا کہ ایک مرتبہ قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ نے حوض شمسی پر مجمع میں شیخ شاہی موئی تاب کو خرقہ دیا اور فوراً شیخ محمود موزہ دوز کی طرف دیکھا کہ آج میں نے شاہی موئی تاب کو خرقہ دیا ہے آپ اس بات کو پسند کرتے ہیں یا نہیں۔ شیخ محمود موزہ دوز نے کہلا بھیجا کہ جس کو آپ پسند کرتے ہیں اسے ہم بھی پسند کرتے ہیں۔ اس واسطے کہ جس کو آپ خرقہ دیتے ہیں وہ ضرور خرقہ کے لائق ہوگا۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ میں شام کے علاقے میں بطور مسافر وارد تھا جب شہر شام میں پہنچا تو وہاں ایک بزرگ کی کٹیا میں آ کر اسے سلام کیا جو بہت بزرگ اور از حد یادِ الٰہی میں مشغول تھا۔ اس نے سلام کا جواب دیا اور کہا بیٹھ جا۔ اتنے میں اس کے چند مرید خرقہ پوش آ گئے اور آداب بجا لائے۔ پھر ایک اور درویش آ کر بیٹھ گیا۔ پھر اس بزرگ نے فرمایا کہ میں اس بزرگ کو خرقہ دینا چاہتا ہوں۔ کیا تم راضی ہو؟ سب نے آداب بجا لا کر عرض کی۔ کہ جو آپ کے پسند ہے وہ ہمارے بھی پسند ہے۔ پھر وہ درویش اپنے اپنے احوال کی نسبت گفتگو کرنے لگے۔ اتنے میں اس درویش نے (جسے خرقہ عطا ہونے والا تھا) بن پوچھے یاروں کے مخالفت کی کچھ بات کی۔ آپ اٹھ کر نماز میں مشغول ہوئے۔ نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ اس درویش کو واپس بھیج دو کیونکہ یہ خرقے کے لائق نہیں بلکہ یہ مخالف اور جھوٹا ہے۔ ایسے شخص کو خرقہ نہیں دینا چاہیے۔

شرف خرقہ صاحب خرقہ سے ہے

پھر شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صرف خرقہ قابل اعتبار نہیں۔ اگر محض خرقہ ہی قابل اعتبار ہوتا تو تمام جہان خرقہ پوش ہوتا۔ بلکہ خرقہ پوش ہونے کی وجہ سے قابل اعتبار ہوتا ہے۔

پھر فرمایا کہ جب معراج کی رات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خرقہ پہنا تو فرمان الٰہی ہوا۔ کہ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم! یہ نہ سمجھنا کہ تجھے اس خرقہ کے سبب شرف حاصل ہے۔ اور یہ کہ تیری عظمت و شرف کے لیے یہ خرقہ تجھے عطا ہوا ہے۔ بلکہ اس لیے دیا گیا

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

ہے کہ خرقہ تیری وجہ سے معتبر ہو جائے۔ پس اے درویش! جو شخص خرقہ پہن کر خرقے کا حق ادا نہ کرے نہ وہ شخص قابل اعتبار ہے اور نہ وہ خرقہ۔

پھر فرمایا کہ خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر خرقے کا اعتبار ہوتا تو آگ اور لوہے کا بنایا جاتا لیکن ہر روز ہمارے سر میں یہی ندا آتی ہے کہ خرقے کا کوئی اعتبار نہیں۔ قیامت کے دن کئی ایسے خرقہ پوش بھی ہوں گے جن کے گلے میں آگ کے خرقے پڑے ہوں گے اور جو شخص خرقے کا کام کریں گے۔ (حق ادا کریں گے) انہیں بہشت میں بھیجا جائے گا۔

بعد ازاں فرمایا کہ ایک روز خواجہ داؤد طائی بیٹھے تھے کہ ایک قباپوش آپ کی زیارت کو آیا اور آداب بجالا کر آپ کی زیارت کو بیٹھ گیا۔ آپ بار بار دیکھتے اور مسکراتے۔ آخر حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ جو بات خرقہ پوشوں میں ہونی چاہیے وہ اس خرقہ پوش میں پاتا ہوں۔

بعد ازاں شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے آب دیدہ ہو کر فرمایا کہ جس وقت خرقہ پوشوں کا گروہ عالم سماع میں خرقہ پھاڑتا ہے اور آشنائی کے سمندر میں شناوری کرتا ہے تو دوست کے اشتیاق میں ایسا مستغرق ہوتا ہے کہ عالم حیات کا ذرہ بھر اس میں نہیں رہتا اور محبت کی کٹھالی میں اس طرح گلتا ہے کہ اس کا نام و نشان تک باقی نہیں رہتا پس اس وقت رشک اور غیرت کے سبب خرقہ پوش یکتائی کے سبب اپنی دوتائی کو پھاڑتا ہے خرقہ پوشوں کا یہ اثر ایک ایسی حالت ہے جو دوست کے عشق میں مستغرق ہوتے ہیں ان میں اثر کرتی ہے اور ہوش سے بے ہوش نہیں ہو جاتے۔ پھر شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے آب دیدہ ہو کر یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا۔

خرقہ پوشان محبت را دو تائی چاک زد تا من اندر کوئے وصلت لاف یکتائی زدم

مذہبِ سلوک میں درویش کون......؟

بعد ازاں فرمایا کہ ایک درویش زمین پر پڑا کہہ رہا تھا کہ درویشی اس بات کا نام ہے کہ جو کچھ اسے دن کو ملے رات کو ایک پیسہ بھی نہ بچائے۔ اگر رات کو ملے تو دن کے لیے کچھ نہ رکھے سب کا سب راہ خدا میں صرف کر دے۔ درویشی اس بات کا نام نہیں کہ لنگوٹا باندھے یا چمڑا پہنے اور ایک لقمہ کی خاطر در بدر مارا مارا پھرے اور اپنے جیسوں کے آگے ہاتھ پھیلاتا پھرے۔ بلکہ درویشی اس بات کا نام ہے کہ سر سجدے سے نہ اٹھایا جائے اور کپڑے نہایت عمدہ (پاکیزہ) پہنے جائیں اور جو کچھ ملے اس کا نہایت لذیذ کھانا پکا کر درویشوں کو کھلایا جائے اور بچا کر کچھ نہ رکھے بلکہ جو کچھ ملے سب راہ خدا میں صرف کر دے ایک مرتبہ خواجہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ درویشی کیا ہے؟ فرمایا کہ اٹھارہ ہزار عالم میں جو سونا چاندی ہے اگر اسے ملے تو سب راہ دوست میں صرف کر دے۔

پھر فرمایا کہ درویشی کے ستر ہزار مقام ہیں جب تک درویش ان مقامات کو طے نہیں کر لیتا اسے درویش نہیں کہا جا سکتا۔ اس واسطے کہ ان مقامات میں ستر ہزار عالم ہیں جب تک درویش ان تمام عوالم سے واقف نہیں ہوتا۔ ان مقامات کو طے نہیں کر لیتا اسے درویش نہیں کہہ سکتے۔ بعض صرف شکم پرستی کے لیے درویشی کرتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ درویشی کا ہر ایک مقام خوف اور امید سے خالی نہیں ہوتا۔ ہر ایک مقام پر جو مصیبت نازل ہوتی ہے وہ اس کی

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

آزمائش کے واسطے ہوتی ہے۔ اگر وہاں سے ذرہ بھر تجاوز کر جائے تو پھر اسے مرتبہ حاصل نہیں ہوتا۔ لیکن جو شخص مصیبتوں میں صابر اور خوش اٹھارہ ہزار عالم سے گزر جائے تو اس کا کام دوبالا ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص کو سلوک کے مذہب میں درویش کہتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ ستر ہزار مقامات جو درویش کو طے کرنے پڑتے ہیں ان میں سے پہلے ہی مقام پر یہ کیفیت طاری ہوتی ہے تو ہر روز پانچوں وقت کی نماز عرش کے گرد کھڑا ہو کر ساکنان عرش کے ہمراہ ادا کرتا ہے۔ جب وہاں سے آتا ہے تو ہر وقت اپنے آپ کو خانہ کعبہ میں دیکھتا ہے اور جب وہاں سے آتا ہے تو تمام جہان کو اپنی دو انگلیوں کے مابین دیکھتا ہے۔ پس اے درویش! یہ درویش کی ابتدائی حالت ہے جب وہ ستر ہزار مقام طے کر لیتا ہے تو پھر اس کی کیفیت عقل و فہم میں نہیں آسکتی اس میں غیر کی گنجائش نہیں اور یہ ایک بھید مولیٰ اور بندے کے درمیان ہے۔ جس کو کھول کر کوئی نہیں بیان کر سکتا۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے پھر شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے نعرہ مار کر یہ مثنوی زبان مبارک سے فرمائی۔

مثنوی

چوں درویش را کار بالا کشید — بہ یک لحظہ سر در ثریا کشید

چناں غرق گردد بدریائے عشق — کہ یک دم سراز عشق بالا کشید

درویشی کا مرتبہ

بعد ازاں فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں سے عالم شوق و اشتیاق میں خون جاری ہوا، جب اس حالت سے افاقہ ہوا، تو فرمایا کہ دوست تجھ پر رہتا ہے عرش کو للکارا کہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۔ یعنی اے عرش! کہتے ہیں کہ دوست تجھ پر رہتا ہے عرش نے کہا اے بایزید (رحمۃ اللہ علیہ) اس بات کا کونسا موقعہ ہے؟ مجھے بھی کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ تیرے دل میں رہتا ہے۔ اے بایزید (رحمۃ اللہ علیہ) بہتیرے آسمان کے رہنے والے ایسے ہیں جو اہل زمین سے حق تعالیٰ کا پتہ پوچھتے ہیں اور بہت سے اہل زمین ایسے ہیں جو اہل آسمان سے حق تعالیٰ کا پتہ پوچھتے ہیں۔

بعد ازاں فرمایا کہ اس بات سے اصلی مقصود یہ ہے کہ تجھے درویشی کا مرتبہ معلوم ہو جائے۔ یعنی درویش ایسے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے کہ ایک ہی قدم میں عرش کے تلے اور اوپر پہنچ جاتا ہے۔

علماء اور فقراء کی نماز کا فرق

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ میرے بھائی جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ' نجم الدین سنامی' قاضی بداؤں کے گھر کے پاس سے گزرے اور پوچھا کہ قاضی صاحب کیا کر رہے ہیں؟ نوکروں نے کہا کہ اس وقت نماز ادا کر رہے ہیں۔ فرمایا کیا قاضی صاحب کو نماز ادا کرنی آتی ہے؟ جب یہ بات قاضی صاحب نے سنی تو فوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یہ کیا بات آپ نے فرمائی۔ فرمایا بے شک ٹھیک کہا اس واسطے کہ علماء کی نماز اور فقراء کی اور۔ قاضی صاحب نے پوچھا وہ کس طرح؟ فرمایا علماء قبلہ کو دیکھتے ہیں یا اگر نہیں دیکھتے تو دلی اطمینان کر کے قبلہ کے رخ نماز ادا کرتے ہیں' لیکن فقراء جب تک عرش کو نہیں دیکھتے اور وہاں نہیں پہنچ لیتے نماز ادا نہیں کرتے۔

WORK FOR HUMANITY SYED AJMER SHARIF

www.syedajmersharif.com

الغرض! قاضی گھر آیا خواب میں دیکھا کہ واقعی شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ عرش کے اوپر مصلی بچھائے نماز میں مشغول ہیں۔ یہ دیکھ کر بیدار ہوا اور شیخ صاحب کی خدمت میں آ کر معافی مانگی۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ اے نجم الدین! یہ جو عرش پر نماز ادا کرتے دیکھا ہے یہ درویشی کا ادنیٰ درجہ ہے اس سے بڑھ کر اور بھی مدارج ہیں جو اگر تو دیکھ لے تو زندہ نہ رہے۔ اور نور کی زیادتی کے سبب ہلاک ہو جائے۔

حضرت خضر علیہ السلام کا گناہ......؟

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہ ایک مرتبہ میں بغداد کی طرف بطور مسافر وارد ہوا۔ دریائے دجلہ کے کنارے پہنچ کر ایک بزرگ کو دیکھا کہ پانی پر مصلی بچھائے نماز ادا کر رہا ہے۔ جب نماز سے فارغ ہوا تو سر سجدے میں رکھ کر جناب الٰہی میں عرض کی کہ پروردگار! خضر علیہ السلام نے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔ اسے توبہ عنایت کر۔ اتنے میں خضر علیہ السلام بھی تشریف آور ہوئے۔ اور پوچھا کہ میں کون سے گناہ کا ارتکاب کرتا ہوں۔ تاکہ میں اس سے توبہ کروں۔ اس بزرگ نے کہا کہ آپ نے جنگل میں ایک درخت لگایا ہے۔ جس کے سائے تلے آپ آرام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا کے لیے یہ کام کیا ہے۔ خضر علیہ السلام نے توبہ کی۔ پھر اس بزرگ نے کہا کہ ترک دنیا کے بارے میں اس طرح ہو جس طرح میں ہوں۔ پوچھا کس طرح؟ کہا اگر مجھے ساری دنیا بھی دیں اور کہیں کہ اس کا حساب تجھ سے نہیں لیا جائے گا اور نیز یہ کہ اگر تو نہ لے گا تو تجھے دوزخ میں بھیجا جائے گا تو میں ہرگز قبول نہ کروں۔ بجائے دنیا کے دوزخ میں جانا قبول کروں۔ پوچھا کیوں؟ کہا اس واسطے کہ دنیا پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ دشمن جانتا ہے۔ میں اس کی بجائے دوزخ قبول کرنے کو بہتر جانتا ہوں۔ پھر شیخ الاسلام نے فرمایا کہ میں نے نزدیک ہو کر سلام کیا سلام کا جواب دے کر فرمایا کہ آجاؤ! میرے دل میں خیال آیا کہ پانی سے کس طرح گزروں؟ یہ خیال آتے ہی رستہ ہو گیا اور میں اس بزرگوار کے پاس جا پہنچا۔ تھوڑی دیر بعد میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے فرید! آج چالیس سال سے میں زمین پر پہلو کے بل نہیں لیٹا اور جب تک کوئی مسافر نہیں آتا میں اپنا کھانا نہیں کھاتا۔ اور جب تک اس میں سے کسی کو حصہ نہ دے لوں مجھے چین نہیں پڑتا۔ اس واسطے کہ درویشی اس کا نام ہے کہ اپنے حصے میں سے دوسروں کو بھی دے۔ اتنے میں دو پیالے آش (شوربا) اور چار چپاتیاں عالم غیب سے نمودار ہوئیں۔ ایک پیالہ میرے سامنے رکھا اور ایک اپنے۔ ہم دونوں نے کھانا کھایا جب رات ہوئی تو عشاء کی نماز ادا کر کے نفلی نماز شروع کی میں بھی ہمراہ کھڑا ہوا۔ دو رکعت میں چار مرتبہ قرآن شریف ختم کیا۔ سلام کے بعد سر سجدے میں رکھ کر زار زار رو کر جناب الٰہی میں عرض کی کہ اے پروردگار میں نے ایسی عبادت نہیں کی۔ جو تیری درگاہ کے لائق ہو۔ تاکہ میں بھی جانوں کے میں نے کچھ کام کیا ہے۔ بعد ازاں جب صبح کی نماز ادا کی تو مجھے رخصت کیا میں نے اپنے تئیں دریا کے کنارے پر کھڑا پایا۔ اور وہ بزرگ نظر سے اوجھل ہو گیا۔ مجھے معلوم نہ ہوا کہ کہاں گیا۔

پھر شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے درویش! درویشی وہی تھی جو انہیں حاصل تھی کہ دنیا سے سوائے ٹوٹے گھڑے کے اور کچھ ان کے پاس نہ تھا جب رات ہوتی تو وہ پانی بھی گرا دیتے اور دن رات محابہ اور تجرید (تنہائی۔ خلوت) میں رہتے۔

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

پھر فرمایا کہ اے درویش! ایک درویش نہایت بزرگ اور ملک و مال والا تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ اگر قیامت کے دن مجھ سے پوچھا جائے گا کہ دنیا میں کیسے بسر کی؟ تو کہوں گا کہ تجرید سے۔

پھر فرمایا کہ پچھلے زمانے میں ایک بزرگ بیس سال عالم تحیر میں مشغول رہا۔ سال بھر کچھ نہ کھاتا پیتا۔ جب سال کے بعد ہوش میں آتا تو جماعت خانے میں طاق کے اندر ایک کھجور پڑی ہوتی تھی اسے اٹھا کر چوس لیتا اور پھر اسے وہیں رکھ دیتا۔ اسی طرح پچاس سال اسی ایک کھجور پر گزارہ کیا۔ جو پوری ختم نہ ہوئی تھی کہ اتنے میں اس بزرگ کا خاتمہ بالخیر ہوگیا۔

ظاہر و باطن کی پلیدی

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ بایزید بسطامی قدس اللہ سرالعزیز کا دامن محلے سے گزرتے وقت ایک کتے سے چھوگیا۔ خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے دامن لپیٹا تو کتے نے زبان حال سے کہا۔ اے خواجہ (رحمۃ اللہ علیہ)! مجھ سے دامن کیوں سمیٹ لیا؟ میرے اور تیرے درمیان تین پانی سے صلح ہوسکتی ہے اور مجھ میں ظاہر پلیدی ہے۔ اگر تیرا دامن مجھ سے چھو جائے تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہوسکتا ہے۔ لیکن تیری پلیدی مجھ سے بدتر ہے۔ کیونکہ وہ باطن میں ہے۔ لازم ہے کہ تو اس بد باطنی کو چھوڑ دے۔ اگر تو سات دریاؤں میں بھی اپنے تئیں دھووے تو پاک نہیں ہوسکتا۔ اے خواجہ (رحمۃ اللہ علیہ)! دیکھو! آپ اپنے تئیں سلطان العارفین کہلواتے ہیں اور درویشی کا دعویٰ کرتے ہیں اور اس پر گیہوں کا مٹکا بطور ذخیرہ رکھا ہے۔ درویشی اس بات کا نام ہے جو مجھے حاصل ہے کہ اگر مجھے ایک ہڈی مل جائے تو اس پر گزارہ کر لیتا ہوں اور دوسرے دن کے لیے جمع نہیں کرتا آپ اس قدر دعویٰ درویشی کا کرتے ہیں اور پھر کل کے واسطے گیہوں کا مٹکا رکھتے ہیں۔ جب کتے نے یہ کہا تو خواجہ صاحب نے نعرہ مار کر کہا کہ دنیا میں میں کتے کی ہمراہی اور صحبت کے لائق بھی نہیں۔ تو قیامت میں اہل سلوک کی ہمراہی اور بارگاہ الٰہی کے قابل کیسے ہوں گا۔ جب شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ اس بات پر پہنچے تو ظہر کی اذان ہوئی۔ آپ اٹھ کر نماز میں مشغول ہوئے۔ اور میں اور لوگ واپس چلے آئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ ۔

فصل نہم

گلیم (کمبل) وصوف کی حقیقت

جب قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا تو اس وقت شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ برہان الدین رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا یحییٰ حاضر خدمت تھے۔ صوف اور گودڑی کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ گودڑی اور صوف انبیاء اور اولیاء کا لباس ہے۔ پس یہ لباس اس شخص کے لیے جائز ہے جس کا ظاہر و باطن دنیاوی آلائشوں سے بالکل صاف ہو کیونکہ صوفی وہ شخص ہے جس میں دنیا وغیرہ کی کوئی آلودگی باقی نہ ہو۔

WORK FOR HUMANITY SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

کمبل وصوف پہننا سنتِ انبیاء ہے

پھر فرمایا کہ رسول کریم ﷺ سے مروی ہے کہ گودڑی اور صوف پہننا انبیاء کا طریقہ ہے۔
جب کبھی انبیاء یا اولیاء کو کوئی ضرورت پیش آتی۔ اسی وقت گودڑی اور صوف کو سامنے رکھ کر بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے اور اس گودڑی اور صوف کو شفیع بناتے اور اللہ تعالیٰ اس مہم کو سرانجام کر دیتا۔
بعد ازاں فرمایا کہ جب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے وصال کا وقت قریب آ پہنچا تو امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جو حاضر خدمت تھے۔ فرمایا کہ میرے پاس حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار گودڑی ہے اور مجھے حکم ہوا ہے کہ یہ علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب کو دینا۔ تاکہ وہ میرے امتیوں کو پہنچا دے۔
بعد ازاں فرمایا کہ گودڑی پہننے کی ابتدا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے ہوئی۔ جس طرح خرقہ کی بنیاد آپ سے ہوئی۔ اسی طرح گودڑی بھی آپ ہی سے شروع ہوئی، کہ ایک روز حضرت ابراہیم صلوٰۃ اللہ علیہ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ اہل صفہ کا سارا راستہ مجھ پر واضح ہوگیا۔ اب گودڑی کی کسر ہے تو اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سیاہ گودڑی لا دی۔ اور کہا اے ابراہیم (علیہ السلام)! فرمان الٰہی یوں ہے کہ یہ گودڑی ہم نے خاص تیرے لیے بہشت میں بنائی ہے۔ اسے پہن لو اور اپنے فرزندوں میں اس کا رواج کرنا اور آخری پیغمبر محمد مصطفیٰ ﷺ تک پہنچانا۔
بعد ازاں شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس بات سے ہمیں معلوم ہوا کہ اس گودڑی کی اصل بہشت سے ہے۔ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملی۔ اور آپ سے ہم تک پہنچی۔ پس اہل صفہ درویش وہ ہے کہ جب انبیاء اور اولیاء کا لباس پہنے تو اس کا حق بھی ادا کرے۔ تاکہ قیامت کے دن اسے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔
پھر فرمایا کہ جب خواجہ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے توبہ کی اور اپنے پیر سے گودڑی اور صوف حاصل کر کے بعد ازاں چالیس سال تک بالکل نہیں مسکرائے۔ لوگوں نے وجہ پوچھی۔ تو فرمایا کہ جس روز سے پیر نے مجھے گودڑی اور صوف عنایت فرمائی ہے میں حیرت میں ہوں اور مجھے اپنے آپ کی بھی خبر نہیں۔ اس واسطے کہ پیر نے اپنا کام کیا۔ اب مجھے چاہیے کہ میں اس گودڑی اور صوف کا حق ادا کروں۔ بزرگوں نے گودڑی اور صوف پہن کر جو کچھ کیا ہے۔ اگر میں نہ کروں گا تو قیامت کے دن بھی گودڑی اور صوف سیاہ سانپ بن کر میرے گلے سے لپٹیں گے۔ پس جو صوف اور گودڑی پہنے۔ اسے ہنسی کیونکر سوجھے۔
بعد ازاں شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ جب درویش صوف پہن لے تو اس پر واجب ہے کہ گوشہ نشینی اور تنہائی اختیار کرے اور دولت مندوں سے ملنا جلنا چھوڑ دے تب وہ درحقیقت درویش ہوتا ہے۔ اور گودڑی اور صوف پہننا اس کا حق ہے۔ لیکن اگر صوف پہن کر امراء، بادشاہوں اور دولت مندوں کی صحبت میں آمد و رفت رکھے اور انبیا اور اولیاء کے لباس کو کوچوں اور بازاروں میں پھرائے تو اس سے جامہ واپس لیا جاتا ہے اور اسے اجازت نہیں دی جاتی۔ کیونکہ وہ یہ لباس پہننے کے قابل ہی نہیں۔

SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

گودڑی اور صوف کا وسیلہ

پھر فرمایا کہ گروہ مشائخ کے بعض مشائخ مثلاً جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بے بسی کے وقت یا کسی ضرورت کے وقت گودڑی اور صوف کو بارگاہ الٰہی میں شفیع بنا کر دعا کرتے تو گودڑی اور صوف کی برکت سے وہ مشکل کام سرانجام ہو جاتا۔

بعد ازاں فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گودڑی پہننے کا شوق ہوا تو بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ حکم ہوا کہ اے موسیٰ (علیہ السلام)! ہمارے عاشقوں کا لباس بغیر شکرانہ ادا کیے نہیں پہن سکے گا۔ پہلے شکرانہ لاؤ۔ بعد میں پہنو! یہ فرمان سن کر گھر آئے اور سارا مال و اسباب جو موجود تھا۔ راہ خدا میں صرف کر دیا۔ یہاں تک کہ بدن کے کپڑے بھی فقیروں کو دیدیئے جب آپ کے پاس کچھ بھی باقی نہ رہ گیا تو خالی ہاتھ دوست کی بارگاہ میں آ کھڑے ہوئے۔ تب حکم ہوا کہ اے موسیٰ! چونکہ اب تجھ میں کوئی دنیاوی آلائش باقی نہیں رہی۔ اس لیے اب گودڑی پہن لے۔ اب گودڑی پہننا تیرا حق ہے۔

الغرض! جب آپ نے گودڑی پہنی تو دس سال تک گوشہ گیری اختیار کی اور باہر نہ نکلے صرف یادِ الٰہی میں مشغول رہے جب فرعون سرکش ہو گیا۔ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے آب دیدہ ہو کر یہ شعر زبان مبارک سے پڑھا۔

شکرانہ دہند عاشقاں جان جہاں　　　یا صوف و گلیم عشق راخویش کنند

تو جب کبھی آپ اس کے ہاتھ سے تنگ آتے تو صوف کو بارگاہ الٰہی میں شفیع بناتے۔ اسی وقت فرعون پر مصیبت نازل ہوتی۔

بعد ازاں فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کی زبانی سنا ہے کہ قیامت کے دن جب گودڑی پوشوں کو میدان قیامت میں بلایا جائیگا تو ہر ایک مستوں کی طرح کندھے پر گودڑی ڈالے آئے گا اور ہر گودڑی میں لاکھ دھاگے ہوں گے۔ مرید اور مرشد آن کر دھاگوں میں لپٹ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس وقت ان میں ایسی طاقت پیدا کرے گا کہ وہ سب کا بوجھ اٹھائیں گے۔ اور پل صراط سے صحیح سلامت پار کر دیں گے۔ پھر آ کر اپنے مقام میں کھڑے ہو جائیں گے اور کہیں گے کہ وہ لوگ کہاں ہیں جنہوں نے ہم سے روگردانی نہیں کی۔ بلکہ بڑی تعظیم و تکریم سے ہماری خدمت کی ہے۔ تو دوست آ کر ان دھاگوں سے لپٹ جائیں گے۔ انہیں بھی پل صراط سے پار کریں گے اور پھر حضرت محمد ﷺ کے ہمراہ بہشت میں جائیں گے۔

پھر فرمایا کہ کام انہی لوگوں کو معلوم ہے جو گودڑی اور صوف پہن کر اس کا حق ادا کرتے ہیں۔

مستحق گلیم و صوف کون......؟

بعد ازاں فرمایا کہ صاحب تصوف کو دلی اصلاح اس وقت حاصل ہوتی ہے جبکہ وہ اپنے باطن کو دنیاوی آلائشات سے بالکل صاف کر لیتا ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام شہاب الدین قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ غل و غش' حسد و کینہ' حرص و ہوا' تکبر اور ریا کو چھوڑ دے۔ یعنی جب تک صوفی کا دل ان سب سے پاک نہ ہو جائے' اسے صوف اور گودڑی پہننا جائز نہیں۔ کیونکہ اہل تصوف کا مذہب بھی یہی ہے۔

WORLD FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF

بعدازاں فرمایا کہ کتب سلوک میں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ سلطان ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ مذہب تصوف کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جس نے فقراء اور اہل تصوف کے بارے میں حسد و کینے سے اس واسطے کام لیا کہ وہ حقد مین کی باتوں کی تحقیق کرے تو سمجھ لو کہ اس نے رحمت کا طواف کیا جس کا نہ کچھ اثر ہے اور نہ وہ اثر ڈال سکتا ہے اور اس پر فقر کا ذرہ بھر بھی اثر نہ ہوگا کیونکہ دراصل فقیر وہی ہوتا ہے جس میں ان باتوں کا نام ونشان نہ پایا جائے۔ اے درویش! فقر اور تصوف میں تو بے شمار مقامات ہیں لیکن ان مقامات کو غلّ و غش باطل کر دیتے ہیں۔ اور غلّ و غش اسی وقت پیدا ہوتے ہیں جبکہ صاحب تصوف کے دل میں دنیاوی مرتبے اور مال و دولت کا خیال آئے۔

پھر فرمایا کہ جب صاحب تصوف گودڑی کو مہربانی اور اپنے اقتدار کا وسیلہ بنائے تو وہ مذہب تصوف میں جھوٹا اور کاذب مدعی ہے۔

پھر فرمایا کہ میں نے خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے عمدہ میں لکھا دیکھا ہے کہ تمام مذاہب (تصوف) میں صاحب تصوف کے لیے اہل دنیا سے ملنا اور بادشاہوں سے آمد و رفت رکھنا قطعی حرام ہے۔

پھر زبان مبارک سے فرمایا کہ خبر میں آیا ہے کہ اہل تصوف کے مذہب کے بموجب ضروری ہے کہ جب صبح ہو یا شام ہو تو صوفی کے دل میں غلّ و غش اور حسد و کینہ وغیرہ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا یعنی اہل تصوف و گلیم کو چاہیے کہ تمام اہل دنیا اور گناہوں سے کنارہ کشی کرے اور یہ بات اہل دنیا کی صحبت چھوڑے بغیر اور اہل تصوف کی صحبت اختیار کیے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔

بعدازاں فرمایا کہ اہل کرامت کو اپنی قدر معلوم ہونی چاہیے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کی صفت قرآن مجید میں یوں فرماتا ہے کہ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ اٰدَمَ ۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت اہل تصوف کے بارے میں ہے کیونکہ انہیں اور انسانوں پر شرف ہے اور اہل تصوف کو تمام مخلوقات پر شرف حاصل ہے۔

پھر فرمایا کہ آدم علیہ السلام کو جو (صفی) کہا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے علم علوی میں مذہب تصوف قبول کیا۔

پھر فرمایا کہ جو شخص حرام اور مشتبہ لقمے سے پرہیز نہیں کرتا اور بادشاہوں اور امراء کی صحبت کو نہیں چھوڑتا اسے گودڑی اور صوف پہننے کی اجازت نہیں۔

گودڑی اور صوف کی قدر سوائے موسیٰ کلیم اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ اور آدم صفی اللہ اور مشائخ طبقات اور اہل علم کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔

بعدازاں فرمایا کہ جو شخص گودڑی اور صوف پہنے۔ اسے اہل تصوف کے مذہب کے بموجب چرب اور شیریں لقمہ کھانے کی اجازت نہیں اور نہ ہی اسے بادشاہوں اور اہل دنیا سے میل جول رکھنا چاہیے۔ اگر ایسا کرے گا تو وہ لباس انبیاء میں اہل سلوک کے اندر خائن ہے اور اس کا حق ادا نہیں کرتا۔

پھر فرمایا کہ گودڑی اور صوف کے رنگ میں بھی اختلاف ہے۔ بعض مشائخ کی رائے ہے کہ سرخ سبز نہ پہنے۔ کیونکہ یہ

WORLD FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

شیطانی لباس ہے۔

پھر فرمایا کہ خواجہ جنید کا طبقہ اور بعض مشائخ پاجامہ گودڑی کا پیراہن اور پگڑی عام کپڑے پہنتے ہیں۔ لیکن پاجامے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے بھی زیب تن فرمایا ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ جو شخص اس لباس کی بے عزتی نہیں کرتا اور یہ لباس پہنتا ہے اور دنیا میں مشروعہ آمدنی سے زیادہ اور حریصوں کی طرح لالچ نہیں کرتا تو وہ صابر اور متوکل ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ ایک مرتبہ میں دمشق کی طرف بطور مسافر وارد تھا۔ ایک بزرگ کو دیکھا جسے شیخ شہاب الدین زندوس (رحمۃ اللہ علیہ) کہتے تھے اور جو خواجہ حکیم ترمذی کے رشتہ داروں میں سے تھا۔ جب میں نے اس کی خانقاہ میں جا کر سلام کیا تو سلام کے جواب کے بعد فرمایا کہ بیٹھ جا میں بیٹھ گیا۔ اتنے میں چند صوفی آئے اور انہوں نے عرض کی کہ جناب کا فلاں مرید اہل دنیا سے زیادہ میل جول رکھتا ہے اس بزرگ نے جب یہ سنا تو اس مرید کو بلوایا اور اس کی گودڑی اور صوف اتروا کر آگ میں پھنکوا دی۔ اور نہایت غصے سے فرمایا کہ اسے نکلوا دو۔ کیونکہ یہ ابھی صوف کے لائق نہیں ہوا۔

بعد ازاں فرمایا کہ یہ لباس انبیاء کا ہے جو اس لباس میں خیانت کرے گا قیامت کے دن یہی لباس اس کی گردن میں ڈلوا کر میدان قیامت میں پھرائیں گے اور کہیں گے کہ یہ شخص صوف اور گودڑی پوشوں کے گروہ سے ہے جس نے اس کا حق ادا نہیں کیا۔

مذہب تصوّف کا اصول

بعد ازاں فرمایا کہ راہ طریقت اور مذہب تصوّف کا اصول یہی ہے کہ انسان ہر وقت خاموش اور عالم تحیّر میں مستغرق رہے۔

پھر فرمایا کہ نہ رسوم کسی کام کی ہیں' نہ علوم۔ بلکہ جو کچھ ہے اخلاق ہے۔ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ ۔ یعنی رسوم و علوم سے نجات نہیں بلکہ اخلاق سے ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ اہل تصوّف دنیا اور مافیہا کے دشمن اور مولا کے دوست ہیں' بعد ازاں فرمایا کہ اہلِ تصوّف ایسے قوی ہوتے ہیں کہ حق تعالیٰ میں جب مستغرق ہوتے ہیں تو انہیں کسی مخلوق کی خبر تک نہیں ہوتی۔ گفتگو کو درمیان سے نکال دیتے ہیں اور حضور حق میں ایسے مستغرق ہوتے ہیں کہ جب تک زندہ ہیں' حق تعالیٰ کی دوستی ان کے دل میں رہتی ہے۔ پھر شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے آب دیدہ ہو کر فرمایا کہ تصوّف اس بات کا نام ہے کہ صوفی کے ملک میں کچھ نہ ہو اور نہ ہی وہ کسی کا مِلک ہو جب ایسی حالت ہو تو پھر گودڑی اور صوف کے پہننے کی اجازت ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ ایک بزرگ سے پوچھا گیا کہ محبت اور تصوّف میں کمالیت کس بات کا نام ہے فرمایا یہ کہ پانچوں وقت کی نماز عرش پر ادا کرے۔

بعد ازاں فرمایا کہ تصوّف مولیٰ کی صفا دوستی کا نام ہے۔ اصل تصوّف کو دنیا اور آخرت میں محبت مولیٰ کا شرف حاصل ہوتا ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ صوفی وہ شخص ہے کہ جب صفائی حاصل کرے تو کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہ رہے۔ پھر فرمایا کہ اہل تصوّف کے ستر مراتب ہیں۔ ان میں سے ایک مقام اس جہان کی تمام مرادوں سے نامراد ہونا ہے۔

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

پھر عشق حقیقی کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو فرمایا کہ لوگوں میں جو عشق کا سلسلہ جنبانی ہوتا ہے تو معشوق کے مشاہدے کے سبب ہوتا ہے۔ جب لوگ مجاہدہ میں مبالغہ کرتے ہیں تو مکاشفہ حاصل ہوتا ہے اور جب مکاشفہ مشاہدہ ہو جاتا ہے تو عاشق معشوق کے حضور سے مشرف ہوتا ہے اور عشق بڑھ جاتا ہے اور مرتبہ زیادہ ہو جاتا ہے اور حجاب درمیان سے اٹھ جاتا ہے اور کسی خاص مقام پر پہنچ کر عاشق کو قرار حاصل ہوتا ہے۔ پھر عالم تحیر میں پڑ جاتا ہے۔

جب شیخ الاسلام ؒ نے یہ فوائد ختم کیے تو آب دیدہ ہو کر فرمایا کہ یہ رباعی شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی انار اللہ برہانہٗ کی زبان مبارک سے سنی تھی۔ جو آپ نے ایک مرتبہ ہزار دفعہ سے زیادہ زبان مبارک سے فرمائی تھی۔ جوں جوں فرماتے تھے حیرت زیادہ ہوتی جاتی تھی۔

اصل ہمہ عاشقی ز دیدار آید   چوں دیدہ باید آنکہ درکار آید
در دام بلانہ مرغ بسیار آید   پروانہ بطمع نور در نار آید

پھر فرمایا کہ اگر ہر روز ہر گھڑی عاشق پر انوار و اسرار تجلی ہزار مرتبہ بھی ہو تو بھی وہ سیر نہیں ہوتا۔ بلکہ ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ ہی پکارتا ہے۔ یہ فریاد اس وقت تک رہتی ہے جب تک کہ مشاہدہ کی تمام مرادیں اسے نہیں ملتیں۔ پس اے درویش! کام وہی لوگ کرتے ہیں جو ہر وقت مشاہدہ دوست میں ہیں اور ان کا کوئی وقت مشاہدے سے خالی نہیں۔

اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہ میں نے قاضی حمید الدین ناگوری ؒ سے ایک مثنوی سنی۔ جس میں دن رات مستغرق رہتا تھا۔ جس کا ایک شعر یہ ہے۔

از آنجا کہ جمالِ دوست از دلبر ماست   مادر خود ادیم نہ او درخور ماست

تابِ دیدارِ لیلیٰ

پھر فرمایا کہ جو معشوق کا عاشق ہے جو اس کی نظر میں ہے وہ سب منظور ہے۔ عاشق اور معشوق کی گلی۔ یہ بات عشق کی زیادتی کے سبب ہوتی ہے۔ چنانچہ ایک روز مجنوں نے کھانا نہیں کھایا تھا۔ جب ایک ہرن اس کے جال میں پھنسا تو اس کی بڑی تعظیم و تکریم کی اور چھوڑ دیا اور کہا کہ اس کی آنکھ لیلیٰ کی آنکھوں کی سی ہے۔ میں اسے کس طرح تکلیف دے سکتا ہوں جو میرے یار کے مشابہ ہے۔ پھر فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا کامل عاشق ہے۔ مشاہدہ کے شروع میں بے خودی اس میں اثر کر جاتی ہے۔ اس واسطے کہ چونکہ وہ مستغرق ہے۔ اس لیے (بے خودی) ضروری ہے۔ مشاہدہ کے وقت بے خود ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ غلبات عشق کے بارے میں قاضی حمید الدین ناگوری ؒ نے لکھا کہ مجنوں کے قبیلہ والوں نے لیلیٰ والوں سے کہا کہ مجنوں عشق سے ہلاک ہوا جاتا ہے۔ اس میں کونسی ہرج کی بات ہے کہ اگر اسے ایک مرتبہ لیلیٰ کے دیدار کی اجازت دی جائے۔ کہا ہمارا تو اس میں ہرج نہیں لیکن مجنوں اس کے دیدار کی تاب نہیں لا سکے گا۔ جب مجبور کیا تو مجنوں کو حرم گاہ لیلیٰ میں لے گئے اور پردہ کر دیا ابھی لیلیٰ کا سایہ بھی آنے نہ پایا تھا کہ مجنوں بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا اور تڑپنے لگا انہوں نے کہا کہ کیا ہم نہیں کہتے تھے کہ وہ دیدار کی تاب نہ لا سکے گا۔ پھر شیخ الاسلام ؒ نعرہ مار کر بے ہوش کر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے تو یہ شعر زبان

WORK FOR HUMANITY SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

مبارک سے فرمایا ۔

گرے نہ بد ہجر تو وصلت یارم ‏ ‏ ‏ با خاک سر کوئے تو کارے دارم

بعدازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہ میرے بھائی مولانا بہاؤالدین ذکریا قدس اللہ سرہ العزیز عالم عشق وشوق میں مستغرق تھے۔ بار بار آپ کو عشق کے بارے میں حیرت اور حالت ہوتی۔ تو ہر بار آپ رو کر یہ دو شعر زبان مبارک سے فرماتے اور بے ہوش ہوجاتے چنانچہ سات رات دن انہی ہر دو شعروں میں ایسے مستغرق رہے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہ تھی ۔

با درد بسازچوں دوائے تو منم ‏ ‏ ‏ درکس منگر چو آشنائے تو منم

گر بر سر کوئے عشق من کشتہ شوی ‏ ‏ ‏ شکرانہ بدہ کہ خوں بہائے تو منم

بعدازاں فرمایا کہ اے درویش! کیا تجھے معلوم ہے کہ دل پر کیا کیا انوار اور اسرار نازل ہوتے ہیں۔ جن میں وہ مستغرق رہتا ہے اور اس کیفیت کو یا عاشق جانتا ہے یا معشوق کہ ان میں باہمی کیا معاملہ ہے۔

بعدازاں فرمایا کہ میں نے اسرار العارفین میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک بزرگ نے چالیس سال تک گوشہ تنہائی اختیار کیا اور شاذونادر ہی وہ خلقت کو دیکھتا۔ ایک روز لوگوں نے پوچھا کہ آپ کا دیدار بہت کم ہوتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا کہ جب اہل تصوف خلقت میں مشغول ہوتے ہیں تو قرب خالق سے دور جا پڑتے ہیں۔ سو میں نے اسی وجہ سے چالیس سال سے گوشہ تنہائی اختیار کر رکھا ہے اور ان چالیس سالوں میں جہانی مرادوں کا مزا نہیں چکھا۔ جب شیخ الاسلام ؒ اس بات پر پہنچے تو نماز کی اذان ہوئی۔ آپ اٹھ کر اندر تشریف لے گئے اور میں اور' لوگ واپس آ گئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ ۔

فصل دہم

مقاماتِ محبت

جب قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا تو اس وقت شیخ برہان الدین' جمال الدین ہانسوی' شیخ بدرالدین غزنوی (ؒ) اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش! محبت کے سات سو مقام ہیں۔ پہلا مقام یہ ہے کہ جو بلا دوست کی طرف سے اس پر نازل ہو اس میں صبر کرے۔

مقام محب ومحبت

پھر فرمایا کہ کتاب محبت میں میں نے ابو ہریرہ ؓ کی روایت سے لکھا دیکھا ہے کہ رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کی محبت ایک بادشاہ کی طرح ہے جو ہر دل میں قرار نہیں پکڑتا۔ بلکہ صرف اس دل میں جو اس کے شایان شان ہو۔ وہ آسمانی قضاء ہے جو درد بھرے دل میں قرار پکڑتی ہے۔

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

پھر فرمایا کہ رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ محبت ایک بچھو کی طرح ہے جس پر وہی شخص قدم رکھتا ہے جو اٹھارہ ہزار عالم کا خیال نہ کرے اور کسی کو بیچ میں نہ دیکھے مگر دوست کی محبت کو جس میں وہ یگانہ ہو رہے ہیں۔

بعد ازاں فرمایا کہ رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ عاشقوں کے تمام اعضاء عشق سے بنائے گئے ہیں۔ وہ شخص جو سرشت سے لے کر اب تک ''رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ'' کا دم مارتا ہے۔ وہ ہر وقت جانتا ہے کہ حق تعالیٰ کی محبت و عشق کیا چیز ہے۔ پس اے درویش! جس آنکھ میں عشق کا سرمہ لگا ہوا ہے اس سے عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔

بعد ازاں فرمایا کہ حق تعالیٰ کی محبت ایسی ہونی چاہیے جیسی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام میں تھی کہ دوستی حق کی خاطر اپنے فرزند کو قربان کیا۔ جب دیکھا کہ وہ ہماری محبت میں ثابت قدم ہے تو حکم کیا کہ لڑکے کی قربانی نہ کرو، ہم اس کے عوض بہشت سے قربانی بھیجتے ہیں۔

بعد ازاں فرمایا کہ جس روز حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے حق تعالیٰ کی دوستی کا دم مارا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ اجازت ہو تو اسے آزمالوں؟ حکم ہوا بہتر' جاؤ آزمالو۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نیچے اتر کر پہاڑ پر کھڑے ہوئے اور بلند آواز سے یا اللہ! کہا۔ اس وقت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کعبے کی عمارت میں مشغول تھے۔ باہر آکر کہا کہ صاحب! ایک مرتبہ اور اللہ کا نام لینا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ پہلے شکرانہ لاؤ۔ جب شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ اس بات پر پہنچے تو آب دیدہ ہو کر یہ مثنوی زبان مبارک سے فرمائی۔

مثنوی

شکرانہ دہم آنچہ در ملک من است — بہر خدا بگوئے اللہ تو باز
جان نیز دہم و آنچہ در قلب است — یک بار اگر بگوئے اللہ تو باز

الغرض! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پاس کئی ہزار اونٹ ہیں۔ وہ سب میں نے اللہ تعالیٰ کی دوستی کے صدقے کیے۔ تو پھر ایک مرتبہ یا اللہ کہہ۔ جبرائیل علیہ السلام نے یا اللہ کہا۔ تو جو کچھ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس تھا۔ سب کچھ دے دیا پھر فرمایا کہ اب پھر کہہ۔ جبرائیل نے پوچھا کہ اب کیا دو گے؟ فرمایا بدن میں جان باقی ہے سو وہ بھی دے دوں گا۔ چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پھر یا اللہ کہا۔ تو آپ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے تو جبرائیل نے کہا کہ واقعی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام دوستی حق میں صادق ہیں۔ پس جب واپس بارگاہ الٰہی میں گیا تو سر سجدے میں رکھ کر عرض کی کہ واقعی جیسا سنا تھا ویسا ہی محبت میں صادق پایا۔

پھر فرمایا اے درویش! محبت حق میں صادق وہ شخص ہے۔ جو ہر وقت اس کی یاد میں رہے اور لحظہ بھر بھی اس کی یاد سے غافل نہ رہے۔ اہل سلوک کہتے ہیں کہ لوگ اکثر اسی چیز کا زیادہ ذکر کرتے ہیں جس سے ان کی محبت ہوتی ہے۔ اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتا ہے۔ وہ یاد خدا سے ایک دم بھی غافل نہیں ہوتا۔ میں نے حجۃ العارفین میں لکھا دیکھا کہ ''من احب شیئاً اکثر ذکرہ'' جو شخص جس چیز سے محبت رکھتا ہے اسی کا ذکر کرتا ہے۔

WORK FOR HUMANITY SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

بعد ازاں فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ' رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور محبت حق کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ خواجہ حسن فرماتے ہیں۔ میرے دل میں خیال آیا کہ میں مرد ہوں اور وہ عورت۔ آپ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ جب میں وہاں سے اٹھا تو اپنے تئیں مفلس اور اسے مخلص پایا۔

پھر فرمایا اگر حلال اور بے حساب ساری دنیا حق تعالیٰ کے دوستوں کو دی جائے تو بھی انہیں اس کے لینے سے شرم آتی ہے۔ جیسا کہ مرد کو مردار سے۔

آتشِ محبت واخلاصِ محبت

بعد ازاں فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے بغداد میں ایک بزرگ کو دیکھا جو بار بار سجدے میں سر رکھ کر بارگاہ الٰہی میں یہ عرض کرتا ہے کہ اے خداوند! اگر قیامت کے دن مجھے دوزخ بھیجے گا تو میں محبت کا ایک بھید ظاہر کروں گا۔ جس کی وجہ سے دوزخ ہزار سالہ راہ کے برابر مجھ سے دور بھاگ جائے گی۔ اس واسطے کہ محبت کی آگ کا مقابلہ کوئی آگ نہیں کر سکتی اگر مقابلہ کرے تو نابود ہو جاتی ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ ایک دفعہ رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا عالم شوق اور اشتیاق میں بار بار سجدے میں سر رکھتیں اور پھر اٹھ کر کھڑی ہوتیں۔ آخر یہ کہا کہ اے پروردگار! اگر میں دوزخ کے ڈر کے سبب تیری پرستش کرتی ہوں تو مجھے دوزخ میں ڈالنا اور اگر بہشت کی امید پر تیری عبادت کرتی ہوں تو بھی دوزخ میں جلانا اور اگر میں تیری خاطر تیری عبادت کرتی ہوں تو اپنے جمال سے دریغ (محروم) نہ کرنا۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! اگر اہل محبت کو تمام چیزیں آراستہ کر کے دی جائیں تو وہ آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ وہ صرف جمال حق کے متلاشی ہوتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ جب خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ شوق میں مشغول ہوتے تو تین رات دن یا چار دن رات کھڑے ہوئے بلند آواز سے یہی کہتے جاتے کہ "یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ" ایسا دن آئے کہ اس زمین کو لپیٹ لیں۔ اور دوسری نئی زمین پیدا کریں۔

پھر فرمایا کہ حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے ملک و تخت کیوں چھوڑ دیا۔ فرمایا ایک روز میں بیٹھا تھا کہ محبت کا آئینہ مجھے دکھلایا گیا۔ جب میں نے اس میں نگاہ کی تو اپنی منزل گور میں دیکھی جس میں نہ کوئی میرا ہمراہی ہے اور نہ میرے پاس سامان سفر۔ قاضی عادل ہے اور میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ اسی وقت میرے دل سے ملک کی محبت جاتی رہی۔ اور سلطنت چھوڑ دوسرے ملک میں چلا گیا۔

بعد ازاں فرمایا کہ حق تعالیٰ کی محبت ایسا بادشاہ ہے کہ جب کسی دل میں مقام کرتا ہے تو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ اس کے سوائے اور بھی کوئی اس دل میں رہے بعد ازاں فرمایا کہ ایک مرتبہ غزنی میں ایک درویش سے ملا جو اہل محبت سے تھا۔ اس سے میں نے پوچھا کہ اے درویش! محبت کا انجام بھی ہے یا نہیں۔ یہ سوال سنتے ہی مجھے ڈانٹا کہ او جھوٹے! محبت کی کوئی انتہا نہیں۔

SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

پھر فرمایا کہ اے درویش! عشق الٰہی آگ کی وہ تلوار ہے جو جس چیز پر گزرتی ہے اس کے ٹکڑے کر دیتی ہے۔

حق تعالیٰ کی محبت

پھر فرمایا کہ میں نے خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کی زبانی سنا کہ حق تعالیٰ کی محبت انسان کے تمام اعضاء میں ہے۔ انسان کی سرشت اپنی محبت سے کی۔ اگر آنکھ ہے تو دوست کی محبت میں مستغرق اور پُر ہے۔ اگر ہاتھ پاؤں ہیں تو وہ بھی محبت حق میں غرق ہیں۔ پس اے درویش! آدم زاد کے اعضاء کا کوئی ذرہ بھر محبت حق سے خالی نہیں۔ بعد ازاں شیخ الاسلام نے زبان مبارک سے فرمایا کہ محبان حق کا دل ایسے چراغ کی طرح ہے جو انوار کی قندیل میں رکھا ہے اور جس کی روشنی سے سارا جہان منور ہے۔ پس ایسے شخصوں کو تاریکی کا کیا ڈر؟

پھر فرمایا کہ نفس کی خاموشی یادِ حق ہے۔ جو یادِ حق میں ہے اس کا دل نہیں مرتا اور جو یادِ حق سے خالی ہے اس میں کوئی نعمت اثر نہیں کرتی۔

بعد ازاں فرمایا کہ میں نے کتاب محبت میں لکھا دیکھا ہے کہ بھوک ایک بادل ہے جس سے رحمت کی بارش ہوتی ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ بایزید بُسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ محبت حق کیا چیز ہے؟ فرمایا محبت اس بات کا نام ہے کہ دنیا و مافیہا سے دل نہ لگایا جائے۔

پھر فرمایا کہ محبت حق ملکِ عشق کا بادشاہ ہے جو تخت پر بیٹھا ہے اور ہاتھ میں فراق اور ہجر کی تلوار لیے ہوئے ہے اور وصال کی نرگس اس نے قضاء کے ہاتھ دے رکھی ہے اور ہر دم ہزار ہا سر تلوار سے اڑاتا ہے پس جو عاشق حق ہے اگر ہر لحظہ اس کا سر ہزار مرتبہ اڑایا جائے تو پھر اور سر پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی اگر ہزار مرتبہ اس کا سر کاٹا جائے تو بھی پاؤں پیچھے نہ ہٹائے۔ پھر شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے یہ رباعی زبان مبارک سے فرمائی۔

رباعی

در یاد تو ہر روز چناں مدہوشم | صد بار اگر تیغ زنند زاں نخروشم
آہے کہ زیاد تو زنم وقت سحر | گر ہر دو جہاں دہندآں نفروشم

عاشق کی صدا! اللہ

پھر فرمایا کہ اے درویش! ایک مرتبہ کوئی محب جان کنی کے وقت کچھ آہستہ آہستہ کہہ رہا تھا۔ دوستوں نے پاس ہو کر سنا تو یہ الفاظ تھے کہ جب تک زندہ رہا۔ تیرے نام سے زندہ رہا۔ اب اگر میں جاتا ہوں تو تیرے نام کی یاد میں جاتا ہوں اور جب میرا حشر ہو گا تو بھی تیرے نام کی یاد میں ہو گا۔

بعد ازاں فرمایا کہ اس نے بلند آواز سے کہا "اللہ" اور جان دے دی۔ جب شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ اس بات پر پہنچے تو آب دیدہ ہو کر فرمایا کہ عاشق اسی طرح جان دیتے ہیں۔ اس وقت یہ دو شعر زبان مبارک سے فرمائے

WORK ... SYED AJMER SHARIF

www.syedajmersharif.com

آیم بسر کوئے تو پویاں پویاں ۔۔۔ تاجاں بدہم نام تو گویاں گویاں
رخسارہ زآبدیدہ شویاں شویاں ۔۔۔ نہجار وصال یار جُویاں جویاں

بعدازاں فرمایا کہ اے درویش! دہلی میں حوض شمس کے کنارے ایک درویش صاحب نعمت وعشق سے سماع کے وقت یہ دو شعر میں نے سنے۔ اس روز سماع میں جو حالت طاری ہوئی دیکھی۔ کبھی نہ ہوئی۔ وہ دو شعر یہ ہیں۔

عشق تو بہم جاں مرا رسواء کرد ۔۔۔ واندر طلب جمال تو شیدا کرد
دردے کہ زعشق تو بدل پنہاں بود ۔۔۔ ازاں جملہ زشوق تو زخم پیدا کرد

پھر فرمایا کہ اے درویش! میں نے قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنا ہے کہ ایک مرتبہ میں بغداد سے بخارا آیا تو وہاں پر ایک بزرگ کو دیکھا جواز حد صاحب نعمت اور دوست کی محبت میں غرق تھا جب میں نے اسے سلام کیا تو ایسی حالت میں دیکھا کہ جس کا بیان نہیں ہوسکتا۔ اس طرح یادِ حق میں مستغرق تھا کہ اسے اپنے آپ کی سدھ بدھ نہ تھی۔

الغرض! میں چند روز اس کی خدمت میں رہا۔ جب وہ سجدہ کرتا تو رو رو کر بڑی عاجزی سے یہ رباعی پڑھتا اور بے ہوش ہوجاتا اور زبان مبارک سے یہ کہا کرتا کہ اے خداوند میں نے ایک سجدہ بھی ایسا نہیں کیا جو تیری بارگاہ کے لائق ہو۔

رباعی

در خوردن نعمت تو دندانم سود ۔۔۔ یک سجدہ چناں نشد کہ فرمانم بود
ہم بودی وہم باشی وہم خواہی بود ۔۔۔ نے بودم ونے باشم ونے خواہم بود

پھر فرمایا کہ اگر زندگی ہے تو علم میں ہے۔ اگر راحت ہے تو معرفت میں ہے۔ اگر شوق تو محبت میں ہے اور اگر ذوق ہے تو ذکر میں ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ میں شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ اوحد کرمانی رحمۃ اللہ علیہما کی خدمت میں حاضر تھا۔ سلوک کے بارے میں گفتگو ہورہی تھی۔ شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علم خدا ہے۔ معرفت تدبیر ہے۔ محبت مشاہدہ ہے اور مجاہدہ سے مشاہدہ حاصل ہوتا ہے۔

پھر فرمایا کہ جو شخص اپنے دل کو لذت اور شہوت سے مار ڈالتا ہے۔ اسے لعنت کے کفن میں لپیٹ کر ندامت کی زمین میں دفن کرتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ حق تعالیٰ کی محبت والے وصالِ دوست کے سوا کسی بات پر راضی نہیں ہوتے۔

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت والوں کو حضور حاصل نہیں ہوتا۔ جب تک کہ وہ خلقت سے تنہائی اختیار نہ کریں اور خلقت میں اپنا مقام نہ بنائیں۔ دوستوں کو دشمن اور زن وفرزندوں کو یتیم اور اسیر خیال نہ کریں۔ جب ایسا کریں گے تو وہ کسی مقام پر پہنچ سکیں گے۔ بعدازاں شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے آب دیدہ ہوکر یہ رباعی پڑھنی شروع کی۔

WORK FOR HUMANITY SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

رباعی

گر عاشق دوستی نہ تنہاش طلب | در خلوتِ عشق آئے و پیداش طلب
گرے خواہی حضور نعمت ہر روز | آنجا کہ کسے نباشد آنجاش طلب

مقام مجذوب

بعد ازاں فرمایا کہ ایک مرتبہ راستے میں مجھے ایک اہل مجاذینِ کامل (مجذوب) ملا۔ ہم دونوں اکٹھے سفر کرنے لگے۔ جب بیابان میں پہنچے تو مجھے پیاس کا غلبہ ہوا، پانی کا وہاں نشان تک نہ تھا۔ میں اپنی پیاس کو اس بزرگ کے سبب ظاہر نہیں کرسکتا تھا۔ الغرض! اس بزرگ نے اپنی روشن ضمیری سے معلوم کرلیا کہ میں پیاسا ہوں۔ مجھ سے پوچھا کہ کیا تمہیں پیاس لگی ہے؟ میں نے کہا ہاں! فوراً پائے مبارک زمین پر مارا تو پانی کا چشمہ بہہ نکلا۔ مجھے کہا کہ پیٹ بھر کر پانی پی لے۔ جب پانی پیا تو وہ لذت حاصل ہوئی جو عمر بھر کسی پانی سے نہ ہوئی تھی۔ جب اس مقام سے گزر کر منزل پر پہنچے تو شام کی نماز ادا کر کے وہ بزرگ ذکرِ الٰہی میں مشغول ہوا تھوڑی دیر بعد میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے بیٹا! قیامت کے دن جب اہل محبت قبروں سے اٹھیں گے تو سب دوزخ کے دروازے پر خیمے لگائیں گے جونہی ان کی نظر دوزخ پر پڑے گی۔ دوزخ کی آگ دھیمی پڑ جائے گی اور سر نہ اٹھائے گی تب لوگوں کو راحت کی امید ہوگی۔ اور دوزخ کی آگ سے انہیں خلاصی نصیب ہوگی۔ اسی وجہ سے وہ دوزخ کے دروازے پر خیمے لگائیں گے۔

بعد ازاں فرمایا کہ ایک مرتبہ میں اور قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ ایک ہی مقام پر تھے۔ ایک مرد نے آکر پوچھا کہ فرض کیا ہے اور سنت کیا؟ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پیر کی صحبت فرض ہے اور دنیا وغیرہ کا چھوڑنا سنت ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ میں نے ایک بزرگ کی زبانی سنا ہے کہ درویش وہ ہے جو اپنے دل کے خزانے کی تلاش کرے۔ (جسے آخرت کی رسوائی کہتے ہیں) پس اگر اسے وہ موتی مل جائے جسے محبت کہتے ہیں تو وہ شخص درویش صفت ہو جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ محبت درجۂ کمال کو اس وقت پہنچتی ہے جبکہ عشق الٰہی میں ہر شے کو ترک کرے اور خلقت کے ساتھ محبت نہ کرے۔

پھر فرمایا کہ جب ایسی حالت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے نزدیک کر لیتا ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ قطب الدین بختیار اوشی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ تک کس طرح پہنچ سکتے ہیں۔ فرمایا اندھے پن' گونگے پن' بہرے پن سے جب یہ تمام چیزیں جاتی رہتی ہیں تو سمجھ لو کہ وہ خدا رسیدہ ہو گیا۔ لیکن جب تک یہ دشمن ساتھ لگے ہوئے ہیں کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اہل محبت کو چار مقام کے سوا اور کہیں قرار حاصل نہیں ہو سکتا۔ اول گھر کے کونے میں جہاں کوئی شخص مزاحم نہ ہو، دوسرے مسجد میں جو دوستوں کا مقام ہے، تیسرے قبرستان میں جو گناہ سے عبرت حاصل کرنے کا مقام ہے' چوتھے ایسی جگہ جہاں کسی کا گزر نہ ہو۔ یا وہ ہو اور ذات حق۔ (یعنی ایسی جگہ جہاں عاشق اور محبوب کے سوا کوئی نہ ہو)

بعد ازاں شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ زار زار روئے اور یہ رباعی زبان مبارک سے فرمائی۔

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

رباعی

گر عاشق دوستی تنہاش طلب — در خلوت عشق آئے و پیداش طلب
گرے خواہی حضور نعمت ہر روز — آنجا کہ کسے نباشد آنجاش طلب

پھر فرمایا کہ میرے نزدیک کالے دانے کے برابر دوستی حق۔ بغیر دوستی کے ستر ہزار سالہ عبادت سے بہتر ہے۔
پھر فرمایا کہ عورتوں کا کام ہم مردوں سے بہتر ہے۔ کہ وہ ہر مہینے غسل کر کے پاک ہو جاتی ہیں۔ ہم عمر بھر میں ایک مرتبہ بھی غسل نہیں کرتے کہ پاک ہو جائیں۔

تحفۂ محبت و رضا

پھر فرمایا کہ اے درویش! خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں عالم شوق اور اشتیاق میں اکیلا دوست کی بارگاہ میں گیا اور ملکوت کے اردگرد پھر رہا تھا فرمان ہوا اے بایزید! ہماری بارگاہ میں کیا تحفہ لائے ہو؟ میں نے عرض کی کہ محبت اور رضا، جن دونوں کے بادشاہ آپ ہی ہیں۔ پھر آواز آئی کہ اے بایزید! بڑی اچھی چیز لائے ہو۔ ہمارے بارگاہ کے لائق یہی چیزیں ہیں۔
پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے لاہور میں ایک ذاکر درویش کو دیکھا جو از حد بزرگ اور ذاکر تھا۔ الغرض جب قدم بوسی حاصل ہوئی تو چند روز میں اس کی صحبت میں رہا۔ جب وہ فریضہ نماز ادا کرتا تو اس قدر ذکر کرتا کہ مساموں سے پسینہ بہہ نکلتا اور سو سے بھی زیادہ مرتبہ زمین پر گرتا۔ پھر اٹھتا' جب ذکر سے فارغ ہوتا تو یہ کہتا کہ کتاب محبت میں لکھا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا ذکر مومن بندے پر غالب آتا ہے تو میں جو اس کا پروردگار ہوں اس کا عاشق ہو جاتا ہوں۔ یعنی اسے پیار کرنے لگتا ہوں۔ انسان ایسی نعمت سے اپنے آپ کو کیوں محروم رکھے اور کیوں نہ ہر وقت اس کی یاد میں مشغول رہے۔
پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دلوں کو خاص کر اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ عرش کا طواف کریں۔ پھر فرمایا کہ دل تین قسم کے ہیں۔ بعض تو ایسے ہیں جو پہاڑ کی طرح جگہ سے نہیں ہلتے وہ مجنوں کے دل ہیں۔ بعض ایسے ہیں جو درخت کی طرح جڑ سے تو قائم ہیں لیکن ان کی ٹہنیاں وغیرہ ہوا سے حرکت کرتی ہیں۔ اور بعض پتوں کی طرح ہیں کہ ہوا جس طرف چاہتی ہے انہیں پھیر لیتی ہے۔

دعوائے محبت میں صادق کون؟

پھر فرمایا کہ محبت میں صادق وہ شخص ہے جو دوست کی یاد کے سوا اور کسی بات کو پسند نہ کرے۔ پھر فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس جا کر اسے اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کا حکم ہوا، تو اسے اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ اس کے ساتھ نرمی اور آہستگی سے بات کرنا۔ تاکہ اس کا دل نہ دکھے۔ جب شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ اس بات پر پہنچے تو آب دیدہ ہو کر فرمایا کہ دیکھو جو شخص خدائی کا دعویٰ کرتا ہے اور اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کہتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ لطف ہے کہ اس کے دل کو ناراض نہیں کرنا چاہتا۔ تو جو شخص پانچ وقت سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہتا ہے۔ وہ کس طرح اس کے لطف سے ناامید ہو سکتا ہے۔ ایسا شخص ہرگز ہرگز ناامید نہیں ہوگا، اس کے حق میں تو ضرور بے حد لطف و کرم فرمائے گا۔

WORK FOR HUMANITY SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

پھر فرمایا کہ جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا دم بھرتا ہے اور اس کی یاد میں مشغول رہتا ہے اسے قیامت کے دن کسی قسم کا عذاب نہ ہوگا اور روزِ محشر کے عذاب سے وہ بے کھٹکے (بے خوف) ہوگا۔

پھر فرمایا کہ جب قارون زمین کے چوتھے طبقے میں مع مال و اسباب پہنچا تو وہاں کے رہنے والوں نے پوچھا تو کون ہے اور تو نے کیا گناہ کیا ہے؟ جو تجھے زمین کے اندر اتارا گیا ہے۔ جواب دیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے ہوں۔ مال کی زکوٰۃ نہیں دی تھی۔ اور پیغمبر خدا کی برابری کی تھی۔ اس واسطے مجھے آج کا دن نصیب ہوا۔ جونہی قارون نے موسیٰ علیہ السلام کا نام لیا فرشتوں کو حکم ہوا کہ قارون کو اسی جگہ رکھو اور نیچے نہ لے جانا۔ کیونکہ اس نے میرے دوست کا نام لیا ہے۔ اس لیے مجھ پر واجب ہے کہ اسے عذاب نہ کروں۔ جب شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ اس بات پر پہنچے تو آب دیدہ ہوکر فرمایا کہ جو شخص یاد خدا میں رہتا ہے۔ اسے ضرور قیامت کو اس کا مقصود مل جائے گا اور تجلی کے اعزاز سے مشرف ہوگا۔

پھر فرمایا کہ ایک روز خواجہ یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اہل محبت کون لوگ ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جو دوست کے سوا کسی اور چیز میں مشغول نہیں ہوتے۔ اس واسطے کہ جو شخص دوست کے بغیر کسی اور چیز سے خوش ہو جاتا ہے در حقیقت وہ اندوہ کے قریب ہوتا جاتا ہے اور جو دوست سے محبت کرتا ہے تو اسے کبھی دہشت نہیں ہوتی اور جو شخص دوست سے محبت نہیں کرتا اس کا دعویٰ محبت درست نہیں ہوتا۔

پھر فرمایا کہ جس کی ہمت محبت کی طرف ہو وہ جلدی خدا رسیدہ ہو جاتا ہے اور جس کی ہمت محبت کی طرف نہیں ہوتی وہ دوزخ کے نزدیک ہو جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ جب صاحب محبت سلطنت کا دعویٰ کرے تو در حقیقت جان لے کہ محبت جاتی رہے گی۔ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہی اٹھ کر اندر چلے گئے اور میں اور دُور لوگ واپس چلے آئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ ۔

فصل یازدہم

خوف و توکل کی حقیقت

جب قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا اس وقت مولانا برہان الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ خوف اور توکل وغیرہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی، تو زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش! خوف حق تعالیٰ کی طرف سے بے ادب بندوں کے لیے تازیانہ ہے۔ تا کہ وہ اللہ سے ڈر کر گناہ سے باز آجائیں اور سیدھی راہ چلیں۔

دل اور خوف الٰہی

پھر فرمایا کہ کلام مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ یعنی اے میرے بندے! کیا

WORK FOR HUMANITY SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

اب بھی وہ وقت نہیں آیا کہ میرے ڈر کے مارے تمہارے دل نرم ہوں یا کوئی تم میں سے ایسا ہے جو ہم سے صلح کرے۔ یعنی توبہ کرے اور میں اس کی توبہ قبول کروں۔

پھر فرمایا کہ خوف اس کے عدل اور امید اس کے فضل کی وجہ سے ہے۔ پس اس کی درگاہ کا معزز بندہ وہ ہے۔ جس میں دونوں باتیں ہوں۔

پھر فرمایا کہ ایک بزرگ اللہ تعالیٰ کے خوف سے چالیس سال روتا رہا۔ جب اسے موت یاد آتی تو بید کے پتے کی طرح کانپتا اور ہزار مرتبہ بے ہوش ہو کر گرتا۔ جب ہوش میں آتا تو یہ آیت پڑھتا اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْم وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْم۔ یعنی نیک لوگ بہشت میں اور بدکار نافرمان دوزخ میں جائیں گے۔ پھر نعرہ مار کر بے ہوش ہو کر گر پڑتا۔ اور کہتا مجھے معلوم نہیں کہ قیامت کے دن ان دو میں سے میں کس گروہ میں ہوں گا۔ جب فوت ہو گیا تو اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا۔ فرمایا جیسا دوستوں سے کرتا ہے۔ جب مجھے عرش کے نیچے لے گئے تو پوچھا گیا کہ اے درویش! تو اس قدر کیوں رویا کرتا تھا۔ کیا مجھے غفار نہیں جانتا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ میں تیری قہاری کے سبب سے ڈرتا رہتا تھا کہ کہیں میری ساری عبادت اکارت نہ جائے۔ اس ڈر کی وجہ سے روتا تھا، جب یہ عرض کی تو حکم ہوا کہ جاؤ! تجھے ہم نے بخش دیا۔

پھر فرمایا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام ابھی بچہ ہی تھے کہ خوف خدا سے اس قدر روئے۔ کہ رخسارہ مبارک کا گوشت و پوست گل گیا۔ الغرض! ایک روز پہاڑ پر سر سجدے میں رکھ کر رو رہے تھے آپ کی والدہ صاحبہ بھی جا نکلیں۔ آپ کو اس حالت میں دیکھ کر شفقت مادرانہ کی۔ آپ نے سمجھا کہ شاید ملک الموت ہے۔ اس لیے کہا کہ ذرا ٹھہر جا۔ تاکہ میں والدہ کا دیدار کرلوں۔ یہ سن کر آپ کی والدہ صاحبہ نے نعرہ مار کر کہا کہ اے جان مادر! میں ملک الموت نہیں میں تیری ماں ہوں۔ میرے ساتھ چل اور کھانا کھالے۔

الغرض! حکم عدولی نہ کر کے آپ والدہ کے ہمراہ گھر آئے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ اے یحییٰ! تو ابھی بچہ ہے تو نے کوئی ایسا گناہ نہیں کیا جس کے سبب تو اس قدر روتا ہے۔ عرض کی آپ سچ فرماتی ہیں۔ لیکن اگر قیامت کے دن مجھے دوزخ میں ڈال دیں۔ تو کیا آپ مجھے چھڑا سکتی ہیں؟ فرمایا نہیں۔ عرض کی کہ پس پھر آپ کے لیے واجب نہیں کہ مجھے رونے اور خوف خدا سے باز رکھیں کیونکہ مجھے اس کی تدبیر آج ہی کرنی چاہیے۔ تاکہ میں قیامت کو عذاب دوزخ سے رہا ہو سکوں۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! انبیاء اولیاء خوف خدا کے مارے اسی طرح پگھلتے آئے ہیں۔ جیسے سونا کٹھالی میں۔ اس واسطے کے اپنا انجام کسی کو معلوم نہیں۔ کہ جہان سے کیسے جائے گا۔

خوفِ خدا کی شدت

پھر فرمایا کہ ایک بزرگ عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ نام چالیس سال نہیں سوئے۔ اور خوف خدا سے اس قدر روئے کہ رخسارہ مبارک میں گڑھے پڑ گئے۔ جن میں چڑیوں نے گھونسلے بنائے لیکن آپ خوف خدا سے اس قدر متحیر تھے کہ ان کی آمد و رفت کی آپ کو مطلق خبر نہ تھی۔ جب آپ قیامت اور قبر کی حکایت بیان فرماتے تو بید کی طرح کانپتے اور بے ہوش ہو کر گر پڑتے اور مچھلی کی طرح تڑپتے جب ہوش میں آتے تو اٹھ کر یہ آیت پڑھتے: فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّةِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ ایک گروہ بہشت میں ہوگا

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

اور ایک دوزخ میں۔ اور زار زار رو کر فرماتے کہ معلوم نہیں کہ میں کس گروہ میں ہوں گا۔ پھر فرمایا کہ آخری عمر تک آپ کی یہی حالت رہی اور اسی حالت میں اس دار فانی سے کوچ کیا۔

بعد ازاں شیخ الاسلام نے زبان مبارک سے فرمایا کہ امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ تیس سال تک نہ سوئے اس عرصہ میں جب کبھی نیند کا غلبہ ہوتا تو ایک دن رات بلکہ زیادہ عرصے تک بے ہوش رہتے جب ہوش میں آتے تو نفس کو جھڑکتے اور فرماتے کہ اے نفس! تو نے کوئی ایسی طاعت نہیں کی جو بارگاہ الٰہی کے شایان ہو جس کے سبب قیامت کے دن تجھے رہائی نصیب ہو یا تو نے اللہ تعالیٰ کو اس طرح پہچانا ہو جس طرح اس کا حق ہے۔ اے نفس! تو دنیا و آخرت میں بے بس رہے گا۔ اس طرح آپ نے زندگی بسر کی اور اپنا ماتم خود کرتے اور روتے۔ قرآن شریف کی تلاوت کے وقت اگر عذاب کی آیت پر پہنچتے تو ایک سال یا دو سال عالم تحیر میں کھڑے رہتے لیکن اس طرح کہ کسی مخلوق کو اطلاع نہ ہوتی۔ جب ہوش میں آتے تو فرماتے کہ بڑے ہی تعجب کی بات ہوگی اگر ابوحنیفہ کو قیامت کے دن خلاصی نصیب ہوگی۔

پھر فرمایا کہ ایک نوجوان صالح مرد کے بدن پر خوف خدا کے سبب گوشت و پوست کا نام و نشان تک نہ تھا جب رات ہوتی تو گلے میں رسی ڈال کر چھت میں لٹک جاتا اور ساری رات روتا رہتا۔ جب سجدہ کرتا تو کہتا کہ میں نے اس قدر گناہ کیے ہیں جن کی کوئی حد نہیں۔ اے پروردگار! اگر تو قیامت کے دن میرے گناہوں کو پیش کرے گا تو میں یہ سیاہ چہرہ کس طرح دکھا سکوں گا۔ اسی طرح اس نے ساری عمر بسر کی کہ راتوں کو روتا رہتا اور بے ہوش ہو جاتا جب ہوش میں آتا تو پھر ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتا کہ اپنے آپ کی اسے ہوش نہ رہتی۔ جب وہ بیمار ہوا تو ایک اینٹ بطور سرہانہ سر کے نیچے رکھی جب وقت قریب آن پہنچا تو اپنی بڑھیا ماں کو بلایا اور کہا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھ گناہ گار کے گلے میں رسی ڈال کر گھر کے چاروں کونوں میں پھرانا اور کہنا یہ وہ شخص ہے جو اپنے مالک کی درگاہ سے بھاگا ہوا تھا۔ دوسرے یہ کہ میرا جنازہ رات کے وقت اٹھانا تاکہ مجھے کوئی نہ دیکھے۔ کیونکہ جو دیکھے گا وہ میری شامت اعمال کی وجہ سے افسوس کرے گا۔ تیسرے یہ کہ جب مجھے قبر میں رکھا جائے تو میرے پاس رہنا۔ شاید فرشتے مجھے عذاب کرنے لگیں۔ تو تیرے قدموں اور تیرے سینے کی آہ کی برکت سے مجھے اس عذاب سے خلاصی نصیب ہو جائے۔ یہ وصیت کرتے ہی دم برابر ہو گئے۔ اس کی ماں نے اس کی وصیت کے مطابق اس کے گلے میں رسی ڈالنی چاہی تو گھر کے ایک کونے سے آواز آئی کہ دوست' دوست سے جا ملا۔ اس جوان سے ہاتھ اٹھا لے۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے ایسا سلوک کون کرتا ہے۔ اس کے گلے میں رسی مت ڈالنا۔ کیونکہ یہ میرا ایک دوست ہے۔ میں نے اسے بخش دیا ہے۔

گریہ خوف

پھر فرمایا کہ اے درویش! ایک مرتبہ خواجہ حسن بصری خوف خدا سے اس قدر روئے کہ پرنالہ بہہ نکلا۔ رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نیچے کھڑی تھیں یہ دیکھ کر اوپر گئیں کہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ رو رہے ہیں پوچھا کیوں روتے ہو؟ فرمایا خوف خدا سے۔ مجھے معلوم نہیں کہ قیامت کے دن میں کون سے گروہ میں ہوں گا۔

بعد ازاں فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس میں خوف خدا نہیں اس میں ایمان نہیں۔ وہ مسلمان ہی نہیں۔ اس

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

واسطے کہ مسلمان وہ ہوتا ہے۔ جس کے دل میں خوف خدا ہو۔

پھر فرمایا کہ ایک دفعہ خواجہ منصور عماد رحمۃ اللہ علیہ ایک محلے سے گزر رہے تھے کہ ایک گھر سے رونے کی آواز آرہی تھی کوئی یہ کہہ رہا تھا کہ اے پروردگار! میں نے بہت گناہ کیے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ قیامت کے دن میری کیا حالت ہوگی۔ آپ یہ سن کرنزدیک گئے تو اس کی زاری سن کر گھر کے شگاف میں منہ رکھ کر رونے لگے۔ اس گھر کے شگاف پر ہاتھ رکھ کر یہ پڑھا۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ عَلَیْھَا مَلٰٓئِکَۃٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۔ یعنی دوزخ ایک ایسا مقام ہے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور اس پر سخت طبیعت فرشتے مقرر کیے گئے ہیں جو کسی پر رحم نہیں کرتے جس طرح انہیں حکم ہوتا ہے۔ اسی طرح آدمیوں سے سلوک کرتے ہیں۔ خواجہ منصور فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ آیت پڑھی تو پھر اس گھر سے آواز نہ آئی۔ دیر بعد نعرہ کی آواز آئی اور وہ تڑپنے لگا۔ پھر میں دیر تک کھڑا رہا لیکن کوئی آواز نہ سنی۔ پھر آگے چلا گیا جب دن ہوا اور اس مکان کے پاس آیا اور حال پوچھا تو دیکھا کہ جنازہ رکھا ہوا ہے میں پوچھنے ہی کو تھا کہ گھر کا مالک کون ہے کہ اتنے میں ایک بڑھیا عورت روتی ہوئی نکلی میں نے پوچھا کہ اس بڑھیا کا اس متوفی سے کیا رشتہ ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ متوفی کی والدہ ہے۔ وہ شخص بہت پرہیز گار تھا، رات بھر نماز ادا کرتا رہتا۔ اور دن کو روزہ رکھتا اور حضرت رسول کریم ﷺ کی اولاد سے تھا۔ آج سحر کے وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مناجات کر رہا تھا کہ ایک مرد پاس سے گزرا جس نے قرآن شریف کی ایک آیت پڑھی۔ قرآن شریف سنتے ہی زمین پر گر پڑا اور فوت ہو گیا منصور عماد رحمۃ اللہ علیہ رونے لگے اور فرمایا کہ میں نے ہی آیت پڑھی تھی پھر اس نوجوان کی نماز جنازہ ادا کی۔

بعد ازاں شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نعرہ مار کر مصلّے پر گر پڑے اور ایک دن رات بے ہوش پڑے رہے جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ خواجہ عبداللہ سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ چالیس سال تک لگاتار روتے رہے۔ اس عرصے میں کسی نے ان کو ایک پل بھی رونے سے خالی نہ دیکھا، آپ سے سوال کیا گیا کہ صاحب! ہم نے آپ کو کبھی رونے سے خالی نہ پایا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا اے عزیزو! جب قیامت کا خوف اور ہول یاد آتا ہے جبکہ والدین فرزندوں کی پرواہ نہیں کریں گے اور فرزند والدین کی باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ سے بھاگے گا۔ بھائی بھائی سے اور مسلمان مسلمان سے۔ تو پھر ہنسی نہیں آتی۔ جس کے پیش ایسا دن آتا ہے اور جسے اپنا انجام معلوم نہیں اسے ہنسی کس طرح آسکتی ہے۔ اور اس کا رونا کس طرح تھم سکتا ہے؟ وہ نہایت ہی سنگ دل ہوگا جو ایسے دن کے خوف سے روتا نہ ہوگا اور اس بات کی سوچ و بچار نہ کرتا ہو کہ کس طرح اس سے خلاصی ہوگی۔

پھر فرمایا کہ رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن تمام لوگ ڈرتے ہوئے اور روتے ہوئے اٹھیں گے۔ لیکن اولیاء اللہ جو دنیا میں خوف خدا سے روتے تھے۔ ہنستے ہوئے اٹھیں گے۔ اس دن کی پرواہ نہیں کریں گے۔

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جناب رسول کریم ﷺ کو اپنا حبیب کہا۔ باوجود اس عظمت و بزرگی کے جب خوف خدا آنحضرت ﷺ پر طاری ہوتا تو ایسے مستغرق ہوتے کہ دن رات کی تمیز نہ رہتی تھی۔ راتوں کو کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے تو آنحضرت ﷺ کے پائے مبارک پھٹ جاتے اور خون بہہ نکلتا۔ جب جناب سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ یارو! اگر قیامت کے دن مجھے اور میرے بھائی عیسیٰ کو دوزخ میں ڈال دیا جائے تو کون کہہ سکتا ہے کہ ایسا نہ کرو، کیونکہ تمام جہان اس کی

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

ملکیت ہے جو شخص اپنی ملکیت میں کسی قسم کا تصرف کرتا ہے۔اسے ظلم نہیں کہتے۔ ظلم اسے کہتے ہیں جو کسی دوسرے کی ملکیت میں تصرف کیا جائے۔

پھر فرمایا کہ شیخ نجم الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ از حد یادِ الٰہی میں مشغول تھے۔ میں نے اس قدر سیر وسیاحت کی ہے۔ لیکن آپ کے برابر کسی کو یادِ حق میں مشغول نہیں دیکھا۔ جب آپ پر خوفِ خدا غالب آتا تو آپ کو معلوم نہ ہوتا کہ یہ کونسا دن ہے اور کونسا مہینہ ہے یا کونسا سال ہے اور یہ حالت تقریباً ہر وقت آپ پر طاری رہتی اور بڑی حیرت میں رہتے۔

پھر فرمایا کہ خائف یعنی ڈرنے والا اس شخص کو کہتے ہیں جس میں یہ تین باتیں پائی جاتی ہوں۔ اول روزے کی خاطر کم کھانا' دوسرے نماز کے لیے کم بولنا' تیسرے ذکر کے واسطے کم سونا۔ پس جس دل میں یہ تین باتیں نہیں۔ اسے خائف نہیں کہہ سکتے۔

پھر فرمایا کہ جس طرح تین باتیں درویش کے لیے ضروری ہیں۔ اسی طرح خوف' امید اور محبت ضروری ہیں۔ دل میں خوف کے ہونے سے ترکِ گناہ حاصل ہوگی، جس سے نجات کی امید ہوسکتی ہے۔ اور دل میں اپنی کی ہوئی طاعت کی امید رکھنے سے بہشت میں مرتبہ حاصل ہوسکتا ہے۔ مکروہات سے پرہیز کرنے کو محبت کہتے ہیں، جن سے رضائے حق حاصل ہوتی ہے۔

توکل علی اللہ

پھر فرمایا عقل مند وہ شخص ہے جو سب کاموں میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور کسی سے کسی طرح کی امید نہ رکھے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کو حج کی آرزو ہوئی تو گدھے پر سوار ہو کر حج کو روانہ ہوئیں۔ جب جنگل میں پہنچیں تو گدھا مر گیا اور آپ کا اسباب پڑا رہ گیا لوگوں نے آ کر کہا کہ لاؤ ہم بوجھ اٹھا لیں فرمایا کہ میں تمہارے بھروسے پر روانہ نہیں ہوئی۔ جس پر میرا توکل ہے وہ خود میرا اسباب پہنچا دے گا۔ یہ کہہ کر قافلہ تو روانہ ہوگیا اور آپ تنہا رہ گئیں۔ آسمان کی طرف منہ کر کے کہا کہ پروردگار! تو نے ضعیفہ سے اچھا سلوک کیا۔ کہ جنگل میں اس کا گدھا مار دیا ابھی یہ بات اچھی طرح نہ کہنے پائی تھیں کہ گدھا زندہ ہوگیا۔ آپ اس پر اسباب رکھ کر روانہ ہوئیں۔

بعد ازاں فرمایا کہ ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ تیس سال تک متوکل رہے اور خلقت سے گوشہ گیری اختیار کی اس تیس سال کے عرصہ میں کسی طرف رجوع نہ کیا۔ جب آپ نے حج کا ارادہ کیا تو ٹھان لی کہ اور لوگ تو پاپیادہ حج کو جاتے ہیں میں سر کے بل جاؤں گا، چنانچہ ہر قدم پر دوگانہ ادا کرنا شروع کیا۔ جب آگے بڑھے تو جنگل میں ستر آدمی برقع پوش سر کٹے خون میں آلودہ پائے۔ جن میں ایک سسک رہا تھا، اس نے آواز دی کہ اے ابراہیم (رحمۃ اللہ علیہ)! ہمیں جو مقتول دیکھا ہے اس کی کیفیت یوں ہے کہ ہم ستر صوفی متوکل تھے۔ ہم توکل کی نیت کر کے حج کو روانہ ہوئے اور عہد کر لیا کہ ہم کسی سے بات نہیں کریں گے۔ جب اس جنگل میں آئے تو خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے۔ ان سے ملاقات میں مشغول ہوگئے۔ آواز آئی کہ اے بدعہد مدعیو! کیا تم نے ہم سے یہی وعدہ کیا تھا؟ تم نے اپنا اقرار فراموش کر دیا اور غیر میں مشغول ہوگئے۔ اتنے میں ایک تلوار آسمان سے نمودار ہوئی۔ جس سے سب کے سر قلم ہوگئے۔ اے ابراہیم! جو شخص راہِ توکل میں قدم رکھتا ہے اگر وہ توکل سے ذرہ بھر بھی تجاوز کرے تو اس کی یہی حالت ہوتی ہے جو اس وقت ہماری ہے۔ وہ برقع پوش یہ حکایت بیان کر کے فوت ہوگیا۔ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کو اس بات سے تعجب ہوا۔ جب واپس

WORLD FOR HUMANITY SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

پھرے تو دیکھا کہ رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا بیٹھی ہیں۔ اور کعبہ آپ کا طواف کر رہا ہے۔ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اور رابعہ رحمۃ اللہ علیہا سے کہا کہ یہ کیا شور برپا کر رکھا ہے۔ رابعہ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ میں نے یا آپ نے؟ چودہ سال سے سر کے بل حج کو جا رہے ہیں اور آج تک دیدار نصیب نہیں ہوا۔ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ آپ کو خانہ کعبہ دیکھنے کی آرزو ہے اور میں خانہ کعبہ کے مالک کو دیکھنا چاہتی ہوں۔ پس جسے گھر کے مالک کو دیکھنے کی خواہش ہو گھر کے اندر آ جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! خواجہ قطب الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بیس سال تک عالمِ توکل میں رہے اور خلقت سے گوشہ گیری اختیار کیے رہے۔ اس عرصے میں باورچی خانہ میں چیزوں کی ضرورت ہوتی تو خادم آ کر التماس کرتا۔ تو آپ ایک مقام کی طرف اشارہ کرتے کہ وہاں سے روپیہ پیسہ اور اناج وغیرہ جس قدر ضرورت ہو لے لو۔ لے جا کر درویشوں کو کھلاتا۔

پھر فرمایا کہ سجادے پر بیٹھنے کا مستحق وہ شخص ہے جو عالمِ توکل میں رہے اور کسی مخلوق اور کسی چیز کی توقع نہ رکھے اگر اس میں یہ بات نہیں پائی جاتی تو وہ سجادہ نشینی کے لائق نہیں بلکہ اہل تصوف کے نزدیک وہ جھوٹا مدعی ہے۔

پھر فرمایا کہ توکل وہ تھا جو خواجہ قطب الدین بختیار اوشی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل تھا۔ چنانچہ میں نے کبھی آپ کو کسی قسم کی فتوح قبول کرتے نہیں دیکھا یا کسی سے توقع کرتے نہ سنا نہ دیکھا جب خادم کو درویشوں کی خوراک کے لیے روپے پیسے یا اناج کی ضرورت ہوتی تو آ کر التماس کرتا اور آپ مصلّے تلے سے چند اشرفیاں نکال کر دے دیتے اور وہ صبح سے شام تک خرچ کر دیتا جب خانقاہ میں کوئی مسافر آ جاتا تو اسے خالی نہ جانے دیتے۔ کچھ نہ کچھ ضرور عطا فرماتے جس قدر کھانا دستر خوان میں ہوتا اس میں ذرا بھی کمی نہ آتی۔

پھر فرمایا کہ اہل توکل پر حقائق میں ایسا وقت بھی آتا ہے کہ اگر اس وقت انہیں آگ میں پھینک دیا جائے تو مطلق خبر نہیں ہوتی۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ حبیب رحمۃ اللہ علیہ ملک شام کی طرف بطور مسافر روانہ ہوئے۔ عالم توکل میں جس منزل پر پہنچے۔ آبادی سے دور ویرانے میں رات بسر کرتے۔ عالم غیب سے آپ کو کھانا پہنچ جاتا جب دن ہوتا تو پھر روانہ ہوتے جب شام میں پہنچے تو وہاں پر ایک بزرگ کو دیکھا جو از حد یادِ الٰہی میں مشغول تھا۔ دن کو روزہ رکھتا اور رات کو جاگتا رہتا۔ اندر جا کر اسے سلام کیا۔ فرمان ہوا کہ بیٹھ جاؤ۔ بیٹھ گئے۔ تو دل میں خیال آیا کہ یہ بزرگ جنگل میں رہتا ہے۔ اسے روزی کہاں سے ملتی ہے؟ جونہی یہ خیال آیا اس بزرگ نے فرمایا اے خواجہ! تقریباً ستر سال سے میں اس غار میں رہتا ہوں۔ مجھے عالم غیب سے روزی پہنچ جاتی ہے۔ آج کی رات اگر تو میرے ہاں مہمان رہے تو تجھے میرے توکل کا ذوق معلوم ہو جائے۔ کہ میں کہاں سے کھاتا ہوں۔

الغرض! آپ نے شام کی نماز اس بزرگ کے ہمراہ ادا کی تو اتنے میں ایک شخص شیر پر سوار دستر خوان لے کر آ پہنچا جب نزدیک آ گیا تو شیر سے اتر کر دستر خوان اس بزرگ کے پاس رکھ کر آپ دست بستہ پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ جب وہ بزرگ نماز سے فارغ ہوا تو فرمایا کہ خوانچہ آگے لاؤ ابھی کھانا نہ شروع کیا تھا کہ اور صوفی آ گئے۔

الغرض! سب نے مل کر کھانا کھایا۔ کھانا کھانے کے بعد اس بزرگ نے زمین پر ہاتھ مارا تو ایک چشمہ بہہ نکلا جس سے

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF

www.syedajmersharif.com

سب نے مل کر پانی پیا اور خدا کا شکر ادا کیا اور اللہ اکبر کہا اور بیٹھ گئے۔ پھر اس بزرگ نے فرمایا کہ اے خواجہ! تو کہتا تھا کہ یہ کہاں سے کھاتا ہے دیکھ میری روزی اس طرح مجھے پہنچتی ہے۔

نیز فرمایا کہ جو شخص عالم توکل میں حق تعالیٰ کے کرم پر بھروسہ کرتا ہے اسے عالم غیب سے روزی پہنچتی ہے اور جو کچھ وہ طلب کرتا ہے اسے مل جاتا ہے۔

شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ یہ فوائد ختم کر کے اٹھ بیٹھے اور میں اور لوگ واپس چلے آئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِکَ ۔

فصل دوازدہم

ذکر طاقیہ لاطیہ

جب قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا اس وقت بغداد سے آئے ہوئے چند صوفی اور شیخ برہان الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ حاضر خدمت تھے۔ لاطیہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی تو زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش! قاضی ابو یوسف کی روایت کے مطابق کلاہ دو قسم کی ہے ایک لاطیہ دوسرے ناشزہ۔ لاطیہ سر سے نیچے کی ہے ناشزہ وہ جو سر سے اوپر اٹھی رہے پہلی قسم کی کلاہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سر مبارک پر پہنی ہے دوسری سیاہ ہوتی ہے جو بعض مشائخ سر پر رکھتے ہیں لیکن اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت کم سر مبارک پر رکھا ہے۔

بعدازاں فرمایا کہ ایک مرتبہ قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ یاروں کو حدیث کا سبق پڑھا رہے تھے اور صوفیانہ کلاہ سر پر رکھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک شخص نے آکر قاضی صاحب سے سوال کیا کہ آیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ کلاہ پہنی ہے یا سفید؟ قاضی صاحب نے جواب دیا' سفید۔ پھر اس نے پوچھا کہ لاطیہ پہنی ہے یا ناشزہ؟ فرمایا لاطیہ' سائل نے کہا آپ نے تو سیاہ اور ناشزہ سر پر پہنی ہوئی ہے اس صورت میں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو سنتوں کی مخالفت کی اور پھر حدیث کا ذکر کر رہے ہیں۔ قاضی صاحب نے سوچ کر فرمایا کہ تو نے یہ دو باتیں جو مجھ سے کی ہیں یہ دو حال سے خالی نہیں یا تو حق کی خاطر ہیں یا مجھے دکھ دینے کے لئے۔ اگر حق کی خاطر ہیں تو منظور۔ لیکن اگر میری تکلیف کے واسطے ہیں تو تجھ پر افسوس ہے۔ سائل نے کہا میں نے حق کی خاطر کی ہیں۔ اس واسطے کہ آپ دین کے امام ہیں آپ کو خلاف سنت کوئی کام نہیں کرنا چاہیے۔

کلاہ کی اصل اور بہشتی کلاہ

بعدازں فرمایا کہ اے درویش۔ کلاہ کی اصل اللہ تعالیٰ سے ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بہشت سے چار کلاہ لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے اور عرض کی یا رسول اللہ فرمان الٰہی یوں ہے کہ انہیں پہلے خود سر مبارک پر کرو اور پھر جسے مرضی ہو دو اور اپنا خلیفہ بناؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے خود سر مبارک پر رکھے اور پھر امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک گوشیہ کلاہ عنایت کر کے

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

فرمایا۔ یہ آپ کا کلاہ ہے جسے مرضی ہو عطا کرنا پھر دو گوشیہ کلاہ امیر المومنین عمر خطاب رضی اللہ عنہ کو عنایت کر کے فرمایا یہ آپ کا کلاہ ہے جسے چاہیں عنایت فرمائیں پھر سہ گوشیہ کلاہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کو مرحمت کر کے فرمایا یہ آپ کا کلاہ ہے جسے چاہیں دیں پھر چار گوشیہ کلاہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے سر مبارک پر رکھ کر فرمایا کہ اے علی! یہ کلاہ تیرا ہے صوفیا میں سے جسے چاہے عنایت کر مجھے فرمان یہی تھا کہ چو گوشیہ ٹوپی علی کو دینا۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! کلاہ سر پر وہ شخص رکھتا ہے جو دنیا سے بالکل قطع تعلق کرے اور دولت مندوں اور اہل دنیا کی صحبت کو ترک کر دے اور کلاہ کا جو حق ہے ادا کرے تا کہ قیامت کے دن جناب رسول کریم ﷺ اور خلفاء اور مشائخ طبقات سے شرمندہ نہ ہووے۔

پھر فرمایا کہ ٹوپی سر پر لینا تو سہل ہے لیکن اس کے احکام و شرائط بجالانا بہت مشکل ہیں اگر اس کے احکام و شرائط کا ایک ذرہ بھر بھی بجانہ لایا جائے تو جھوٹا مدعی ٹھہرتا ہے۔ نہ کہ صدیق اور راست گو۔

پھر فرمایا کہ خواجہ یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عادت تھی کہ جب کوئی شخص مرید ہونے کے ارادے سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ ایک سال تک لگا تار اس سے خدمت لیتے پھر جب دیکھتے کہ کلاہ کے لائق ہو گیا ہے تو کلاہ عنایت کر کے فرماتے کہ دیکھ! اگر تو کلاہ کے حق ادا کرے گا تو تجھے نجات حاصل ہوگی ورنہ رسول خدا ﷺ کا کلاہ خود تجھے سزا دے گا۔

مستحق کلاہ کون ہے؟

ایک دفعہ بدخشاں کا کوئی بزرگ زادہ خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کلاہ لینے کے لئے ملتمس ہوا۔ خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب اس کے باطن میں نگاہ کی تو اسے دنیاوی آلائشات میں ملوث پا کر انکار کر دیا۔ وہ اس ولایت کے بزرگ کی سفارش لایا تو آپ نے کلاہ عنایت کر کے فرمایا کہ دیکھ! تو کلاہ تو لیتا ہے لیکن اس کی قدر نہیں کرے گا جو اس کی قدر کرتا ہے وہ دنیا کے فریب میں نہیں آتا۔ اس نے اس بات کا کچھ خیال نہ کیا کلاہ لے کر بدخشاں گیا۔ اپنی عادت کے مطابق برے کاموں میں مشغول ہو گیا اور کلاہ اتار کر طاق میں رکھ دیا۔ جب یہ خبر خواجہ صاحب نے سنی تو فرمایا کہ یہ کلاہ اس کی خبر کیوں نہیں لیتا۔ چنانچہ بہت مدت گزرنے نہ پائی کہ وہ بزرگ زادہ کسی تہمت میں گرفتار ہوا اور اس کی آنکھیں نکالی گئیں جن کے درد سے وہ فوت ہو گیا۔ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے آب دیدہ ہو کر حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس زمانے میں اب کلاہبازی ہوتی ہے۔ جو چاہتا ہے سر پر رکھ لیتا ہے لیکن اس کا ذرہ بھر بھی حق بجا نہیں لاتا۔

پھر فرمایا کہ چونکہ کلاہ اور خرقے کی بے عزتی کرتے ہیں اس لئے اس زمانے میں خیر اور برکت نہیں رہی اکثر اہل خرقہ و کلاہ قمار خانوں اور بادشاہوں اور امراء کی صحبت میں رہتے ہیں جس زمانے میں اس قسم کے اہل خرقہ و کلاہ ہوں اس میں برکت کیا ہو سکتی ہے لیکن پھر بھی ہزار شکر ہے کہ بلا نازل نہیں ہوتی اگر نازل ہو تو پہلے اہل خرقہ و کلاہ پر ہو اور بعد میں خلقت پر۔

پھر فرمایا کہ اس درویش کی نسبت نہایت تعجب ہے جو رسول خدا ﷺ کی کلاہ سر پر رکھ کر اس کی حق ادائی نہیں کرتا اور دولت مندوں اور امراء کی خدمت میں جاتا ہے بڑے تعجب کی بات ہے کہ اس کی صورت مسخ نہیں ہو جاتی اور وہ خلقت میں رسواء کیوں

WORK FOR HUMANITY SYED AJMER SHARIF

www.syedajmersharif.com

نہیں ہوتا۔

پھر فرمایا کہ پیر کو کلاہ اس شخص کو دینا چاہیے جس کا ظاہر و باطن روشن ہو جب کوئی کلاہ کا خواستگار ہو تو پہلے نور معرفت سے اس کے باطن کو دنیاوی آلائشوں سے صاف کرے جب اس کا ظاہر و باطن پاک ہو جائے اور کسی قسم کی آلائش باقی نہ رہ جائے تو پھر کلاہ دے اگر ایسا نہ کرے گا تو خود بھی گمراہ ہوگا اور اس مرید کو بھی گمراہ کرے گا۔ پس اے درویش اتنے اہل خرقہ وکلاہ جو روزی کی خاطر در بدر ہوتے ہیں اور روٹی کے محتاج ہیں اس کی یہی وجہ ہے کہ وہ بد دیانت ہیں یعنی کلاہ سر پر رکھ کر اس کا حق ادا نہیں کرتے اس واسطے وہ بدروزگاری میں مبتلا ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اہل کلاہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے آگے سر نہیں جھکاتے جب کسی اہل کلاہ کو بادشاہوں اور امراء کے پاس جاتا دیکھے تو اس سے کلاہ چھین لینی چاہیے کیونکہ وہ کلاہ کے لائق نہیں اس واسطے کہ رسول اکرم ﷺ کی کلاہ سر پر رکھ کر امیروں اور بادشاہوں کے پاس جا کر اس کی بے عزتی نہیں کرنی چاہیے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ میں خواجہ اجل شیرازی کی خدمت میں حاضر تھا آپ کے ایک مرید کی نسبت آپ سے کسی نے شکایت کی کہ وہ آپ سے پوشیدہ بادشاہوں اور امراء کے پاس جاتا ہے فوراً آپ کی زبان سے نکلا کہ ہمارے پیر کی کلاہ اس کی گردن کا مہرہ کیوں نہیں توڑتی ابھی یہ بات اچھی طرح کہنے بھی نہ پائے تھے کہ وہ مرید چھت سے گرا اور اس کی گردن کا مہرہ ٹوٹ گیا۔

کلاہ کا حق

بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی کہ اے درویش الشیخ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کی یہ عادت تھی کہ اگر ایک لاکھ آدمی بھی مرید ہونے کی نیت سے آتے تو سب کو کلاہ عنایت فرماتے اور کلاہ دے کر یہ فرماتے کہ جو اس کلاہ کا حق ادا نہیں کرے گا وہ میرے پیر کی بیعت پر نہیں اور یہی کلاہ اسے سزا دے گی لیکن آپ کے مریدوں میں سے کوئی بھی ایسا نہ نکلا جس نے کلاہ کی حق ادائی میں کمی کی ہو۔

پھر فرمایا کہ اہل کلاہ کو کلاہ سزا تو دیتی ہے لیکن انہیں معلوم نہیں ہوتا کہ یہ سزا کہاں سے ملی ہے اگر وہ کلاہ کا حق ادا کریں تو کبھی مصیبت و آزمائش کا نشان تک ان میں نہ پایا جائے اور دنیا و آخرت میں بالکل محفوظ رہیں۔

پھر فرمایا کہ اہل کلاہ کی جو بے عزتی ہوتی ہے تو اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ وہ اس کا حق ادا نہیں کرتے اے درویش! کلاہ کے چار گوشے ہیں۔ پہلا شریعت کا دوسرا طریقت کا تیسرا معرفت کا اور چوتھا حقیقت کا۔ پس جو ان چاروں خانوں میں استقامت اختیار کرے گا اس کے لئے کلاہ سر پر کرنی جائز ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ پیر طریقت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کلاہ سر پر کرنی کس کے لئے واجب ہے! فرمایا۔ جو اٹھارہ ہزار عالم سے بیزار ہو۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! جب تک تو چاروں عالموں سے اپنے آپ پر نگاہ نہیں رکھ سکتا۔ تیرے لئے کلاہ پہننا واجب نہیں۔

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

اوّل: عالم چشم...... یعنی آنکھ کو تمام نا قابل دید چیزوں کے دیکھنے سے روکے۔

دوسرے: عالم گوش...... یعنی کانوں کو نا قابل شنید باتوں کے سننے سے روکے۔

تیسرے: عالم زبان...... جب تک تو زبان کو گونگا نہ بنائے گا۔ کلاہ کا مستحق نہیں ہوگا۔

چوتھے: عالم دست و پائے...... جب تک ہاتھ پاؤں کو ممنوعہ افعال سے نہ روکے گا۔

کلاہ کے لائق نہیں ہوگا جو یہ چاروں باتیں بجالاتا ہے اس کے لئے جائز ہے کہ کلاہ سر پر رکھے۔

ایک مرتبہ خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کلاہ سر پر کرنی کس کے لئے واجب ہے۔ فرمایا! اس کے لئے جو کلاہ پہن کر دنیا وما فیہا کو تین طلاق دے دے۔

پھر فرمایا کہ ایک روز خواجہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اہل کلاہ میں سے صادق کون ہے؟ فرمایا' جو اپنا تمام مال واسباب راہ خدا میں صرف کر دے اور اپنے لئے کچھ بھی نہ بچا رکھے۔

کلاہ کے اسرار

پھر فرمایا کہ خواجہ عبداللہ سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ کلاہ کے چار کونے ہیں۔ پہلا اسرار وانوار کا۔ دوسرا محبت وتوکل کا۔ تیسرا عشق واشتیاق کا۔ اور چوتھا رضا اور موافقت کا۔ پس جب کوئی شخص کلاہ سر پر کرتا ہے تو یہ چاروں چیزیں اس کی چوٹی میں جمع ہوتی ہیں۔

پھر فرمایا کہ پہلا خانہ اسرار وانوار کا۔ دوسرا محبت وتوکل کا۔ تیسرا عشق واشتیاق کا اور چوتھا رضا اور موافقت کا ہے۔ تو پھر لوگ اپنے تئیں کیوں اس نعمت سے محروم رکھتے ہیں اور جب کلاہ پہنتے ہیں تو پھر کیوں اس کا حق ادا نہیں کرتے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک درویش میرے پاس آیا اس وقت میں اور قاضی حمیدالدین ناگوری (رحمۃ اللہ علیہ) ایک مجلس میں تھے اور کلاہ کی بابت گفتگو ہو رہی تھی۔ فرمایا کہ کلاہ دوست کا مونس ہے۔ حق تعالیٰ کے عشق ومحبت سے مرکب ہے۔ پس اس راہ میں حقیقت کا عاشق وہ شخص ہے جو اس کلاہ کی قدر جانتا ہے اور فرمایا کہ یہ رباعی کلاہ کے بارے میں آپ کی زبان مبارک سے سنی تھی۔

در طاقیہ فقر و زہد و شوق است ہمہ اسرار جمالِ دوست ذوق است ہمہ
چوں برسر خود بنہادی آں مونس دوست مے سوز دعشق او کہ شوق است ہمہ

بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی کہ میں نے سلوک اولیاء میں لکھا دیکھا ہے کہ کلاہ پوش جس قدر طاعت وعبادت اور مجاہدہ کرتا ہے اسی قدر اس پر رحمت حق کا سایہ ہوتا ہے اس واسطے کہ کلاہ رحمت الٰہی کا سائبان ہوتا ہے جب قیامت کو صاحب کلاہ اٹھیں گے تو وہ کلاہ دوزخ اور صاحب کلاہ کے درمیان حجاب ہو جائے گا۔ جس کی لمبائی پانچ سو سالہ راہ کے برابر ہوگی۔ پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے ایک واصل سے سنا کہ انسان اس وقت تک خدا رسیدہ نہیں ہوتا جب تک کلاہ نہ پہنے اور کسی کا مرید نہ بنے اور بہت مجاہدہ نہ کرے۔ پھر فرمایا کہ خواجہ ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ دین ودنیا کی سعادت کس چیز میں ہے۔ فرمایا' میں نے خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ دین ودنیا کی سعادت کلاہ میں رکھی ہے جو اسے پہن کر اس کا حق ادا کرتا ہے اسے دین د

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

دنیا کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ کوئی کلاہ پوش کسی ایسے کام میں مشغول ہوا۔ جس میں حق تعالیٰ کی رضا نہ تھی جب اس کام سے فارغ ہوا تو آواز آئی کہ اے مدعی! تو رسول اللہ ﷺ کی کلاہ سر پر کر کے ایسے فعل کرتا ہے یا تو یہ فعل قبیحہ چھوڑ دے یا سر پر سے کلاہ دور کر اور کسی ایسے شخص کو دے جو اس کا حق ادا کر سکے اس نے یہ سن کر اس فعل سے بالکل توبہ کر لی اور خانہ کعبہ میں چالیس سال تک معتکف رہا۔ آخر جب فوت ہوا تو وہیں اس کا مدفن بنایا گیا۔

بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی کہ میں نے شیخ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ درویش خلق کو کلاہ اس وقت عنایت کر سکتا ہے جبکہ اس میں چار باتیں پائی جائیں۔

اوّل قضائے حاجت کے سوا مصلّے سے نہ اٹھے اور کٹیا کا دروازہ کسی کے لئے کھلا نہ رکھے مگر اس وقت جبکہ عالم غیب سے کوئی چیز میسر ہو۔

دوسرے جب کوئی کلاہ کے لئے ملتمس ہو تو جب تک نور باطنی سے اس کے ظاہر و باطن کو روشن نہ دیکھ لے کلاہ نہ دے۔

تیسرے اس کے جماعت خانے میں علم کا چرچا ہو۔ جب کوئی کسی چیز کی بابت اس سے سوال کرے تو فوراً شافی وکافی جواب دے۔ یہ نہ کہے کہ فلاں کتاب میں دیکھو۔

چوتھے اسے ولایت حاصل ہو یعنی مرید کا ہاتھ پکڑتے ہی اسے خدا رسیدہ بنا دے۔ ولایت یا تو کسی اہل کو دے کر فوت ہو اگر کوئی لائق نہ ملے تو سب ہمراہ لے جائے جب شیخ الاسلام ؒ نے یہ فوائد ختم کئے تو ظہر کی نماز کی اذان ہوئی آپ اٹھ کر دولت خانے میں تشریف لے گئے اور میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

فصل سیزدہم

درویشی کی حقیقت

جب قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا اس وقت مولانا محمد صوفی ؒ، خواجہ عزیز درویش، مولانا یحییٰ غریب ؒ، شیخ بدرالدین غزنوی ؒ، شیخ جمال الدین ہانسوی ؒ، شیخ جمال الدین عرف غریب، شیخ علاؤ الدین درویش ؒ اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ درویشی کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش! درویشی دراصل وہ تھی جو رسول کریم ﷺ کو حاصل تھی کہ اختیار سے فقر قبول کیا اور گودڑی پہنی جب پہنی تو حکم ہوا کہ حجاب عظمت سے لے کر آسمان تک کے سارے فرشتے گودڑی پہنیں۔ جب سب نے پہنی تو سجدے میں سر رکھ کر عرض کی کہ اے پروردگار! ہمیں مطلع فرمائیں کہ کس کی موافقت سے ہم نے یہ گودڑی پہنی۔ فرمایا گیا کہ رسول خدا ﷺ کی موافقت سے جو میرا حبیب ہے اور جس نے آج گودڑی پہنی ہے۔

WORKING FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

بلند ہے مقام درویشی

پھر فرمایا کہ اے درویش! اگر رسول اللہ ﷺ درویشی قبول نہ فرماتے تو درویشی کی برکت اس جہان میں نہ ہوتی اور کوئی زندہ نہ رہتا سب ہلاک ہو جاتے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ دنیا اور اہل دنیا کس بات (بنیاد) پر قائم ہیں۔ فرمایا' درویشوں کے قدموں کی برکت سے اے عیسیٰ! اگر درویش جہان میں نہ ہوتے یا زمین انہیں قبول نہ کرتی تو دولت مندوں کو میرا قہر نگل جاتا اور سب کو ہلاک کر دیتا۔

پھر فرمایا کہ اگر محبت ہے تو یہی درویشوں کی محبت ہے۔ جب شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز کے جماعت خانے میں کوئی درویش نہ آتا تو فرماتے کہ آج نعمت مجھ سے لے لی گئی ہے کہ کوئی درویش نہیں آیا۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول خدا ﷺ بیٹھے تھے کہ جبرائیل علیہ السلام نے آ کر یہ فرمان الٰہی سنایا کہ اے میرے حبیب ﷺ! جو لوگ فقیروں سے محبت کرتے ہیں اور ان کو اپنے پاس بٹھاتے ہیں تُو ان کے ساتھ دوستی کر اور ان سے مل بیٹھ۔

پھر فرمایا کہ رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ صابر درویش کی دو رکعت نماز کو شاکر دولت مندوں کی ستر رکعتوں پر شرف حاصل ہے شاکر دولت مند وہ ہوتا ہے جو اپنا مال واسباب راہ خدا میں صرف کر دے۔

پھر فرمایا کہ حضرت سلیمان صلوٰۃ اللہ علیہ کی یہ عادت تھی کہ جب افطار کا وقت ہوتا مسجد کے دروازے پر جا بیٹھتے جو بھوکا درویش ہوتا اس کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے اور پھر واپس جاتے۔

پھر فرمایا کہ قیامت کے دن درویشوں سے معافی مانگی جائے گی اور دولت مندوں سے حساب لیا جائے گا۔

پھر فرمایا کہ میں نے شیخ اوحد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنا ہے کہ قیامت کے دن درویشوں کو حکم ہوگا کہ ترازوئے صراط کے پاس جا کر ان اشخاص کو اپنے ہمراہ بہشت میں لے جاؤ۔ جنہوں نے دنیا میں تم سے نیک سلوک کیا۔

درویشوں سے رُوگردانی کی سزا

پھر فرمایا کہ قیامت کے دن بعض ایسے آدمی ہوں گے جنہوں نے دنیا میں طاعت نماز روزہ وغیرہ سب کچھ کیا ہوگا لیکن دوزخ میں جانے کا حکم ہوگا' وہ پوچھیں گے کہ ہم نے تو دنیا میں نیک عمل کئے پھر کیوں دوزخ میں بھیجا جاتا ہے؟ حکم ہوگا کہ تم نے دنیا میں درویشوں سے روگردانی کی بعض آدمی ایسے ہوں گے جنہوں نے دنیا میں کوئی نیک عمل نہیں کیا۔ بلکہ گناہ در گناہ کرتے رہے ہیں ان کے لئے بہشت میں جانے کا حکم ہوگا۔ وہ حیران رہ جائیں گے کہ ہم نے تو کوئی نیک عمل نہیں کیا پھر کس سبب سے ہمیں بہشت کا حکم ہوا ہے فرمان ہوگا کہ گو تم نے دنیا میں گناہ کئے ہیں لیکن تمہارے دلوں میں درویشوں کی محبت تھی اور تم نے ان سے نیک سلوک کیا جس کی برکت سے تمہیں جنت جانا نصیب ہوا کوئی راحت درویشوں کی محبت سے بڑھ کر نہیں لیکن یہ ہے دشوار کام۔ فاقہ کی رات درویش کے لئے معراج کی رات ہوتی ہے۔

پھر فرمایا کہ اگر شہروں اور مقاموں میں درویشوں کی برکت نہ ہوتی تو غیر آباد ہو جاتے جو شہر و مقام دنیا میں آباد ہیں وہ

SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

سب درویشوں کی برکت سے ہیں۔

درویشوں کی برکت

پھر فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اے موسیٰ (علیہ السلام)! اگر درویشوں کی دعا نہ ہوتی تو ہم سارے شہروں اور مقاموں کو برباد کر دیتے تمام جہان انہیں کی برکت سے قائم ہے۔

پھر فرمایا کہ درویش کو کسی شہر سے آزردہ دل ہو کر نہیں جانا چاہیے۔ نہیں تو وہ شہر برباد ہو جائے گا۔

پھر فرمایا کہ شیر خان والیٔ ملتان میرا چنداں معتقد نہ تھا میں نے بہتیری طرح سمجھایا کہ درویشوں سے کینہ رکھنا اچھا نہیں کیونکہ اس سے ملک میں خلل آتا ہے لیکن اس نے پروانہ کی چنانچہ ایک دفعہ مغلوں نے اس پر حملہ کیا جس میں اور کوئی نہ مارا گیا صرف شیر خان ہی مارا گیا پھر یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا۔

درویش را بشہر نبودے اگر قیام　　　گشتے سراسر ایں ہمہ عالم خراب حال

پھر فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی شہر مقام یا محلے کو برباد و تباہ کرنا چاہتا ہے یا مصیبت قحط اور وبا میں مبتلا کرنا چاہتا ہے یا لوگوں کو پریشان اور تباہ کرنا چاہتا ہے تو اس شہر و مقام یا محلے سے مشائخ اور علماء کو اٹھا لیتا ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ لاہور شہر اس طرح خراب ہوا کہ اس شہر میں ایک بزرگ بدھن نام رہتا تھا جو تارک الدنیا تھا جس روز مغل لاہور آنے والے تھے۔ وہ جامع مسجد میں گیا اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے مسلمانو! اب ہم اس شہر سے جاتے ہیں۔ کسی نے نہ پوچھا کہ کیوں جاتے ہو؟ بلکہ کہا کہ بہتر ہے اگر ایسا درویش یہاں سے چلا جائے۔ جب آپ شہر چھوڑ گئے تو مغلوں نے شہر کو تاخت و تاراج کیا اور لوگوں کو قید کر کے لے گئے۔ پھر فرمایا کہ جب شہر سے کوئی درویش یا عالم فوت ہو جاتا ہے تو فرشتے اس کی موت پر افسوس کرتے ہیں اور روتے ہیں۔ پس! جس شہر میں درویش نہیں۔ اس شہر میں خیر و برکت نہیں۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک درویش کے پاس گئے جو سویا ہوا تھا اسے جگا کر فرمایا کہ اٹھ! اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اس نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت کی ہے جس سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں ہو سکتی۔ پوچھا وہ کیا؟ کہا دنیا کا ترک۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! اللہ تعالیٰ نے قران مجید میں فرمایا ہے کہ عن اللہ تعالی تقلیل من عمل ۔ پھر فرمایا۔ جو شخص درم و دینار چھوڑے بغیر دنیا سے گزر جائے وہ مسکین ہے اور اس کے بارے میں رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ بہشتی ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول خدا ﷺ سے سائل نے کچھ مانگا۔ اس وقت کوئی چیز موجود نہ تھی سائل محروم چلا گیا۔ آنحضرت ﷺ کے دل مبارک میں خیال آیا کہ اگر دنیا کی کوئی چیز میرے پاس ہوتی تو سائل محروم تو نہ جاتا۔ یہ خیال آتے ہی جبرائیل علیہ السلام نے دین و دنیا کے خزانوں کی چابیاں لا رکھیں کہ اگر جناب چاہیں تو استعمال کر سکتے ہیں۔ مسکرا کر فرمایا کہ جس نے اپنے خیال سے فقیری پسند کی ہو وہ ان خزانوں کو کیا کرے گا؟

پھر فرمایا کہ رسول خدا ﷺ نے جو فرمایا ہے کہ "الدنیا مزرعة الأخرة" دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ تو اس سے مراد یہ ہے

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

کہ صدقہ دو آخرت کو تمہارے کام آئے چنانچہ مثل مشہور ہے کہ جیسا بوؤ گے ویسا کاٹو گے۔

پھر فرمایا کہ درویشی اس بات کا نام ہے جو شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل تھی کہ صبح سے شام تک جو آتا بغیر کچھ کھائے نہ جاتا۔

کمال درویشی

پھر فرمایا کہ ایک درویش شیخ سعید تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نام جو جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر تھے آپ کے ہاں اکثر فاقہ ہوتا۔ لیکن کسی سے کوئی چیز نہ لیتے ایک مرتبہ میں تین دن تک خانقاہ میں رہا کسی قسم کا کھانا نہ پکا۔ درویش اور آپ صرف خربوزوں پر گزارہ کرتے رہے جب یہ خبر والئی شہر نے سنی تو کہا کہ شیخ صاحب ہم سے کوئی چیز تو لیتے نہیں۔ ہم کیا کریں؟ یہ کہہ کر کچھ نقدی بھیجی کہ آپ کے خادم کو دینا اور اسے کہنا کہ تھوڑی تھوڑی کر کے خرچ کرے۔ سپاہی نے آکر خادم کو روپیہ دیا اور کہا کہ جیسی مصلحت دیکھو روپیہ خرچ کرو لیکن شیخ صاحب کو اس بات کی اطلاع نہیں دینا خادم آپ سے چھپا نہ سکا آخر یہ کہہ ہی دیا پوچھا کون لایا تھا اور کہاں کہاں اس نے قدم رکھا تھا وہاں کی مٹی کھود کر باہر پھینک دو اور خادم کو مع روپیہ باہر نکال دیا۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے ہاں متواتر چھ روز فاقہ رہا ساتویں دن جب تھوڑا کھانا میسر ہوا تو کھانے ہی کو تھے کہ سائل نے آکر کہا کہ میں نے سات روز سے کچھ نہیں کھایا خدا کے نام کچھ دو! آپ رضی اللہ عنہ نے فرزندوں کے آگے سے کھانا اٹھا کر اسے عنایت کیا اور فرمایا کہ اسے سات روز کا فاقہ ہے اور ہمیں چھ روز کا اسے دینا بہتر ہے۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! درویشی اسی کا نام ہے جو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھی جب درویش مراقبہ میں سر نیچا کرتا ہے تو اٹھارہ ہزار عالم کو دیکھ آتا ہے اور جب قدم زنی کرتا ہے تو عرش سے تحت الثریٰ تک پھرتا ہے یہ درویشوں کا پہلا مرتبہ ہے پھر یہ شعر زبان مبارک سے فرمایا۔

چو درویش در عشق گردد فرود　　　بیکدم سراز عرش بالا کند

پھر فرمایا کہ اے درویش! عاشقوں کے دل ہر وقت حجاب عظمت کا طواف کرتے ہیں اگر تھوڑی دیر عاشق کا دل اس نعمت سے محروم رہے۔ تو عاشق ناچیز ہو جاتا ہے۔ ان کے دلوں پر متواتر انوار تجلّی اور اسرار الٰہی نازل ہوتے رہتے ہیں اور وہ ان میں مستغرق رہتے ہیں۔

جب شیخ الاسلام نے یہ فوائد ختم کئے تو اٹھ کر اندر چلے گئے اور میں اور لوگ واپس چلے آئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ ۔

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

فصل چہاردہم

محبت وعداوتِ دنیا

جب قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی مولانا بہاؤ الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ' مولانا شہاب الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ' شیخ برہان الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ' مولانا بدرالدین غزنوی اور چند اور درویش حاضر خدمت تھے محبت اور عداوت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی تو زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش! لوگوں کی تین قسمیں ہیں۔ بعض تو ایسے ہیں جو دنیا سے محبت کرتے ہیں اور ہر وقت اس کی یاد میں رہتے ہیں اور اس کی طلب کرتے ہیں۔ ایسے لوگ بہت ہیں۔ بعض ایسے ہیں جو اسے دشمن سمجھتے ہیں اور اس سے محبت نہیں کرتے۔ بعض ایسے ہیں کہ نہ اسے دوست سمجھتے ہیں نہ دشمن۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! تیسری قسم کے لوگ پہلی دو قسموں سے اچھے ہیں۔

دنیا کا دوست کون......؟

بعد ازاں فرمایا کہ ایک شخص نے رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے پاس آکر دنیا کو برا بھلا کہنا شروع کیا رابعہ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا صاحب! چلے جاؤ میرے پاس نہ آنا کیونکہ تو دنیا کا دوست معلوم ہوتا ہے اس واسطے کہ تو اکثر اسی کا ذکر کرتا ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ کہرام کے علاقے میں شیخ بدنی رحمۃ اللہ علیہ رہتا تھا جو از حد تارک الدنیا تھا چنانچہ کپڑا بھی نہیں پہنا کرتا تھا اگر کوئی شخص اس کے پاس دنیا یا اہل دنیا کا ذکر کرتا تو پھر اسے پاس نہ آنے دیتا اور کہتا کہ تو دنیا کا عاشق ہے اس واسطے کہ جو اپنے معشوق کو دوسرے کے پاس دیکھتا ہے تو وہ ضرور اس کا ذکر کرتا ہے وہ درویش نماز زیادہ پڑھا کرتا اور کہا کرتا کہ افسوس! بہشت ایسی اچھی جگہ ہے۔ پر اس میں نماز نہیں۔ اس وقت ایک عزیز نے عرض کی کہ اگر پیر خود دنیا دار ہو اور مریدوں کو ترک دنیا کے واسطے کہے۔ تو فرمایا۔ اثر نہیں ہوگا۔ کیونکہ وعظ و نصیحت صرف کہنے سے اثر نہیں کرتی تاوقتیکہ خود نمونہ بن کر نہ دکھایا جائے۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! ایک مرتبہ خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا اس کی کیا وجہ ہے کہ بعض لوگ اکثر دنیا کا ذکر کرتے ہیں فرمایا کہ وہ دنیا کے دوست ہیں چونکہ اپنی معشوقہ کو دوسروں کے ہاتھ دیکھتے ہیں تو اس سے محبت کی زیادتی کی وجہ سے یاد کرتے ہیں اور دن رات اسی کا ذکر اذکار کرتے ہیں۔

بعد ازاں فرمایا کہ ایک مرتبہ رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا سے پوچھا گیا کہ دنیا کیا ہے اور کن لوگوں کی جگہ ہے۔ فرمایا' دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے ہیں دنیا کو منافق کے سوا کوئی نہیں طلب کرتا۔ یہ منافقوں کا مقام ہے بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش! جب تو کسی درویش کو دنیاوی جاہ و منزلت کی طلب میں دیکھے تو جان لے کہ ابھی وہ گمراہی کے جنگل میں ہے۔

پھر فرمایا کہ ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے مرتبہ کہاں سے پایا؟ فرمایا' میں نے دنیا کو تین طلاقیں دیں۔

پھر فرمایا کہ دنیا سے جس قدر محبت کرے گا اسی قدر آخرت سے دور رہے گا پس مولا اور بندے کے درمیان جو حجاب ہے تو یہی دنیا ہے اور فساد کی جڑ ہے تو یہی ہے چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ طالب الدنیا لایکون بنا للمولی دنیا کا طالب

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

مولیٰ کی طرف مائل نہیں ہوتا۔

پھر فرمایا کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ دشمن سمجھتا ہے تو بھی اسے دشمن سمجھ اور اس کے پاس بھی نہ بھٹک اور اس کی دوستی یا دشمنی کا ذکر کسی سے بھی نہ کر۔

پھر فرمایا کہ جس روز سے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا ہے قہر کی وجہ سے دیکھا بھی نہیں۔ پس وہ شخص بہت ہی نادان ہے جو ایسی چیز سے محبت کرے جسے اللہ تعالیٰ دشمن سمجھتا ہے۔

پھر فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کی طاعت کرتا ہے دنیا اس کی خدمت کرتی ہے اور جو دنیا کی طاعت کرتا ہے وہ رنج و مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے۔

پھر فرمایا کہ جو شخص جس قدر اللہ تعالیٰ سے غافل ہے اسی قدر دنیا میں مشغول ہے پھر فرمایا کہ میں نے خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کی زبانی سنا ہے کہ دنیا میں تین کام سب کاموں سے بہتر ہیں۔ اوّل۔ دنیا کو پہچاننا اور اس سے بچنا۔ دوسرے حق تعالیٰ کی طاعت کرنا اور ادب ملحوظ رکھنا۔ تیسرے آخرت کی آرزو کرنا اور اس کی طلب میں کوشش کرنا۔

پھر فرمایا کہ اس راہ میں مرد وہی ہے جو ان تینوں باتوں پر عمل کرے۔

اوّل: دنیا سے بچا رہے۔

دوسرے: مرنے سے پہلے گور کے لئے تیاری کرے۔

تیسرے: حق تعالیٰ کو دیکھنے سے پہلے اسے خوش کر دے۔

پھر فرمایا کہ خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اپنے حالات میں لکھتے ہیں کہ قیامت کے دن دنیا دار دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ نہ اس واسطے کہ انہوں نے کوئی گناہ کیا ہے بلکہ اس واسطے کہ اہل دنیا اور ان سے محبت کرنے والے ان کی بے عزتی دیکھ لیں اور افسوس کریں۔

اللہ کی باتیں یا دنیا کی

بعد ازاں فرمایا کہ ایک مرتبہ غزنی میں میں نے ایک درویش کو دیکھا جو از حد یادِ الٰہی میں مشغول تھا اس کے پاس چھ مہینے رہا اس عرصے میں اس کی زبان سے دنیا کا نام تک نہ سنا اگر اتفاقاً کبھی دنیا کا ذکر کرتا تو صبح سے شام تک روتا رہتا۔ میں نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ تقریباً تیس سال کا عرصہ گزرا ہے کہ ایک شخص نے میرے پاس آکر دنیا کے بارے میں کچھ کہا میں نے بھی اس سے موافقت کی اسی وقت غیب سے آواز آئی کہ اے فقیر! ہماری باتیں ہوں گی یا دنیا کی؟ سو اس دن سے لے کر آج تک شرمندگی کے مارے رو رہا ہوں کہ قیامت کے دن یہ منہ کس طرح دکھاؤں گا؟

پھر فرمایا کہ سلوک کے بارے میں لکھا ہے اَکْثِرُوا ذِکْرَهَا دِمَ لِنَفْسٍ وَهَادِمَ اللَّذَّاتِ یعنی لذتوں میں رخنہ انداز اور جانوں کو مٹانے والی چیز (یعنی موت) کو یاد کرو جو ہمیشہ موت کو یاد رکھتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے جو شخص جس قدر موت سے غافل ہوگا اسی قدر دنیا کا ذکر اس کے دل میں محکم ہوگا۔ طاعت اس کے دل پر گراں گزارے گی اور گناہ آسانی سے

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

کرے گا۔

پھر فرمایا کہ خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام بدیاں اگر گھر میں جمع کی جائیں تو وہ گھر دنیا سمجھو۔ پس جس کے دل میں دنیا کی محبت محکم ہے وہ خدا سے دور ہے جس پر دنیا تنگ ہے سمجھو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے۔

پھر فرمایا کہ دنیا کو ہر روز پانچ مرتبہ ندا آتی ہے کہ اے دنیا! تو ہمارے دوستوں کے لئے تلخ ہو جا تا کہ وہ تجھے نیک نگاہ سے نہ دیکھیں اور اپنے طالبوں کے لئے میٹھی بن جا تا کہ وہ تیرا ذکر زیادہ کریں اور انہیں مزہ دے تا کہ وہ رنج و مصیبت میں پھنسیں۔

پھر فرمایا کہ خواجہ عبداللہ مبارک ہر وقت تجرید میں رہتے جو آپ کے پاس آتا محروم نہ جاتا آپ کی یہ عادت تھی کہ شام کی نماز ادا کر کے مریدوں کے حجروں میں پھرتے۔ اگر کھانا پانی بطور ذخیرہ ان کے پاس دیکھتے تو فرماتے کہ یہ محتاج درویشوں کو دے دو اور پانی گرا دو۔ کیونکہ ذخیرہ کرنا درویشی نہیں اور اپنے مریدوں میں سے جس کو دنیا کا ذکر کرتے ہوئے سنتے۔ خانقاہ سے باہر نکال دیتے اور پھر اپنے پاس نہ آنے دیتے۔

پھر فرمایا کہ آپ کے پاس بہت سا مال و اسباب تھا جب اور مال آتا تو ایک شخص کے حوالے کر دیتے جو محافظ بیت المال تھا کہ تم ہی اس کا حساب رکھو! اپنے پاس بھی نہ آنے دیتے تا کہ دنیا کے کام میں مشغول نہ ہو جائیں۔ اے درویش! ایک مرتبہ سلطان شمس الدین نے شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں اشرفیوں کی چند تھیلیاں بھیجیں جونہی آدمیوں کو لاتے ہوئے دیکھا دور سے فرمایا کہ اسے لے جاؤ! اور جا کر کہہ دو کہ ہم نے تو تجھے اپنا دوست سمجھا تھا لیکن تو دشمن نکلا کیونکہ تو نے ہمارے پاس وہ چیز بھیجی جسے حق تعالیٰ دشمن سمجھتا ہے اس کے طالب اور بہت ہیں ان کو دو۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر خواجہ شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال تک دنیا سے تنہائی اختیار کی آپ خراسان میں معتکف ہوئے اس چالیس سال کے عرصے میں آپ کی خوراک صرف سبزی تھی مگر اس عرصے میں جو شخص آپ کی زیارت کو جاتا اسے خادم کہتا کہ خبردار! آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دنیا کا ذکر نہ کرنا نہیں تو زیارت کی سعادت سے محروم رہ جائے گا۔

دنیا اور مال دنیا کی مذمت

الغرض! ایک روز اس ولایت کا حاکم آپ کی زیارت کے لئے آیا اور کچھ نقدی لایا اور آداب بجا لا کر بیٹھ گیا اور دنیا کی بابت کوئی حکایت بیان کی خواجہ صاحب نے مسکرا کر فرمایا کہ او دشمن خدا! تو نے کہاں کا کینہ مجھ سے لیا کہ خدا کے دشمن کو پکڑ کر میرے پاس لانا تو دوستی کی بات نہ تھی جو تو نے کی اسے لے جا اور اس کے طالبوں کو دے یہ فرما کر اپنا بوریا (جس پر آپ بیٹھے تھے) اٹھایا اور فرمایا دیکھ! جب نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہے کہ زر و دینار کی ندی بہہ رہی ہے سب اٹھ کھڑے ہوئے اور سر قدموں پر رکھ دیئے اور معافی مانگی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ جس کے پاس اس قدر خزانے ہوں اسے ان مردار پیسوں کی کیا حاجت ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک شخص خواجہ قطب الدین چشتی قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں اس نیت سے حاضر ہوا کہ خواجہ صاحب اسے دینار دیں اور جہاں پر خواجہ صاحب بیٹھے ہیں وہاں دودھ کی ندی جاری ہو۔ ابھی وہ دور ہی تھا کہ خواجہ

WORK FOR HUMANITY SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

صاحب نے اس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ دوست خدا آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مغضوبہ چیز کو طلب کرتے ہیں۔ چونکہ تیرے دل میں یہ خیال ہے۔ اس لئے اس اینٹ کو جس پر تو بیٹھا ہے اٹھا جب اٹھائی تو نیچے اشرفیوں کا ڈھیر پایا۔ فرمایا اٹھالے یہ تیرا ہی حصہ ہے۔ جب اس نے وہ ڈھیر اٹھالیا تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تیری خواہش دودھ چاول کی ہے سوتیرے آگے ہے' کہا۔ جب اس نے نگاہ کی تو دیکھا کہ دودھ چاول کی ندی بہہ رہی ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ قطب الدین چشتی راہ چل رہے تھے راستے میں ایک مسجد تعمیر ہو رہی تھی ایک کڑی اوپر لیجانا چاہتے تھے لیکن وہ اور کڑیوں سے دو گز چھوٹی تھی بچارے حیران تھے کہ کیا کریں خواجہ صاحب نے فرمایا اوپر چڑھا کر مجھے اطلاع دینا۔ جب اوپر چڑھائی گئی تو آپ نے دیوار پر چڑھ کر اسے کھینچا تو دوسری کڑیوں کی نسبت ایک گز لمبی ہوگئی چنانچہ آج تک اسی طرح دیوار کے باہر ہے۔

پھر فرمایا کہ خواجہ یوسف چشتی کے پیر خواجہ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ اکثر عالم تحیر میں رہتے چنانچہ تیس سال تک نہیں سوئے آپ کا مجاہدہ آپ ہی کو حاصل تھا چنانچہ سال یا دو سال تک کچھ نہیں کھایا پیا کرتے تھے اور رات کو نماز معکوس ادا کرتے یعنی کنوئیں میں الٹے لٹک کر نماز ادا کرتے۔

اللہ تعالیٰ کی مغضوبہ چیز

الغرض! ایک روز آپ دجلہ کے کنارے بیٹھے خرقہ سی رہے تھے کہ بغداد کا ایک بزرگ زادہ مع اپنے لشکر کے وہاں پہنچا تو خواجہ صاحب کو دیکھا اور گھوڑے پر سے اتر پڑا اور آکر آداب بجالا کر بیٹھ گیا اور عرض کی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی کی سلطنت میں کوئی بڑھیا عورت رات کو بھوکی سوئے تو قیامت کے دن اُس کی دامن گیر ہوگی اور اپنا انصاف لیے بغیر اسے نہ چھوڑے گی۔ یہ عرض کر کے جو کچھ لایا تھا حاضر خدمت کیا۔ خواجہ صاحب نے مسکرا کر فرمایا کہ ہمارے خواجگان کی رسم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مغضوبہ چیز قبول کریں۔ یہ ان کے پاس لے جاؤ۔ جنہیں اس کی ضرورت ہے۔ پھر ایک درہم جو پاس تھا وہ دجلے میں پھینک دیا اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہا اے پروردگار! جو کچھ تو اپنے بندوں کو دکھلاتا ہے اس کو بھی دکھلا۔ اسی وقت مچھلیاں منہ میں اشرفیاں لیے ہوئے حاضر خدمت ہوئیں۔ جب اس بزرگ زادے نے یہ حالت دیکھی تو آداب بجالایا اور کہا کہ واقعی مردان خدا میں اس قسم کی قوت ہوتی ہے خواجہ صاحب نے مچھلیوں کو فرمایا کہ میرا درہم لاؤ۔ ایک مچھلی نے وہی درہم لادیا۔ فرمایا کہ اے عزیز! جسے اللہ تعالیٰ کے گھر سے اس قدر زر مل سکتا ہے۔ اسے دوسروں کے زر کی کیا احتیاج ہے۔ جونہی خواجہ صاحب نے یہ فوائد ختم کیے اٹھ کر اندر تشریف لے گئے۔

اَلحَمدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ ۔

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

فصل پانزدہم

مریدوں کا حسنِ عقیدہ

جب قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ شیخ جمال الدین ہانسوی' مولانا نظام الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ' شمس دبیر رحمۃ اللہ علیہ' مولانا شمس الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ' شیخ بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ' شیخ نجم الدین سنامی اور خانوادۂ چشت کے چند اور درویش حاضر خدمت تھے اور مریدوں کے حسن عقیدہ کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش! جس شخص کا اپنے پیر کے حق میں نیک عقیدہ نہیں وہ مرید ہی نہیں۔

بارگاہِ نبوت میں حاضری نماز سے بہتر ہے

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ امیر المومنین عمر خطاب رضی اللہ عنہ نفلی نماز ادا کر رہے تھے کہ پیغمبر خدا ﷺ نے کسی کام کی خاطر آپ کو آواز دی۔ آپ چونکہ نماز میں مشغول تھے' جواب نہ دیا۔ جب نماز سے فارغ ہو کر حاضر خدمت ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے آواز دی تھی۔ عرض کی کہ سنی تو تھی۔ لیکن میں نماز میں مشغول تھا۔ فرمایا جس وقت رسول خدا (ﷺ) آواز دیں تو نفلی نماز چھوڑ کر اسی وقت جواب دو۔ کیونکہ ایسا کرنا نفلی نماز سے بدرجہا بہتر ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ میں خواجہ قطب الدین بختیار اوشی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک درویش شیخ علی سنجری نفلی نماز ادا کر رہا تھا خواجہ صاحب نے آواز دی تو فوراً نماز چھوڑ کر لبیک کہا۔ شیخ صاحب نے پوچھا کہ نماز ادا کر کے بعد میں کیوں جواب نہ دیا۔ نماز کیوں چھوڑ دی؟ عرض کی کہ جناب کی آواز کا جواب دینا نفلی نماز سے افضل ہے اس واسطے کہ سلوک میں یوں ہے کہ جب پیر مرید کو آواز دے اور مرید فوراً جواب دے تو اس سے ایک سال کی عبادت کا ثواب مرید کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ پس اے مخدوم! کیوں انسان اس ثواب کو مفت ہاتھ سے کھوئے۔

پھر فرمایا کہ پیر میں ذاتی قوت اس قسم کی ہونی چاہیے کہ جب کوئی شخص مرید ہونے کی نیت سے حاضر خدمت ہو تو اس کے حسن عقیدہ کو دیکھے اگر اسے فرمان حق میں راسخ نہ پائے تو آہستہ سے کہے کہ ابھی تیرا وقت نہیں آیا واپس چلا جا۔

پھر فرمایا کہ مرید جو پیر کی خدمت میں آ کر سر زمین پر رکھ دیتے ہیں یہ سہل خدمت ہے۔ اس واسطے کہ جو پیر کی خدمت میں ارادت اور بیعت کی نیت سے آتے ہیں۔ اس ارادت اور بیعت سے مراد پیر کی محبت اور عشق ہے۔ سو اس صورت میں زمین پر سر رکھنا سہل خدمت ہے۔ پھر فرمایا کہ جب تک شیخ میں اس قسم کی ذاتی قوت نہ ہو اسے شیخ نہیں کہہ سکتے۔ اس واسطے کہ خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تک شیخ مرید کے ظاہر و باطن کو نہ دیکھ لے اس کے لیے مرید بنانا واجب نہیں۔

خواجہ معین الدین کی چند کرامات

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ پتھورا (راجہ پرتھوی رائے) کا ایک مسلمان ملازم خلوص دل سے شیخ معین الدین حسن سنجری قدس

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں مرید ہونے کی نیت سے حاضر ہوا۔ لیکن شیخ صاحب نے اسے مرید نہ بنایا۔ اس نے جا کر پتھورا کو کہا پتھورا نے آدمی بھیجے۔ کہ آپ اسے مرید کیوں نہیں بناتے۔ فرمایا' اس میں تین باتیں پائی جاتی ہیں۔ جو جانے والی نہیں ہیں۔ کیونکہ اس کی تقدیر میں لکھی ہیں۔ اول یہ کہ یہ شخص کثرت سے گناہ کرے گا۔ دوسرے تمہارا ملازم ہے۔ لوح محفوظ میں مَیں نے لکھا دیکھا ہے کہ وہ اس جہاں سے بے ایمان جائے گا۔ جب پتھورا نے یہ سنا تو ناراض ہوا اور کہا کہ اس درویش نے ساری غیب کی باتیں کہی ہیں۔ اسے کہہ دو کہ شہر سے نکل جائے جب آپ نے سنا تو مسکرا کر فرمایا کہ تین دن کی مہلت ہے۔ اس عرصے میں یا تو میں نکل جاؤں گا یا پتھورا۔ چنانچہ تیسرے روز محمد شاہ (سلطان شہاب الدین محمد غوری) کا لشکر آیا اور پتھورا کو زندہ پکڑ کر لے گئے اور جو شخص مرید ہونے کو آیا تھا اس نے خود کو دریا میں اپنے تئیں ہلاک کیا۔

بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش! تجھے واضح رہے کہ اگر شیخ یا پیر ناراض ہو تو جہان کو درہم برہم کر سکتا ہے۔

پھر فرمایا کہ میں نے خواجہ قطب الدین بختیار قدس اللہ سرہ العزیز کی زبانی سنا ہے کہ میں بیس سال شیخ المشائخ معین الدین ؒ کی خدمت میں رہا۔ اس بیس سال کے عرصے میں مَیں نے آپ کو کسی پر ناراض ہوتے نہیں دیکھا مگر ایک روز وہ بھی اس طرح ہے کہ آپ ایک محلے میں سیدھے چلے جا رہے تھے۔ کہ آپ کے ایک مرید شیخ علی نامی کو ایک شخص نے پکڑا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا کہ میرا روپیہ دے۔ شیخ صاحب بھی پاس سے گزرے۔ آپ نے اس شخص کو بہتیرا سمجھایا۔ لیکن اس نے ایک نہ مانی۔ آخر ناراض ہو کر کندھے کی چادر زمین پر دے ماری۔ جو اشرفیوں سے پُر ہو گئی اسے فرمایا کہ جس قدر تو نے اس سے لینا ہے اسی قدر لے لے۔ زیادہ نہ لینا۔ اس نے طمع کی تو اس کا ہاتھ خشک ہو گیا۔ کہا' میں توبہ کرتا ہوں۔ آپ نے دعا کی تو اس کا ہاتھ بھلا چنگا ہو گیا۔

پھر فرمایا کہ ایک دفعہ شیخ معین الدین سنجری قدس اللہ سرہ العزیز یاروں کے ہمراہ بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک شخص آ کر ارادت کے لیے ملتمس ہوا لیکن وہ آیا ہلاکت شیخ کے ارادے سے تھا۔ جب وہ آداب بجالا کر بیٹھ گیا تو آپ نے اس کی طرف دیکھ کر مسکرا کر فرمایا کہ درویش جب درویشوں کے پاس آتے ہیں تو صفائی کے لیے آتے ہیں۔ نہ کہ ظلم کرنے کے لیے۔ تو جس نیت سے آئے ہو یا اسے اختیار کرو یا اپنا عقیدہ درست کرو۔ یہ سن کر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اقرار کیا اور کارد (چھری) جو ہلاکت کے لیے لایا تھا باہر پھینک کر مرید بنا۔ بعد میں وہ شخص ایسا راسخ العقیدہ ہوا کہ آپ ہر ایک مشکل کام اسی کو فرماتے اور وہ بھی دل و جان سے اس کے سرانجام کرنے کی کوشش کرتا۔ آخر جب وہ کمالیت کے درجے کو پہنچ گیا تو پینتالیس حج کیے۔ آخر خانہ کعبہ کے مجاوروں میں اس کا مدفن بنا۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! جس کے نصیب میں ازلی سعادت ہوتی ہے۔ اسی کی یہی حالت ہوتی ہے۔ جیسی کہ اس شخص کی ہوئی کہ وہ نیک عقیدے سے حاضر خدمت نہ ہوا تھا۔ لیکن شیخ صاحب نے اس کے سینے سے تمام کدورتوں کو صاف کر دیا تب ہی اس نے اٹھ کر اقرار کیا اور آداب بجالا کر عرض کی کہ اب میری طرف سے صفائی ہے اسی وقت مرید بنا اور شرف بیعت سے مشرف ہوا۔

پھر فرمایا کہ ایک شخص میرے پاس آیا۔ اس سے میں نے سنا کہ مرید کو سارے کاموں میں راسخ ہونا چاہیے۔ نہیں تو قیامت کے دن شرمندہ ہوگا۔

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF

www.syedajmersharif.com

صاحبِ کشف بادشاہ

پھر فرمایا کہ خواجہ جنید بغدادی قدس سرہ العزیز اپنے حالات میں بادشاہوں کے حسنِ عقیدہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک بادشاہ جو راسخ الاعتقاد صالح اور صاحب کشف تھا۔ بالاخانے میں بیٹھا ہوا تھا جہاں سے اس کی نگاہ نیچے پڑ سکتی تھی۔ اس کے ہمراہ اس کی بیوی بھی بیٹھی ہوئی تھی۔ جب اس کی نگاہ بارگاہ کے جشن پر پڑی تو دیر تک آسمان کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر نیچے کی طرف دیکھا۔ پھر دیر تک آسمان کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اپنی بیوی کی طرف دیکھ کر رو دیا۔ اس کی بیوی نے جب یہ ماجرا دیکھا تو وجہ پوچھی۔ بادشاہ نے کہا' جانے دو۔ یہ کہنے والی بات نہیں۔ جب بیوی نے بہت منت سماجت کی تو بادشاہ نے کہا کہ جب میری نظر لوح محفوظ پر پڑی تو دیکھا کہ میرا نام زندوں سے کٹ گیا ہے۔ مجھے معلوم ہوگیا کہ اب مجھے جانا ہے۔ پھر دیکھا کہ میری جگہ کون ہوگا۔ تو دیکھا کہ وہ حبشی جو نیچے کھڑا ہے۔ وہ میرا جانشین ہوگا اور تو اس کے نکاح میں آئے گی جب اس کی بیوی نے یہ سنا تو پوچھا کہ اب کیا کرو گے؟ کہا' کرنا کیا ہے۔ جو رضائے الٰہی ہے ہو کر رہے گی۔ پھر حبشی کو بلا کر اپنے کپڑے پہنائے اور اسے اپنا ولی عہد بنایا اور لشکر دے کر دشمن کے مقابلے میں بھیجا اور امراء اور وزرا اس کے ساتھ روانہ کیے۔ وہ حسب الحکم روانہ ہوئے اور دشمن کو مع مال و اسباب پکڑ کر حاضر خدمت کیا۔ جس رات وہ آیا دوسرے روز بادشاہ فوت ہوگیا۔ حبشی نے لشکر کشی کے عرصے میں لوگوں سے نہایت نیک سلوک کیا تھا۔ اس لیے سارے اس کے مطیع ہوگئے۔ جب بادشاہ مر گیا تو ملک اسے مل گیا اور بادشاہ کی بیوی سے بھی شادی کر لی۔

پھر فرمایا کہ جب رسالت پناہ ﷺ نے دنیا سے رحلت فرمائی تو کئی ہزار مسلمان مرتد ہوگئے اور انہوں نے امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرضی بھیجی کہ زکوٰۃ معاف کردی جائے ورنہ ہم اسلام پر قائم نہیں رہیں گے۔ آپ نے یاروں سے مشورہ کیا۔ بعض نے کہا اگر خلیفہ صاحب ان سے نرمی کریں اور زکوٰۃ معاف کردیں تو بہتر ہوگا۔ آپ نے تلوار سونت کر فرمایا کہ اگر حق تعالیٰ کے حق سے عقال (وہ رسی جس سے اونٹ کا گھٹنا باندھتے ہیں) بھر بھی کم دیں گے تو میں اس تلوار سے ان سے جنگ کروں گا۔ جب یہ خبر امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے سنی تو فرمایا کہ بہت اچھا کہا ہے اگر زکوٰۃ معاف کردیتے تو اسی طرح ہوتے ہوتے سارے احکام شرعی اٹھ جاتے۔

پھر شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا نظام الدین بدایوانی رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میرے پاس بہت سے درویش آکر مرید ہوئے ہیں لیکن جب چلے گئے تو ان کی محبت ویسی نہ رہی۔ مگر مولانا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ جب سے میرے مرید ہوئے ہیں۔ ان کے مزاج و نیت میں ذرا تغیر نہیں آیا۔ ان کی محبت انشاء اللہ ذرا بھر کم نہ ہوگی۔ مولانا اٹھ کر آداب بجالائے اسی روز آپ کو خرقہ اور سیاہ گودڑی عنایت ہوئی اور فرمایا کہ میرے مریدوں میں سے مولانا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ عالمگیر ہیں اور مولانا کے مرید آخر تک رہیں گے اور تمام جہان میں پھیل جائیں گے۔

شیخ الاسلام نے جب یہ فوائد ختم کیے تو اٹھ کر اندر تشریف لے گئے اور لوگ واپس چلے آئے مولانا نظام الدین (محبوب الٰہی) جماعت خانہ ہی میں رہے۔

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF

www.syedajmersharif.com

فصل شانزدہم

بزرگوں کی دست بوسی

جب قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ تو اس وقت مولانا نظام الدین بدایونی مولانا یحییٰ غریب رحمۃ اللہ علیہ شیخ برہان الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور، اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش! ایک دوسرے کا ہاتھ چومنا حضرت رسالت پناہ ﷺ اور انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ جو شخص تعظیماً مشائخ کے دست مبارک کو بوسہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے گناہ سے اس طرح پاک کر دیتا ہے گویا ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

پھر فرمایا کہ درویش اور مشائخ ایک دوسرے کا ہاتھ اس واسطے چومتے ہیں کہ شاید کسی مغفور کا ہاتھ، ہاتھ میں آجائے کہ جس کی برکت سے بخشے جائیں۔

مصافحہ اور دست بوسی کی برکات

پھر فرمایا کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ کی یہ عادت تھی کہ جب کوئی شخص آنحضرت ﷺ سے مصافحہ کرنا چاہتا یا سلام کرنا چاہتا تو آنجناب پہلے ہی اسے سلام کرتے اور مصافحہ کرتے۔

پھر فرمایا کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بہتیری مرتبہ چاہا کہ پہلے میں سلام کروں یا مصافحہ کروں۔ لیکن میسر نہ ہوا۔

پھر فرمایا کہ خواجہ قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی یہ عادت تھی کہ جب کبھی کسی محلے یا مجمع میں سے گزرتے جب تک سب کے ہاتھ کو بوسہ نہ دے لیتے آگے نہ گزرتے اور سب سے دعائے خیر طلب کرتے۔

پھر فرمایا کہ جب لوگ نماز سے فارغ ہو کر ایک دوسرے کے ہاتھ کو بوسہ دیتے ہیں اور ہاتھ ملاتے ہیں تو ان کے گناہ جھڑتے ہیں جیسے درخت سے پتے موسم خزاں میں جھڑتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ بزرگوں کے ہاتھ کو بوسہ دینے میں دین و دنیا کی خیر و برکت ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک بزرگ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا سلوک کیا فرمایا جو کچھ میں نے دنیا میں کیا تھا سب کچھ مجھے دکھایا گیا۔ پھر فرشتوں کو حکم ہوا کہ اسے دوزخ میں لے جاؤ۔ اتنے میں حکم ہوا کہ اس نے فلاں روز دمشق کی جامع مسجد میں خواجہ شریف کے ہاتھ کو بوسہ دیا تھا۔ جس کی برکت سے اسے معاف کیا جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ قیامت کے دن کئی گنہگار صرف ہاتھ چومنے کی وجہ سے بخشے جائیں گے اور دوزخ سے نجات پائیں گے۔

پھر فرمایا کہ حجاج بن یوسف سے وفات کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا گیا کہ تیری کیا حالت ہے؟ کہا، ہلاکت کے مقام میں ہوں۔ لیکن امید ہے کہ بخشا جاؤں گا۔ پوچھا کس نیکی کی وجہ سے تجھے امید ہے؟ کہا، کہتے ہیں کہ فلاں مجلس میں تو نے خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک کو عزت سے بوسہ دیا تھا۔ تجھے ہم اس کام کے عوض بخش دیں گے۔

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

پھر فرمایا کہ خواجہ قطب الدین چشتی قدس اللہ سرہ العزیز جامع مسجد سے نکلتے تو آپ کے اصحاب حلقہ بنا لیتے اور آپ کا دست مبارک نکا رہتا جو آتا آپ کے دست مبارک کو بوسہ دے کر چلا جاتا۔

پھر فرمایا کہ کہ آثار الاولیاء میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک بزرگ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی بزرگ یا شیخ کے ہاتھ کو بوسہ دے گا۔ وہ ضرور بخشا جائے گا۔ اس واسطے کہ مشائخ کا ہاتھ رسول خدا ﷺ کا دست مبارک ہے۔ جو مشائخ کا ہاتھ پکڑتا ہے۔ گویا آنحضرت ﷺ کا دست مبارک پکڑتا ہے۔

پھر فرمایا کہ امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ مجلس میں بیٹھے ہوتے تو جب کوئی آتا آپ اٹھ کر اس سے مصافحہ کرتے اور جب روانہ ہوتا تو بھی اٹھ کر اس سے مصافحہ کرتے۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! حضرت داؤد علیہ السلام جب مسند حکومت پر بیٹھے اور عدل و انصاف کے لیے لوگ آتے تو آپ مظلوموں کی دادرسی کرتے اور بنی اسرائیل کا جو بزرگ آتا خود مسند سے اٹھ کر اس کا ہاتھ چومتے اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہتے کہ اے پروردگار! ان کے ہاتھ کو برکت تو عنایت کی ہے۔ اب اپنی پناہ بھی مرحمت فرما۔ بس اے درویش! اگرچہ تمام انبیاء معصوم تھے پھر بھی اپنے بارے میں خیر و برکت طلب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کے ہاتھ کو بوسہ دینے کی برکت سے ہمیں بخش۔

پھر فرمایا کہ جس روز حضرت یعقوب علیہ السلام کی یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی راستے میں کھڑے ہوئے ہر آنے جانے والے کے ہاتھ کو بڑی تعظیم و تکریم سے بوسہ دیتے۔ وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا کہ بنی اسرائیل کے بزرگوں کی دست بوسی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ملاقات عنایت فرمائی ہے۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! خواجۂ کائنات ﷺ ہر صبح ایک بڑھیا کے پاس جا کر فرماتے کہ بڑھیا! محمد (ﷺ) کے حق میں دعائے خیر کرنا۔ حالانکہ تمام موجودات میں آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر کوئی عزیز نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ آنجناب ﷺ ہی کی وجہ سے پیدا کیا۔ جبکہ سرور کائنات خیر طلب کرتے ہیں تو ہم دوسروں کو تو ضرور ہی بزرگوں کی دست بوسی سے خیریت طلب کرنی چاہیے۔

پھر فرمایا کہ رسول خدا ﷺ جب کبھی راستہ چلتے اور کسی بوڑھے آدمی سے ملاقات ہوتی تو اس سے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھتے کیونکہ آنجناب ﷺ سفید بالوں کی بڑی عزت و حرمت فرمایا کرتے تھے اور جب وہ شیخ آنحضرت کے دست مبارک کو بوسہ دینے لگتا تو پہلے آنجناب ﷺ بوسہ دیتے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک جوان نشے میں بدمست گلی میں سے جا رہا تھا جب اس نے خواجہ ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کو آتے ہوئے دیکھا تو فوراً سر قدموں پر رکھ دیا اور بڑی تعظیم و تکریم سے آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیا اسی رات اس جوان نے خواب دیکھا کہ وہ بہشت میں ٹہل رہا ہے۔ تعجب کرنے لگا کہ میں ایسا گناہ گار اور مجھے یہ نعمت۔ آواز آئی کہ فی الواقع ایسا ہی ہے کیونکہ تو نے آج میرے دوست کے ہاتھ کو بوسہ دیا ہے اس لیے تجھے بخش دیا گیا ہے جب وہ جاگا تو خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ کی۔

WORK FOR HUMANITY SYED AJMER SHARIF

www.syedajmersharif.com

پھر فرمایا کہ جب حق تعالیٰ کی عنایت شامل حال ہوتی ہے تو ہزاروں گناہ گار ذرہ بھر رحمت کے سبب عذاب دوزخ سے خلاصی پا جاتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ جب لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ہاتھ کو بوسہ دیتے ہیں تو ہزاروں رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اور جب وہ دست بوسی سے فارغ ہوتے ہیں تو تمام رحمتیں ان پر نثار ہوتی ہیں۔

بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش! سلوک میں آیا ہے کہ اہل تصوف اپنے جماعت خانے میں بیٹھے اس بات کے منتظر رہتے ہیں کہ کوئی آئے اور ہمیں اس کی دست بوسی حاصل ہو۔ خواہ وہ تلاوت اور یاد حق میں ہی کیوں نہ مشغول ہوں۔

حاجت مند کی حاجت روائی

پھر فرمایا کہ خواجہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز جب سجادے پر بیٹھ کر یاد حق میں مشغول ہوتے اور کوئی آجاتا تو چھوڑ چھاڑ اس سے باتیں کرنے لگتے اور باتوں ہی میں جس حاجت کے لیے آتا پوری کرتے۔ جب وہ واپس چلا جاتا تو آپ تلاوت میں مشغول ہو جاتے۔

بعد ازاں فرمایا کہ صاحب سجادہ بزرگوں پر واجب ہے کہ تلاوت میں مشغول ہوں۔ جب کوئی آئے تو تلاوت چھوڑ کر اس میں مشغول ہو جائیں۔ اس واسطے کہ مذہب سلوک کے بموجب حاجت مندوں کی حاجت روائی ورد و وظائف سے افضل ہے۔ کیونکہ حاجت روائی کا ثواب ایک سال کی عبادت کا سا ہوتا ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک روز ابو سعید رضی اللہ عنہ مکہ کے کسی بزرگ کے ہاں کسی ضرورت کے لیے گئے۔ اس وقت وہ درویش مشغول تھا۔ آپ ناکام واپس آئے۔ جب رسول کریم ﷺ کی مجلس میں آئے تو غمگین اور اداس تھے۔ آنحضرت ﷺ نے نور رسالت سے معلوم کر کے فرمایا کہ کیوں غمگین ہو؟ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! فلاں بزرگ کے متعلق میرا کچھ کام تھا سو جب میں گیا تو وہ ورد میں مشغول تھا۔ اس لیے مجھے ناکام واپس آنا پڑا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اس پر واجب تھا کہ حاجت مندوں کے کام میں مشغول ہوتا۔ انصاف کا اقتضا تو یہ تھا کہ ورد چھوڑ کر تیرا کام سرانجام کرتا اور سرانجام کر کے پھر ورد میں مشغول ہوتا۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! جس وقت خواجہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ تلاوت میں مشغول ہوتے اور کوئی آجاتا تو آپ فوراً اٹھ کر اس کی دست بوسی کرتے اور اس میں مشغول ہو جاتے جب تک بیٹھا رہتا۔ اس سے باتیں کرتے رہتے۔ جب چلا جاتا تو پھر یاد الٰہی میں مشغول ہو جاتے۔

بعد ازاں فرمایا کہ خواجہ شمعون محب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ دل کیسا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا عرش ضروری کام کے لیے اس کے دروازے پر آئے اور وہ اس کی حاجت روائی میں مشغول نہ ہو۔ عرش سے آپ کی مراد دل تھی۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ قلب المؤمن عرش اللہ تعالیٰ ۔ یعنی دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ ایک مرتبہ سلطان ناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ والغفران ملتان کی طرف گیا تو جب اجودھن پہنچا تو میری زیارت کے لیے آیا اور خدمت کی شرائط بجا لا کر واپس چلا گیا۔

SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

صوفیاء سے حسنِ عقیدت

پھر فرمایا کہ جب لوگوں کی آمد و رفت سے تنگ آگیا تو تنہائی اختیار کرنی چاہی۔ پھر دل میں خیال آیا کہ خواجگان نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ ان کا طریقہ یہ تھا کہ سب سے مصافحہ کرتے تھے۔ سو میں چھت پر بیٹھتا اور دونوں ہاتھ نیچے لٹکا دیتا۔ لوگ آکر ہاتھ کو بوسہ دے جاتے تھے اور مصافحہ کر جاتے کثرت ہجوم کی وجہ سے ہر روز تقریباً دس کرتے پھٹ جاتے۔ جو لوگ بطور تبرک لے جاتے۔ مجھے ان کے حسن عقیدت پر تعجب آتا۔ کہ دیکھو! کیسے راسخ الاعتقاد ہیں۔ جمعہ کے دن نماز پڑھ کر واپس آتا۔ تو لوگوں کی بھیڑ سے تنگ آجاتا۔ چنانچہ ایک جمعہ کو میرا پاؤں فراش (بچھونا۔ بوریا۔ بستر وغیرہ بچھانے والا) نے کھینچا تا کہ بوسہ دے یہ بات مجھے ناگوار گزری۔ اس نے کہا شیخ فرید! اس بات کا شکریہ ادا کرو۔ کہ آپ جیسے لاکھوں آپ کے قدم بوسی کے خواہش مند ہیں۔ اس کی بات مجھے پسند آئی۔ بعد ازاں فرمایا کہ جو شخص اللہ کی بارگاہ میں عزیز ہے۔ وہ خلقت میں بھی عزیز ہے۔

پھر فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ اپنے پیر خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز سے سنا کہ میں خانہ کعبہ کا طواف ایک بزرگ کے ہمراہ کر رہا تھا۔ اتنے میں ایک اور شخص نے آکر سلام کیا۔ تو وہ بزرگ اس سے باتیں کرنے لگا۔ مجھے تعجب ہوا کہ ایسا کرنا واجب نہ تھا۔ فوراً مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا میں نے سنا ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول کریم ﷺ نے بھی ایسا ہی کیا تھا سو میں نے بھی ویسا ہی کیا ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ میں ہفتے یا دو ہفتے بعد اپنے پیر کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ برخلاف اس کے شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے عزیز ہمیشہ حاضر خدمت رہتے۔ جب میرے پیر کی وفات کا وقت نزدیک آگیا تو اس وقت ایک بزرگ کو آپ کی جانشینی کی بڑی آرزو تھی مگر آپ نے مرتے دم فرمایا کہ یہ عصاء، نعلین چوبی اور جامہ شیخ فرید (مجھ) کو دینا۔

الغرض! جس رات آپ کا انتقال ہونے والا تھا۔ میں نے ہانسی میں خواب دیکھا کہ آپ کو بارگاہِ الٰہی میں لئے جا رہے ہیں صبح میں ہانسی سے روانہ ہوا اور چوتھے روز شہر دہلی پہنچ گیا۔ قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ نے وہ جامہ، عصاء اور چوبی نعلین مجھے دیئے۔ میں نے دوگانہ ادا کر کے پہن لئے۔ اور خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکان پر تین روز ٹھہرا۔ پھر وہاں سے ہانسی کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں سے آنے کی وجہ یہ ہوئی کہ سرہنگا نام کا ایک آدمی ہانسی سے میری زیارت کے لئے اجودھن آیا۔ تین روز تک خانقاہ میں آتا رہا۔ لیکن دربان نے اندر نہ آنے دیا۔ جب میں باہر نکلا تو اس نے سر قدموں پر رکھ دیا اور رو دیا۔ میں نے پوچھا: کیوں سرہنگا! روتے کیوں ہو؟ کہا کہ ہانسی میں آپ کی زیارت آسانی سے ہو جاتی تھی اب دشوار ہو گئی ہے۔ اسی وقت میں نے یاروں سے کہا کہ میں ہانسی جاؤں گا۔ انہوں نے کہا کہ خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو یہاں ٹھہرنے کا حکم دیا تھا۔ آپ کیوں جاتے ہیں؟ میں نے کہا کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو نعمت مجھے عطا کی ہے وہ جنگل و شہر میں یکساں ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ اس حکایت سے مقصود یہ ہے کہ ہر حال میں بزرگوں کی دست بوسی کرنی چاہیے۔ شاید کسی کی دست بوسی سے نجات حاصل ہو جائے۔

شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ یہ فوائد ختم کرتے ہی اندر چلے گئے اور میں اور دوسرے لوگ واپس چلے آئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

فصل ہفتدہم

ذکرِ حق میں مستغرق گروہ

جب قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی تو اس وقت مولانا بدرالدین غزنوی ؒ' مولانا نظام الدین بدایونی' مولانا یحییٰ' شیخ جمال الدین ہانسوی اور' اور عزیز حاضر خدمت تھے ان لوگوں کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی جو یادحق میں مستغرق رہتے تھے زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش! تصوف کے مذہب وسلوک کے مطابق وہ شخص صوفی اور سالک ہی نہیں جو یادحق میں نہیں اس واسطے کہ جس دم وہ یادِ الٰہی سے غافل رہتا ہے اسے کیا معلوم ہے کہ اس سے کیسی کیسی نعمتیں ہٹائی گئی ہیں۔ اس لیے جہاں تک ہو سکے یادِ الٰہی سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

پھر فرمایا کہ جو لوگ ہر وقت یادِ الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں۔ اگر استغراق کی حالت میں ان کے سر پر تلوار بھی چلائی جائے تو بھی خبر نہیں ہوتی۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے ایک درویش سے درخواست کی کہ جب آپ یادِ الٰہی میں مشغول ہوں تو میرے حق میں بھی دعا کرنا۔ فرمایا افسوس! اس گھڑی پر جب یادحق میں تو مجھے یاد آئے اور میں یادِ الٰہی سے غافل ہو جاؤں۔

پھر فرمایا کہ جب خواجہ جنید بغدادی ؒ یادحق میں مستغرق ہوتے تو عالم تحیر میں اس طرح مشغول ہوتے کہ سال سال دو دو سال تک آپ اسی عالم تحیر میں رہتے اور اپنے آپ کی خبر تک نہ ہوتی۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ شیخ معین الدین قدس اللہ سرہ العزیز یادحق میں مشغول تھے عالم بلا (مصیبت' قہر' غضب وغیرہ) اس وقت حاضر تھا کہ اس طرح ہم خلقت پر نازل ہوتے ہیں۔ اتنے میں آپ کے ایک مرید نے آکر کہا کہ والی شہر مجھے شہر سے باہر نکال دینا چاہتا ہے خواجہ صاحب نے پوچھا وہ اس وقت کہاں ہے؟ کہا شکار کو گیا ہے۔ فرمایا اس نے خطا کی ہے اگر وہ زندہ اور سلامت آ گیا تو بڑے تعجب کی بات ہوگی۔ جونہی خواجہ صاحب کی زبان مبارک سے یہ کلمات نکلے۔ سنا گیا کہ وہاں کا والی گھوڑے سے گر کر مر گیا ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ ایک صاحب حال جب یادِ الٰہی میں مستغرق ہوتا ہے۔ تو مصیبت اور نعمت دونوں اس کے سامنے موجود ہوتی ہیں۔ جس کے نصیب میں مصیبت ہوتی ہے اسے مصیبت دیتے ہیں۔ پس! اے درویش! عقل مند وہ شخص ہے کہ جب وہ مستغرق ہوں تو ان کا مزاحم نہ ہو۔ کیونکہ کون جانتا ہے کہ ان کی زبان سے کیا نکل جائے گا؟

بعد ازاں فرمایا کہ جس وقت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی اپنے وقت میں حاضر ہوتے تو بہت ذکر کرتے اور جب حالت زیادہ ہو جاتی تو ایک دن رات مصلے پر بے ہوش پڑے رہتے اور اپنے آپ کی کوئی خبر نہ ہوتی۔

بعد ازاں فرمایا کہ اہلِ تصوف صرف اسی دل کو زندہ سمجھتے ہیں جو یادحق میں مستغرق ہو اور ایک دم بھی یادِ الٰہی سے غافل نہ

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

غافل زندہ بھی مردہ ہے

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ کوئی واصل ذکر حق سے غافل ہو گیا تو اس شہر میں آواز پھیل گئی کہ فلاں صوفی جہاں میں زندہ نہیں رہا۔ مر گیا ہے شہر کے لوگوں نے اس کے گھر پر آ کر جب حال دریافت کیا تو اسے زندہ پایا۔ واپس جانے لگے تو پاس بلا کر کہا کہ واقعی وہ آواز ٹھیک تھی۔ اس واسطے کہ میں ہر وقت یاد الٰہی میں مشغول رہتا تھا۔ لیکن ایک گھڑی غافل ہو گیا ہوں۔ اسی لیے یہ آواز دی گئی ہے کہ فلاں بن فلاں نہیں رہا۔

بعد ازاں فرمایا کہ ان لوگوں کے دل مردہ ہیں جو یاد الٰہی سے غافل ہیں اس واسطے کہ اہل تصوف اس دل کو جو یاد الٰہی سے غافل ہو۔ زندہ شمار نہیں کرتے۔ ان کا قول ہے کہ جو دل زندہ ہے۔ وہ کبھی یاد حق سے غافل نہیں ہوتا۔

پھر فرمایا کہ ایک بزرگ پر حالت طاری ہوتی تو ایسا مستغرق ہو جاتا کہ اگر اس حالت میں ذرہ ذرہ بھی کر دیں تو اسے خبر نہ ہو۔

ابن ملجم کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر حملہ

چنانچہ کہتے ہیں کہ جب ابن ملجم بد بخت نے عہد کر لیا کہ میں امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو ہلاک کروں گا تو ہر ایک نے اسے کہا کہ تو کیا اگر تیرے جیسے ہزار بھی ہوں تو بھی امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو ہلاک نہیں کر سکتے۔ ہاں! اس وقت تو کر سکتا ہے جب کہ آں جناب نماز میں یا یاد حق میں مشغول ہوں۔ کیونکہ اس وقت آپ حضور حق میں اس قدر مستغرق ہوتے ہیں کہ آپ کو اپنے آپ کی ذرہ بھر خبر نہیں ہوتی۔ ایک روز آپ نماز میں مشغول تھے اور حضور حق میں ایسے مستغرق تھے کہ آپ کو اپنے آپ کی کوئی خبر نہ تھی۔ ابن ملجم بد بخت نے آ کر دائیں طرف ہو کر تلوار کا وار کیا اور شکم مبارک زخمی کیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اپنے تئیں خون میں آلودہ دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا حالت ہے؟ کسی نے کہا کہ آپ نماز میں مشغول تھے کہ عبدالرحمٰن ابن ملجم نے آپ پر تلوار کا وار کیا۔ فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ایسے وقت میں وار کیا کہ میں ذکرِ حق میں تھا اور مجھے اپنے آپ کی خبر نہ تھی۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ لاہور میں میں نے ایک بزرگ کو دیکھا جو یاد حق میں مستغرق ہوتا تو اٹھ کر بازار میں آتا اور کسی گرم تنور میں جس میں روٹیاں نہ لگی ہوتیں جا کر بیٹھ جاتا۔ اور دیر بعد وہاں سے چلا آتا مگر جلن کا کوئی نشان بدن مبارک پر نہ ہوتا۔ شیخ الاسلام یہ فوائد بیان کرتے ہی اندر تشریف لے گئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ ۔

فصل ہژدہم

علماء و مشائخ کی خدمت

جب قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی اس وقت شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا نظام الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ اور درویش حاضر خدمت تھے۔ علماء اور مشائخ کی بزرگی کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ من احب العلم و العلماء لا یکتب خطیة یعنی جو شخص علم اور علماء سے محبت کرتا ہے

WORK FOR HUMANITY SYED AJMER SHARIF

www.syedajmersharif.com

اس کا کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا۔

پھر فرمایا کہ سچی محبت ان کی پیروی ہے۔ جب کوئی ان سے محبت کرے گا تو ضرور ان کی متابعت کرے گا اور ناشائستہ حرکات سے باز رہے گا اور جب یہ حالت ہوگی تو اس کا گناہ نہیں لکھا جائے گا۔

خواجہ قطب کا تھپڑ

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ کوئی شخص روانہ ہوا کہ دہلی جا کر خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کی خدمت میں توبہ کرے۔ اثنائے راہ میں ایک رنڈی اس کے ہمراہ ہولی۔ جو یہ چاہتی تھی کہ کسی طرح اس مرد سے تعلق ہو جائے۔ چونکہ مرد کی نیت صادق تھی۔ اس کی طرف توجہ بھی نہ کی۔ آخر ایک منزل میں جب وہ ایک ہی کجاوے میں سوار ہوئے تو وہ عورت اس کے پاس بیٹھ گئی اور کوئی پردہ یا مزاحمت بیچ میں نہ تھی۔ شاید مرد نے اس سے کوئی بات کی یا ہاتھ بڑھایا۔ اسی وقت دیکھا کہ ایک مرد نے آ کر اس کے منہ پر تھپڑ مارا اور کہا کہ فلاں پیر کی خدمت میں توبہ کی نیت سے جاتا ہے اور پھر ایسی حرکات کرتا ہے۔ اس نے فوراً توبہ کی اور اس عورت کی طرف پھر دیکھا تک نہیں۔ جب وہ خواجہ قطب الدین صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو پہلے ہی آپ نے فرمایا کہ اس روز اللہ تعالیٰ نے تجھے بڑا بچایا۔

پھر فرمایا کہ اسی طرح ایک آدمی مرید ہونے کی نیت سے دہلی سے اجودھن میرے پاس آ رہا تھا کہ راستے میں ایک عورت سے دست درازی کرنی چاہی۔ اسی وقت غیب سے ایک ہاتھ نمودار ہوا اور اس کے چہرے پر تھپڑ مار کر کہا کہ تو مرید ہونے کی نیت سے جا رہا ہے اور فعل ایسے کرتا ہے۔

الغرض جب وہ میرے پاس آیا تو میں نے کہا کہ دیکھ! اللہ تعالیٰ نے تجھے اس مصیبت سے کیسے بچایا۔

پھر فرمایا کہ علماء اور مشائخ کی دوستی رسول خدا ﷺ کی دوستی ہے۔ پس اے درویش! جو شخص سات روز خلوص دل سے علماء کی خدمت کرتا ہے گویا سات ہزار سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔

پھر فرمایا کہ ابلیس لعین سب کو دھوکا اور فریب دے جاتا ہے۔ لیکن علماء اور مشائخ کو نہیں دے سکتا۔ اس واسطے کہ علماء اور مشائخ کی دوستی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔

پھر فرمایا کہ جس دل میں علما اور مشائخ کی محبت ہو۔ اس کے خرمن گناہ ان کی محبت کا ایک ذرہ جلا کر ناچیز کر دیتا ہے۔

پھر فرمایا کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور مشائخ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ہیں۔ اگر علماء اور مشائخ کی برکت جہان میں نہ ہوتی تو لوگوں کی شامت اعمال کی وجہ سے ہر روز ہزار بلائیں نازل ہوا کرتیں۔ پس اے درویش! رسول خدا ﷺ نے اپنی امت میں سے انہیں دو گروہوں یعنی علماء اور مشائخ پر فخر کیا ہے۔ کیونکہ وہ دین کے ستون ہیں۔ پس جو ان کا ہو رہتا ہے وہ عذاب قیامت سے رہائی پا جاتا ہے۔

عالم کی عابد پر فضیلت

پھر فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے کہ ایک عالم فقیہہ ہزار ایسے عابدوں سے بہتر ہے۔ جو رات کو جاگیں اور دن کو روزہ رکھیں۔

WORK FOR HUMANITY SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

عالم کی ایک دن کی عبادت اس عابد کی چالیس سالہ عبادت کے برابر ہے جو عالم نہ ہو۔
پھر فرمایا کہ جب عالم یا شیخ فوت ہو جاتا ہے تو جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اس کے پیش کیا جاتا ہے۔ اس واسطے کہ اہل زمین کی زندگی علماء اور مشائخ کی زندگی سے وابستہ ہے۔ پس اس شہر پر ہزار افسوس ہے جس میں علماء اور مشائخ نہ ہوں۔
پھر فرمایا کہ جب بلائیں آسمان سے نازل ہوتی ہیں تو اس شہر پر کم نازل ہوتی ہیں جس میں علماء اور مشائخ ہوں۔
شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ یہ فوائد ختم کرتے ہی اٹھ کر اندر تشریف لے گئے اور تلاوت میں مشغول ہوئے اور میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ ۔

فصل نوزدہم

قلتِ بارش

جب قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا تو اس وقت مولانا نظام الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ مولانا بدرالدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ اور اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش! رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ بارش کی قلت لوگوں کے شامت اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے۔
پھر فرمایا کہ جب ایسی صورت ہو تو لوگوں کو صدقہ دینا چاہیے اور دعا اور عبادت میں مشغول ہونا چاہیے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا اور عبادت کی برکت سے مینہ برسائے۔ ایک مرتبہ بارش کی قلت کی وجہ سے کھیتیاں خشک ہوگئیں اور لوگ ہلاک ہونے لگے۔ سب نے جمع ہو کر خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دعائے باراں کے لیے عرض کی۔ فرمایا کہ نماز گاہ میں جمع ہو جائیں۔ جب لوگ اکٹھے ہوئے تو آپ نے منبر پر چڑھ کر دعائے باراں پڑھی اور آسمان کی طرف منہ کر کے کہا کہ اے پروردگار! اگر اس مجمع میں کسی کا قدم "مبارک" ہے تو بارش بھیج۔ خواجہ صاحب کا یہ کہنا ہی تھا کہ اس قدر بارش ہوئی کہ سات روز تک پانی کم نہ ہوا۔

اولیاءاللہ کی دعاؤں سے بارش کا ہونا

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ اسی طرح دہلی میں بارش کی قلت تھی۔ لوگوں نے شیخ نظام الدین ابوالموید سے دعائے باران کے لیے التماس کی آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر دعائے باراں پڑھی اور پھر آسمان کی طرف منہ کر کے کہا کہ اے پروردگار! اگر تو بارش نہیں بھیجے گا تو میں پھر کسی آبادی میں نہیں رہوں گا۔ کہیں جنگل میں نکل جاؤں گا۔ یہ کہہ کر منبر سے اتر آئے اللہ تعالیٰ نے اس قدر مینہ برسایا جس کی کوئی حد نہ رہی۔
بعد ازاں جب آپ کی خواجہ قطب الدین سے ملاقات ہوئی تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ہمیں تو آپ کے حق میں بڑا اعتقاد تھا کہ آپ کو حق تعالیٰ سے ناز ہے۔ لیکن یہ کیسے فرمایا کہ اگر تو بارش نہیں بھیجے گا تو میں آبادی میں نہیں رہوں گا۔ کہیں جنگل

WORK ... SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

میں نکل جاؤں گا۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ میں جانتا تھا کہ بارش ضرور ہوگی۔ خواجہ صاحب نے پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم تھا؟ فرمایا کہ ایک مرتبہ سلطان شمس الدین ؒ کے پاس نیچے بیٹھنے پر مجھ میں اور سید نورالدین مبارک نور اللہ مرقدہ میں تکرار ہو پڑی۔ میں نے ایسی باتیں کیں۔ جس سے سید نورالدین ناراض ہو گئے۔ اب جبکہ مجھے دعائے باراں کے لیے کہا گیا تو میں نے سید صاحب کے روضہ پر جا کر کہا کہ آپ مجھ سے ناراض ہیں اور لوگوں نے مجھے دعائے باراں کے لیے کہا ہے۔ اگر آپ مجھ سے صلح کریں تو میں دعا کروں ورنہ نہیں تو روضہ مبارک سے آواز آئی کہ جاؤ میری صلح ہے جا کر دعائے باراں پڑھو۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! ایک مرتبہ بصرے میں قحط پڑا اور بارش نہ ہوئی۔ لوگوں نے خواجہ حسن بصری ؒ کی خدمت میں آ کر عرض کی کہ اگر آپ دعا کریں تو امید ہے کہ بارش ہو جائے۔ جب بہت منت سماجت کی تو فرمایا کہ جامع مسجد میں اکٹھے ہو جائیں۔ میں دعائے باراں پڑھوں گا۔

چنانچہ خواجہ صاحب نے جمعہ کی نماز کے بعد منبر پر چڑھ کر دعائے باراں پڑھی اور دستار و جبہ جو آستین میں لائے تھے۔ نکال کر بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ اس جامے کی حرمت سے جسے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک نے چھوا ہے۔ باران رحمت بھیج۔ ابھی یہ بات کہنے بھی نہ پائے تھے کہ اس قدر بارش ہوئی کہ سات روز تک بصرے میں پانی کم نہ ہوا۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ دہلی میں سخت قحط پڑا تمام مشائخ اور خلقت دعائے باراں کے لیے باہر میدان میں نکل آئے۔ شیخ نظام الدین نے منبر پر چڑھ کر دعائے باراں پڑھی اور آستین سے ایک کپڑا نکال کر آسمان کی طرف منہ کر کے لب ہلائے بارش ہونے لگی اور بعد میں بہت سخت بارش ہوئی۔ جب شیخ صاحب گھر میں آئے تو آپ سے پوچھا گیا کہ یہ کپڑا کیسا تھا؟ فرمایا میری والدہ صاحبہ کا دامن۔

پھر فرمایا کہ جس شہر میں بارش نہ ہو وہاں رات کو سورہ دخان کا ختم پڑھنا چاہیے۔ شیخ الاسلام یہ فوائد بیان کرتے ہی یادِ الٰہی میں مشغول ہو گئے اور میں اور لوگ واپس چلے آئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ۔

فصل بستم

کشف و کرامات

جب قدم بوسی کی دولت حاصل ہوئی تو اس وقت مولانا شہاب الدین بخاری اور اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ کشف و کرامات کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی تو زبان مبارک سے فرمایا کہ جس طرح پیغمبروں کا معجزہ برحق ہے اسی طرح اولیاء کی کرامت بھی حق ہے۔ لیکن مذہب سلوک کی رو سے کرامت کا اظہار کرنا اچھا نہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "فرض اللہ علی اولیاء کتمان الکرامۃ کما فرض علی انبیاء اظہار المعجزۃ"۔ اللہ تعالیٰ نے اولیاء پر کرامت کا چھپائے رکھنا ایسے ہی فرض کیا ہے کہ جیسا پیغمبروں پر معجزے کا ظاہر کرنا۔ مطلب یہ کہ جو شخص اظہار کرامت کرے گا۔ گویا وہ فرض کا تارک ٹھہرے گا۔

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

سلوک کے درجے

پھر فرمایا کہ ہمارے خواجگان نے سلوک کے پندرہ مراتب مقرر کیے ہیں جن میں سے پانچواں مرتبہ کشف وکرامت کا ہے۔ اگر سالک اس مرتبے میں اپنے تئیں کشف کردے تو جائز نہیں۔ سالک کو پندرہ ہی مراتب طے کرنے چاہئیں پھر کشف کرنا چاہیے۔

پھر فرمایا کہ خواجہ قطب الدین چشتی قدس اللہ سرہ العزیز سے پوچھا گیا کہ لوگوں کو کس طرح معلوم ہو کہ کون شخص سلوک کے مراتب میں بدرجہ کمال ترقی کر گیا ہے اور سارے مراتب طے کر لیے ہیں فرمایا کہ اگر وہ شخص مردے پر دم کرے اور مردہ اللہ تعالی کے حکم سے اٹھ کر کھڑا ہو تو سمجھو کہ وہ شخص کمال کو پہنچ چکا ہے۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! خواجہ قطب الدین چشتی قدس اللہ سرہ العزیز جب یہ فوائد بیان فرما رہے تھے تو اتنے میں ایک بڑھیا عورت روتی ہوئی آئی اور آداب بجالا کر کہنے لگی کہ میرا ایک لڑکا تھا۔ بادشاہ نے بے گناہ سولی پر چڑھا دیا ہے۔ یہ سنتے ہی آپ عصا لے کر اٹھے اور اصحاب کو لے کر باہر آئے۔ بڑھیا آگے آگے ہولی۔ جب لڑکے کے پاس پہنچے تو خلقت ہندو مسلمان سبھی قسم کی ہجوم کیے ہوئے تھی۔ خواجہ صاحب نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ اے پروردگار! اگر بادشاہ نے اس لڑکے کو ناحق و ناروا سولی پر چڑھایا ہے تو اسے زندہ کردے ابھی خواجہ صاحب بات ختم بھی نہ کرنے پائے تھے کہ لڑکا زندہ ہو گیا اور اٹھ کر چلنے لگا۔ اس روز کئی ہزار ہندو مسلمان ہوئے۔ بعد ازاں خواجہ قطب الدین صاحب نے اصحاب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ انسان اس سے زیادہ درجہ حاصل کر ہی نہیں سکتا۔ جو کہ خواجگان میں پایا جاتا ہے۔

خواجہ فرید کی والدہ کی بزرگی اور کرامت

پھر فرمایا کہ اے درویش! میری والدہ از حد بزرگ اور صاحب کشف وکرامت تھیں۔ چنانچہ ایک رات جب چور گھر میں گھس آیا تو اور سب سوئے ہوئے تھے صرف والدہ جاگتی تھیں۔ اور (چور) باہر نہ نکل سکا تو کہنے لگا کہ اگر اس گھر میں کوئی مرد ہے تو میرا باپ اور بھائی ہے۔ اگر عورت ہے تو میری ماں بہن ہے جو ہے سو ہے۔ اسی کی ہیبت سے میری بینائی جاتی رہی ہے۔ میرے حق میں دعا کرے۔ تاکہ میری آنکھیں روشن ہو جائیں۔ تو میں توبہ کرتا ہوں کہ آئندہ عمر بھر چوری نہیں کروں گا۔ یہ سن کر میری والدہ صاحبہ نے دعا کی تو اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ اور وہ چلا گیا جب دن چڑھا تو میری والدہ صاحبہ نے اس بات کا کسی سے ذکر نہ کیا۔ ایک گھڑی بعد ایک شخص اپنا اہل و عیال ہمراہ لے کر چھاچھ کا مٹکا سر پر رکھے آیا اور مسلمان ہو گیا اور چوری سے توبہ کی۔

معجزۂ رسالت مآب ﷺ

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ اور امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہاڑ کی طرف تشریف لے گئے۔ وہاں پر عبداللہ بن مسعود بکریاں چرا رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے تھوڑا سا دودھ مانگا۔ اس نے عرض کی کہ میں امین ہوں میں کس

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

طرح دودھ دے سکتا ہوں؟ امیر المومنین ابوبکر صدیق نے بھی کہا کہ آپ رسول خدا ﷺ ہیں اور میں آنجناب ﷺ کا یار ہوں۔ اگر تو تھوڑا سا دودھ دے دے گا تو کیا ہوگا۔ اس نے عرض کی کہ میں امانت دار ہوں۔ مجھے دودھ دینے کی اجازت نہیں بعد ازاں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایسی بکری لا جس سے بکرے نے جفتی نہ کی ہو۔ لائی گئی تو سرور کائنات ﷺ نے اس کی پیٹھ پر دست مبارک پھیرا تو اس نے اس قدر دودھ دیا جس کی کوئی حد نہیں۔

پھر فرمایا! روایت کرتے ہیں کہ جب تک وہ بکری زندہ رہی ہر روز پانچ سیر دودھ دیتی رہی۔

کراماتِ اولیاء اللہ

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ میں غزنی کے علاقے میں بطور مسافر وارد تھا۔ وہاں پر ایک غار میں بزرگ کو دیکھا جو از حد بزرگ اور یادِ الٰہی میں مشغول تھا۔ میں نے غار میں جا کر سلام کیا سلام کا جواب دے کر فرمایا بیٹھ جاؤ! میں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ اے عزیز! تیس سال سے اس غار میں رہتا ہوں۔ میری خوراک عالم غیب سے آتی ہے۔ اگر کچھ مل جاتا ہے تو کھالیتا ہوں ورنہ شکر کرتا ہوں۔

الغرض! جب نماز کا وقت ہوا تو اس کے ہمراہ میں نے بھی نماز ادا کی اور منتظر تھا کہ روزہ کس چیز سے افطار کریں گے۔ کھجور کا درخت پاس تھا۔ اس بزرگ نے اسے ہلایا تو اس سے دس کھجوریں گریں پانچ مجھے دیں اور پانچ آپ کھائیں پانی پاس نہ تھا۔ سو اس نے پاؤں زمین پر مارا تو چشمہ جاری ہوگیا میں آداب بجالا کر واپس آنے لگا تو مصلّے تلے ہاتھ ڈال کر پانچ اشرفیاں مجھے عنایت کیں۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! ایک مرتبہ میں اور شیخ جلال الدین تبریزی قدس اللہ سرہ العزیز بدایوں پہنچے۔ ایک روز گھر کی دہلیز میں بیٹھے تھے۔ ایک شخص چھاچھ بیچنے والا مٹکا اٹھائے پاس سے گزرا وہ بدایوں کے نزدیک موئی نام گاؤں کا رہنے والا تھا۔ جہاں کے آدمی چوری اور رہزنی میں مشہور تھے۔

الغرض! جب اس کی نگاہ شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ پر پڑی تو اس کا دل پھر گیا۔ جب شیخ صاحب نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے کہا کہ دین محمدی (ﷺ) میں ایسے مرد بھی ہوتے ہیں۔ فوراً ایمان لایا۔ آپ نے اس کا نام علی رکھا۔ مسلمان ہوکر گھر سے ایک لاکھ جتیل (سکے کا نام) لے آیا۔ شیخ صاحب نے قبول کر کے فرمایا کہ اس روپے کو تم ہی اپنے پاس رکھو۔ جس طرح میں کہوں گا خرچ کرنا۔ الغرض اس روپے میں سے ہر ایک حاجت مند کو کچھ نہ کچھ دیتے۔ کسی کو چالیس کسی کو پچاس کسی کو کم و بیش۔ لیکن کم از کم پانچ ضرور دیتے۔ جب ایک درہم باقی رہ گیا تو علی نے سوچا کہ اب تو صرف ایک درہم باقی رہ گیا ہے اور آپ پانچ کا حکم فرمایا کرتے ہیں۔ اب اگر فرمائیں گے تو اور چار کہاں سے لاؤں گا؟ اسی سوچ میں تھا کہ سائل نے آکر سوال کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اسے ایک درہم دے دے۔ یہ حیران رہ گیا۔ آخر جب شیخ صاحب وہاں سے روانہ ہوئے تو علی نے ہمراہ جانا چاہا۔ آپ نے فرمایا کہ واپس چلا جا۔ شیخ صاحب نے بہتیرا سمجھایا لیکن وہ منت سماجت کیے گیا۔ آخر فرمایا کہ جاؤ۔ مصلحت اسی میں ہے۔ کیونکہ یہ شہر تمہاری حمایت میں ہے۔ جب شیخ صاحب چلے گئے تو علی بھی واپس آگیا۔

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

جب شیخ الاسلام نے یہ فوائد ختم کیے تو اٹھ کر اندر تشریف لے گئے اور میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

فصل بست ویکم

تعظیم پیر و مرشد

جب قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا تو اس وقت مولانا یحیٰ غریب، مولانا نظام الدین بدایونی، شیخ جمال الدین ہانسوی، شیخ برہان الدین ہانسوی (ﷺ) اور چند اور درویش حاضر خدمت تھے۔ پیر کی تعظیم کرنے کے بارہ میں گفتگو ہو رہی تھی۔ زبان مبارک سے فرمایا اے درویش! مرید کو چاہیے کہ پیر کا فرمان دل و جان سے بجالائے۔

اسی موقعہ کے مناسب فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ قطب الدین قدس سرہ العزیز سے پوچھا گیا کہ پیر کا حق مرید پر کس قدر ہے؟ فرمایا' اگر ساری عمر پیر کے ہمراہ حج کی راہ میں پیر کو سر پر اٹھائے رکھے تو بھی پیر کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔

پھر فرمایا کہ میں خواجہ معین الدین قدس اللہ سرہ العزیز کے ہمراہ بیس سال تک خلا وملا (خلوت وجلوت) میں ہمراہ رہا۔ ایک مرتبہ ہم ایسے جنگل میں پہنچے جہاں پرندہ بھی نہیں پر مار سکتا تھا۔ ہم تین دن تک اسی جنگل میں پھرتے رہے میں نے سنا تھا کہ اس جنگل بیابان کے پاس ایک پہاڑ ہے۔ جہاں پر ایک بزرگ رہتا ہے۔ آپ نے مجھے دو گرم روٹیاں مصلّے تلے سے نکال کر دیں اور کہا کہ اس بزرگ کی خدمت میں لے جاؤ اور میرا اسلام پہنچاؤ جب میں نے اس بزرگ کے سامنے رکھیں اور سلام عرض کیا تو اس نے ایک مجھے دی اور ایک اپنے افطار کے لیے رکھی اور پھر مصلّے تلے سے چار کھجوریں نکال کر مجھے دیں۔ کہ یہ شیخ معین الدین کو دینا جب وہ کھجوریں لے کر آیا تو شیخ صاحب دیکھ کر بڑے خوش ہوئے اور فرمایا کہ اے درویش! پیر کا فرمان رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہوتا ہے۔ پس جو پیر کا فرمان بجالاتا ہے گویا وہ رسول کریم ﷺ کا فرمان بجالاتا ہے۔

بعد ازاں روزے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو زبان مبارک سے فرمایا کہ رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ۔

لِلصَّآئِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ الْاَفْطَارِ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَآءِ رَبِّهٖ

(روزہ دار کو دو فرحتیں حاصل ہوتی ہیں ایک افطار کے وقت دوسری دیدار الٰہی کے وقت)

جب روزہ دار روزے کو پورا کرتا ہے تو اسے یہ دو فرحتیں حاصل ہوتیں ہیں خدا کا شکر ہے کہ یہ طاعت مجھ سے پوری ہوئی اب میں نعمت کا امیدوار ہوں۔

بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش! ہر ایک طاعت کی جزا ہے۔ روزے کی جزا دیدار الٰہی ہے۔ جس طرح روزہ دار روزہ ختم کرنے پر خوش ہوتا ہے ویسے ہی لقائے ربانی کی امید سے خوش ہوتا ہے۔

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

شیخ الاسلام نے یہ فرماتے ہی سر مراقبے میں کیا اور دیر تک مراقبہ کر کے اٹھ کھڑے ہوئے اور عالم تحیر میں مشغول ہو گئے اور میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ ۔

فصل بست و دوم

رنج و مصیبت

جب قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا تو اس وقت مولانا بہاؤالدین غریب، مولانا نظام الدین بدایونی، شیخ جمال الدین ہانسوی اور خواجگان چشت کے خانوادے (یعنی سلسلۂ چشتیہ) کے چھ درویش حاضر خدمت تھے (رحمہم اللہ) اور بات رنج و محنت اور مشقت کے بارے میں ہو رہی تھی۔ زبان مبارک سے فرمایا کہ اے درویش! جب انسان پر رنج و محنت نازل ہو تو سمجھنا چاہیے کہ کس سبب سے اور کہاں سے نازل ہوئی ہے اور اس سے تنبیہ حاصل کرنی چاہیے جو شخص ہر وقت طاعت میں رہتا ہے اسے کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچتی۔ نہ اس واسطے کہ اس کی رسی دراز ہوئی ہوتی ہے بلکہ اس واسطے کہ اسے ایسے کاموں سے باز رکھا جاتا ہے۔ جو خواری اور بے عزتی کا باعث ہوتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر میرے پاؤں میں کانٹا بھی چبھتا ہے تو میں معلوم کر لیتی ہوں کہ کس سبب سے ایسا ہوا۔

نیز جب آپ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی گئی تو بارگاہ الٰہی میں مناجات کی کہ اے پروردگار! مجھے معلوم ہے کہ یہ تہمت مجھ پر کیوں لگی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تیری محبت کا دعویٰ کرتے تھے اور کچھ میلان طبع میری طرف بھی تھا۔ اس واسطے یہ تہمت لگائی گئی ہے۔

مصیبت میں صبر کے فوائد

پھر فرمایا، اے درویش! جب لوگ مصیبت میں صبر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو ملیا میٹ کر دیتا ہے۔

پھر فرمایا، کہ درد اور زحمت بڑی اچھی چیز ہے جو انسان کو گناہوں سے پاک کرتی ہے۔ گناہوں سے پاک کرنے والی زحمت ہی ہے۔

پھر فرمایا کہ خواجہ قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز بارہا فرمایا کرتے تھے کہ سعادت گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔

پھر فرمایا کہ میں نے خواجہ قطب الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبانی سنا ہے کہ ایک مرتبہ خواجہ معین الدین سنجری قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں میں حاضر تھا۔ آپ کے وجود میں کمی آ گئی تھی مگر میں نے کبھی آپ کو صحت کے لیے ملتجی ہوتے نہ سنا۔ ہاں! یہ دعا کرتے تھے کہ پروردگار! جہاں کہیں درد اور محنت ہے۔ معین الدین کی جان پر بھیج۔ ایک موقعہ پر آپ (خواجہ قطب

WORK FOR HUMANITY SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com

الدین) نے عرض کی۔ آپ کیسی دعا کرتے ہیں کہ سخت رنج اور مصیبت میں مبتلا ہونے کی خواہش کرتے ہیں۔ فرمایا جو اس قسم کی دعا کرتا ہے یہ اس کے ایمان کی صحت کی علامت ہے۔ وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے گویا ماں کے پیٹ سے ابھی پیدا ہوا ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ رابعہ بصری ؒ کی یہ عادت تھی کہ بڑی خواہش اور چاہت سے بیماری اور درد کے لیے ملتجی ہوتیں اور جس روز تپ وغیرہ جیسی کوئی مصیبت نازل نہ ہوتی تو بارگاہ الٰہی میں عرض کرتیں کہ اے پروردگار! شاید تو اس بڑھیا کو بھول گیا ہے جو آج مصیبت نازل نہیں فرمائی۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! جب خواجہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز تپ' درد یا کسی اور مصیبت میں مبتلا ہوتے تو شکرانہ میں اس روز ہزار رکعت نماز ادا کرتے۔

پھر فرمایا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی صحت کا وقت قریب آپہنچا تو کیڑا جو آپ کے وجود مبارک سے زمین پر گرا تو آپ نے اٹھا کر پھر اسی جگہ رکھ دیا۔ جس نے ایسا ڈنگ مارا کہ آپ نعرہ مار کر گر پڑے۔

اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ فرمان الٰہی یوں ہے کہ اس کیڑے کو گرنے کا حکم ہوا تھا آپ نے نافرمانی کر کے اسے اٹھا کر پھر اس کے مقام پر رکھ دیا۔ پس جو نافرمانی کرتا ہے اس کی سزا ایسی ہوتی ہے۔

بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش! ایک مرتبہ میں شیخ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر تھا۔ سلطان شمس الدین انار اللہ برہانہٗ نے اپنا وزیر بھیجا۔ تاکہ بادشاہ کی صحت کے لیے آپ سے التجا کرے۔ جب وزیر نے آکر عرض کی تو شیخ صاحب نے فرمایا کہ والیٔ دہلی کی صحت کے لیے بإخلاص فاتحہ (دعاء) پڑھو۔ حاضرین نے فاتحہ پڑھی تو وزیر کو فرمایا کہ جاؤ تندرست ہو گیا۔ لیکن بیماری ایمان کی صحت کی علامت ہوتی ہے اور اس کے سبب آدمی گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔

جب شیخ الاسلام ؒ نے یہ فوائد بیان کیے تو رو کر فرمایا کہ اے درویش! اس راہ میں عاشقوں نے درد و بلا کو اپنی خوراک بنایا ہے۔ جس دن ان پر بلا نازل نہیں ہوتی وہ اپنا ماتم سمجھتے ہیں۔ کہ آج ہمیں دوست نے یاد نہیں کیا۔ فراموش کر دیا ہے۔ اگر فراموش نہ کرتا تو ضرور کسی چیز سے یاد کرتا اور بیماری یا بلا میں مبتلا کرتا۔ جب کبھی کسی درد یا بلا میں مبتلا ہوتے ہیں تو شکرانے میں ہزار رکعت نماز ادا کرتے ہیں اور یہ شکرانہ دوست کی یاد آوری کا ہوتا ہے۔ پس اے درویش! راہ محبت میں صادق وہ شخص ہے جو بڑی خواہش سے درد و بلا کے لیے التماس کرے۔ کیونکہ ہمیشہ درد و محنت (زحمت ۔ تکلیف ۔ رنج) عاشق کے لیے اسرار و انوار الٰہی ہے۔

پھر فرمایا کہ اے درویش! خواجہ منصور حلاج ؒ ایک سال تک تپ میں مبتلا رہے۔ اس عرصے میں کسی نے نہ دیکھا کہ آپ نے طاعت میں کمی کی ہو۔ بلکہ اور زیادہ طاعت کی۔

بعد ازاں فرمایا۔ اے درویش! اہل سلوک لکھتے ہیں کہ درد و زحمت اور بلا عاشقوں کے لیے حلوے کی مانند ہے جو خوشی کے وقت بچوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ خوش ہوں۔

WORK FOR HUMANITY SYED AJMER SHARIF

www.syedajmersharif.com

پس اگر درد و محنت (تکلیف - رنج - دکھ) میں نعمت نہ ہوتی تو آدم صفی اللہ اسے قبول نہ کرتے اگر اندوہ و غم میں بے نہایت راحت نہ ہوتی تو ایوب علیہ السلام صابر صبر نہ کرتے اور اگر درد و بلا میں شوق و اشتیاق نہ ہوتا تو حضرت داؤد علیہ السلام ہزار ہا نیاز سے اس کے لیے ملتجی نہ ہوتے اور مجاہدہ قبول نہ کرتے۔

پس اس بات کو مد نظر رکھ کر پیغمبروں' اولیاء اور عاشقوں نے بڑی خواہش سے درد و بلا کے لیے التماس کی ہے جو اس جہان میں ذرہ بھر درد بھی نہیں رکھتا۔ وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش! جب شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے یہ الفاظ زبان مبارک سے فرمائے تو آب دیدہ ہو کر یہ فرمایا کہ اے درویش! ہم مسافر ہیں۔ ہم بلا کے سر پر بیٹھے ہیں اور یہ بلا دنیا ہے۔

اچانک ہی ہماری عمر کی بساط لپیٹ لی جائے گی اور ہمارا مقام و منزل قبر میں بنائیں گے۔ یہ بات فرماتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور عالم تحیر میں مشغول ہو گئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ ۔

بارہ سال کے عرصے میں آنجناب رحمۃ اللہ علیہ کی زبان گوہر فشان سے جو اسرار و رموز اور الفاظ سنے وہ اس مجموعے میں لکھے گئے ہیں۔ اگر عمر نے وفا کی تو انشاء اللہ تعالیٰ جو کچھ جناب کی زبان مبارک سے سنوں گا۔ قلم بند کروں گا۔

تمت بالخیر

WORK FOR HUMANITY
SYED AJMER SHARIF
www.syedajmersharif.com